





10/13

2/3 0  

---

2



10/13

2/3 0  

---

2



10/13

2/3 0  

---

2







# قصائد حکیم قاضی محمد تقی

جس میں  
ملک الشعر احسان العجم مرزا حبیب قاضی شیرازی کے  
حالات زندگی اور ان کے کلام پر  
نقد و تبصرہ

اور  
قصائد کا انتخاب ہے

جس کو  
حافظ جلال الدین احمد جعفری زینبی  
نے مرتب کیا

عبدالواسع جعفری کے اہتمام سے

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں چھپا

Sh. GHULAM MOHAMAD & SONS

Book Sellers & Publishers Prop. Quran Mansil,  
Maisuma Bazar Amirakadal, Srinagar Kashmir.



فہرست مضامین

01

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۹	انجمن تنظیم بیداری نہ بنی کس بخواب	۱	مقدمہ برقصائد قآانی
۹۲	بہار آمد کہ از گلشن ہی باناب ہزار آید	۱	قآانی سے حالات
۹۶	ساقی بدہ طبل گراں زان محک کہ ہفتا بخیزد	۵	قصائد قآانی پر نقد و تبصرہ
۹۹	باد نور و نری شمیم عطر چال می آورد	۱۰	قآانی نے قدمائیں سے کن کن لوگوں کے
۱۰۳	دوش بر گروں بسے تاباں کجاں پدید آید	۱۱	کے قصاید کے جواب میں قصیدے لکھے
۱۰۵	بلہ نزدیک شاید دل کہ زمستان گذرد	۱۱	قدمائے خصوصیات کلام سے قآانی کے کلام
۱۰۹	ماہ رمضان آمد اسے ترک سمنبر	۱۱	میں کون سے خصوصیات پائے جاتے ہیں
۱۱۲	راستی را کس نمی داند کہ در فصل بہار	۱۱	قصائد قآانی کے خصوصیات
۱۱۶	تبارک اسد از فارس آن خشت دیار		علمی نگاری
۱۲۶	باقال نیک بہر زمین بوس شہر یار		فہرست و طبیعت
۱۳۰	فرد گرفتہ گیتی را بیلغ دروغ و کوفہ نو		انتخاب قصائد قآانی
۱۳۳	اسے زلف نگار اسے حبشی زدہ شبنم		دو نظم نندار سید زور گاہ کبریا
۱۳۶	سخن زرافہ چہ رانی خسرو ان کہن		بگردوں تیرہ ابرے با باداں بر شاہ از دریا
۱۵۲	عید است و ساقی در قلع صہباز مینار خستہ		دو شینہ چوں کشد شہ زنگ لشکرا
۱۵۶	عید است جامہ زربشتاں از مے گرانبار آمدہ		لشکر خامہ از رکستہ نامہ رقصا
۱۵۸	نہانی از نظر اسے بے نظیر از بس عیانستی		نسیم حلیہ می وزد مگر ز جوئے بار ہا
۱۵۹	رہ بود این نکتہ در حکمت سراسے غیر کالی		دو قانع کفر اند یا ہم مصاحب
۱۶۱	کشوری زلف قیر گیس جہاں را قیر دال کردی		از سر دیش و حدیث بر گوش ہوش اند خطاب





# مقدمہ برقصائد قآانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قآانی کے حالات

میرزا حبیب نام۔ قآانی تخلص۔ میرزا ابوالحسن گلشن شیرازی  
 کالط کا تھا۔ یہ قبیلہ زنگنه سے تھا۔ جب قآانی نے ہوش سنبھالا تو  
 اسکے باپ نے اس کو مکتب میں بٹھایا۔ وہاں اس نے چند درسی کتابیں  
 پڑھیں۔ قآانی جب گیارہ سال کا ہوا تو باب کا سایہ عاطفت ہر سے  
 اٹھ گیا۔ فطری فطانت اور جبلی استعداد نے علوم کی تکمیل اور فنون  
 کی تحصیل کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔ شیراز سے خراساں روانہ ہوا شہد  
 مقدس میں قیام کیا۔ اور تحصیل علوم میں مشغول ہوا۔ اسی ایام طفلی  
 میں شعر کہنا شروع کیا۔ اور اس کے تمکین اور شیریں کلام کی  
 شہر میں شہرت ہوئی۔ لوگ جوق جوق اس کا کلام سننے آتے تھے اور اس  
 خور دسالی میں اس کے کلام کی بزرگی کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ اس وقت  
 شاہزادہ شجاع السلطنہ حسن علی میرزا خراساں کا گورنر تھا۔ اُس نے بھی قآانی  
 کے اشعار کی تعریف سنی قآانی کو اپنے دربار میں بلوایا۔ تو قی الحقیقت اُس کو  
 جوہر قابل پایا شاہزادے نے قآانی کو باوجودیکہ خور دسال تھا اپنے ندما  
 کے زمرے میں شامل کر لیا۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری پوری



توجہ کی۔ قاضی نے بھی رات دن محنت اور کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ  
 اٹھانہ رکھا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزر رہا تھا کہ قاضی نے قواعد نحو و اشتقاقیات  
 صرف قوانین منطق۔ محاسن بدیع۔ نکات معانی۔ وقایع معانی۔ اصول ہندسہ۔  
 میزان حساب۔ مسائل نجوم۔ دلائل احکام۔ برآئین حکمت۔ فوائد کلام  
 اصول فقہ۔ اور فقہ میں پورا پورا تبحر حاصل کر لیا۔ پھر عربی فنون ادب  
 حاصل کرنے کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بھی وہی کمال حاصل کیا جو دہری اور  
 پارسی شروطنم میں حاصل کیا تھا پھر ترکی زبان سیکھی۔ اور اس میں بھی کمال  
 پیدا کیا۔ غرض دس گیارہ برس میں ہنر و کمال کا مجموعہ بن گیا جب  
 شامیرادہ سے آیا۔ اور فتح علی شاہ شہنشاہ ایران کے دربار میں حاضر  
 ہوا تو اس نے قاضی کے اشعار کی تعریف بادشاہ کے سامنے بیان کی۔ بادشاہ  
 نے قاضی کے حاضر ہونے کا حکم دیا قاضی مشہد سے آئے آیا۔ اور ایک قصیدہ  
 لکھ کر شاہی دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قصیدے کو سنا اور نہایت  
 پسند کیا۔ اور قاضی کو مجتہد الشعرا کا لقب عنایت کیا۔  
 جب محمد شاہ ایران کے بادشاہ ہوئے تو ان کے زمانے میں فارس عراق  
 کے بالکمال لوگ دار الخلافہ میں جمع ہوئے اور ہر شخص استعداد و قابلیت کے  
 موافق عواطف شاہی سے بہرہ اندوز ہوا۔ بادشاہ نے قاضی کے لیے حکم  
 دیا کہ وہ ہمیشہ رکاب ہمایوں میں ساتھ ساتھ رہے اور قاضی کو حسان العجم کا  
 لقب دیا۔ اسی زمانے میں محمد شاہ کی یہ رائے ہوئی کہ شاہی ملازمین ہر ایک  
 کی زبانیں خصوصاً فریح زبان سکھیں اور کمال پیدا کریں۔ قاضی نے



فریج زبان سیکھی اور اُس میں اس درجہ کمال پیدا کیا کہ اگر صورت اور لباس کا تغیر شک میں نہ ڈالتا تو کوئی یہ تمیز نہیں کر سکتا تھا کہ کہنے والا پارسی ہے یا پارسی پھر قانی نے ایک مسط شامہزادہ اعتضاد السلطنت علی قلی میرزا کی تعریف میں لکھا اور اُس میں حسب ذیل علمی مسائل کو نہایت خوبی سے بیان کیا۔ وجود واجب۔ اثبات بیہیولی۔ ابطال جزعہ لا تجزئی۔ تحقیق عقول بسیطہ و نفوس مجرودہ۔ ضبط حرکات اجرام فلکی۔ اجسام غصیری کی ماہیتوں کی کیفیت۔ مرکب اور بسیط کا فرق۔ قطر اور محیط کی نسبت کا تعین۔ آن لوگوں کا اختلاف جو اس بات کو مانتے ہیں کہ قوت باصرہ شعاع نکلنے کے باعث منطبع ہوتی ہے۔ جذر کعب اور جذر آصم شعرا و زبان کے متعلق نکات عجوبہ عرب کے شاعروں کی روایتیں اور علم ادب کے متعلق علوم۔

(قانی مسط لے کر شامہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا اور شامہزادے کو سنایا۔ اُس پر شامہزادے نے قانی کو اپنے یہاں نوکر رکھ لیا۔ اٹھ برس تک قانی وہاں نہایت عیش و آرام سے رہا۔ اس وقت ناصر الدین شاہ ولی عہد تھے شامہزادے نے قانی کی ولی عہد سے سفارش کی۔ اور قانی کی ولی عہد کے دربار میں رسائی ہوئی جب ناصر الدین شاہ بادشاہ ہو گئے۔ تو انھوں نے قانی کا ایک معقول و طیفہ مقرر کر دیا اور ملک الشعرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔ قانی نے ستر برس کی عمر پائی۔ طہران میں تپ و اسہال کی بیماری میں انتقال کیا۔ تجیز و تکفین کا انتظام ناصر الدین شاہ نے اپنے ذمے لیا۔ سال وفات میں اختلاف ہے بعض ۱۲۷۵ بتاتے ہیں اور بعض ۱۲۷۶



قائمی کے اخلاق قائمی نیک خصلت شیریں کلام بلند ہمت پاک فطرت  
وعادات متواضع اور ہنسار تھا۔

قائمی اور ہندوستان شیخ سعدی اور خواجہ حافظ کی طرح قائمی کے دل میں  
کاشوق بھی ہندوستان کی سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا اور  
وہ ہندوستان آنے کے ارادے سے دشت آردن تک آیا۔ لیکن کچھ معلوم نہیں  
کس وجہ سے وہ ایران لوٹ گیا۔ چنانچہ وہ خود پریشان میں ایک موقع پر لکھتا ہے۔  
”در عشر آخر صفر و غالباً اول بہار و مساوی لیل و نہار بود کہ از شیراز باطائفہ“

دوستان بہ عزم ہندوستان برآمد۔  
قائمی کو عربی فارسی کی بے شمار مثلیں یاد تھیں وہ نہایت خوش طبع اور ظریف  
تھا۔ اس نے ہکے۔ پورے اور گونگے کے مکالمے کو انھیں کی زبان میں نہایت  
خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

سیر کے لال حسر گاہ بہ طفلہ الکن  
کائے زلفیت صفحہ شام تار یک  
تتریا کیم وے شکشید للبت  
طفل گفتا فممن راتہ تقابست کن  
میخواہی مشتے بکالت بزخم  
سیر گفتا ووالہ کہ معلوم است اس  
بہفتاد و ہشتاد و سہ سال است قزو  
طفل گفتا محمد ارا صفد بارش شکر  
مے شنیدم کہ بدیں نوع ہی رائد سخن  
وے زچہرت شام شام صفتیچم روشن  
صفہ صبر و تاتاتاکم ز رفت از متن  
گلگم شوز برم اسے گلگم از زن  
کہ بیفت نہ ممغرت بمیان و ذہن  
کہ زادم من بچارہ ز مادر الکن  
گلگم و لا لالہ لم تبحلاق ز من  
کہ برستم بہ جہاں از ممال و محن







کیا نام ہے؟ اور اس دور کی کیا خصوصیات ہیں؟  
 قاتالی کی شاعری جس دور کی ہے اس کو دورِ معاصرین کہتے ہیں۔ اس  
 دور کا آغاز دولتِ الواریہ کے آخرِ عہد سے ہوتا ہے۔  
 دورِ متاخرین کے آخر زمانے میں تازک خیالی، مبضمون آفرینی، تہقیر  
 اور شوکانی کا شیوہ انتہائے کمال کو پہنچ چکا تھا۔ ہر کمالے راز والے ہست  
 اس بنا پر شاعری کے عروج کے ساتھ ہی اس کا زوال بھی شروع ہو گیا۔  
 اور شعرا و جِ سخنوری سے گہرے حسیف و مغز و معانی تک پہنچا۔ دولتِ الواریہ کے  
 آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے چاہا کہ شیوہ قدما پھر  
 زندہ کریں اور ان کو معلوم ہو گیا کہ متاخرین کا طریقہ نہایت بے مزہ ہے  
 یہ اسی قابل ہے کہ اس کو ترک کر دیا جائے۔ ان لوگوں کو بڑا حوش پیدا ہوا۔  
 انہوں نے بڑی کوشش کی۔ اور لوگوں کو روکنا شروع کیا کہ متاخرین  
 کا طرز نہایت بُرا ہے۔ ہرگز اس کے درپے نہ ہوں۔ اور اس کو اختیار نہ کریں  
 اور لوگوں کو اس طرف رغبت دلائی کہ بہتر اور مناسب شیوہ وہ ہے جس پر قدما  
 نے عمل کیا ہے۔ لہذا قدما کے شیوہ کی ترویج کی جائے اور متاخرین کی بدعتوں  
 کو مٹایا جائے۔ ان لوگوں نے قدما کے شیوے کی ترویج میں بڑی محنت  
 کی۔ لیکن یہ لوگ بڑے مرتبے کو نہ پہنچ سکے۔ یہاں تک کہ مشتاقِ مصفہانی  
 رسالِ وفات (۱۲۱۵ھ) کو دولتِ صفویہ کے متاخرین شعرا کے طرز سے نفرت  
 پیدا ہوئی اور وہ اس بات کے درپے ہوئے کہ بلغائے متقدمین کے شیوے کی  
 پیروی کرنی چاہئے۔ اس نے حاجی لطف علی بیک آذر شیر احمد ہالہ اور دوسرے



فصحاء کو اپنے ساتھ لیا اور فصحاء مقتدرین کے شیوے کی ترویج اور تجدید کرنے  
لگا۔ چنانچہ مجمع الفصحاء کے مصنف ہدایت طبرستانی نے لکھا ہے۔  
۱۲۱۲ھ میں فتح علی شاہ قاجار سلطنت ایران کے تخت پر متمکن ہوئے۔  
انکی طبیعت میں اس بات کا فطری ذوق اور طبعی شوق تھا کہ فارسی شعرو  
شاعری کو درجہ کمال پر پہنچایا جائے۔ آپ خود بھی شاعر تھے اور آپ کو شاعری  
کی اصلاح کی طرف بھی پوری پوری توجہ تھی۔ اس وقت سے شاعری کا ایک  
نیا دور شروع ہوا۔ اس دور کے شعرا کو معاصرین کے لقب سے یاد کرتے ہیں

اور اس دور کو دور معاصرین کہتے ہیں،  
فتح علی شاہ قاجار کی ہنر نوازی اور قدردانی کے باعث بہت سے نامور حکما  
فضلا۔ اور ادبا اپنے وطن چھوڑ چھوڑ کر دار الخلافہ طہران میں جمع ہو گئے۔  
مجمع الفصحاء کے مصنف ہدایت طبرستانی نے لکھا ہے۔

چون خلیفان صاحبقران فتح علی شاہ بن جاں سوز شاہ در سال ہزار و ودیعت و  
مدد و از وہ بحری حکم وراثت و وصایت بدست سلطنت ایران بجائے غم نبرد گوار خوش  
”عروج فرمود۔ طبع مبارک ان شہر بارہ واسطہ ذوق فطری تکمیل شعر و شاعری خالق“  
”اقتاد و تمہت بر نو اخترن و پروردن ارباب کمال بگماشت در عہد ہمایوش یہین“  
”ترمیت آن والا جاہ جمع از حکما و فضلا و علما و شعرا و ادبا سرآمد روزگار گشتند“  
”و در فن شعر طائفہ از فضلا و فصحاء شیوہ ستودہ قدما را برگزیدند و بدایں سیاق و سباق  
بر یک دیگر سباق حبستند و نقوش طرغیہ غیر فصیحہ متوسطین و متاخرین را از لوحہ خاطر  
روزگار گشتند۔ بعضی بہ طرز خاقانی شیروانی و عبد الوہاب جلی قصاید مستوعہ



و رنگین مستح و مقفاس و دند و بر خے بہ سیاق فرخی و متوجہری شاہراہ غزوت و شیرین  
 متعالی بیودند جمع را ہوائے قانون حکیم دودکی و قطران و سرافساد و قوسے  
 را بہ سیرت استاد غنصری و امیر مسعود سعد سلمان۔ و نظر طائفہ بہ روشنائی مشعل  
 حکیم الہی سنائی۔ و غزنوی و جلال الدین محمد مولوی معنوی قدس اللہ اسرار ہم در  
 مسالک تحقیق اقتفا خواستند و قافلہ سیرانیہ پیروی حکیم ابوالفرج رونی و انوری  
 ابیوردی بہ تن آراستند۔ و لیرے چند و رسیدن اقتباس از میہ گرمی از انشکدہ  
 طبع اسد کی طوسی و فردوسی اندر و ختار۔ و پیرے چند و رایوان کتاب بزمیہ  
 مستی از خاطر نظامی و سعدی آموختند۔ گروہے طریقہ ازرقی و مختاری اختیار  
 کردند۔ و انبوسے شیوہ معنوی و لاسعی اختیار آوردند۔ و طبقہ از حکما و فصحاے  
 معاصر و دنیاں حکیم ناصر خسرو و رافتادند۔ و طائفہ دل بزرباں و دزدی ادیب  
 صابر نہادند قلیلے شیوہ ہمہ ال را تشیع نمودہ بہ بزرباںے بیانے فرمودند و جمع  
 جمع کردند میان قصیدہ بہ سبیل بلقاع قدیم۔ و غزل بہ رسم فقہاے جدید۔ و  
 پیداست کہ مردم ذو فنون را بر ذی فن برترست۔ و داد طرز ہائے مختلف دادن  
 علامت قدرت و کمال غنوری

ایں تحریر کے بموجب سب ذیل شعرا کا طرز مقبول اور مطبوع سمجھا گیا۔  
 ۱۔ خاقانی شروانی۔ عبد الواسع جبلی کا ۵۔ حکیم الہی سنائی غزنوی اور جلال الدین محمد  
 مولوی معنوی کا۔ ۶۔ فرخی اور متوجہری کا  
 ۷۔ حکیم دودکی اور قطران کا ۷۔ حکیم ابوالفرج رونی اور انوری ابیوردی کا  
 ۸۔ استاد غنصری اور امیر مسعود سعد سلمان کا ۸۔ رزم میں اسدی طوسی اور فردوسی کا



۸۔ بزم میں نظائی اور سعدی کا۔ ۱۱۔ حکیم ناصر خسرو کا۔

۹۔ اردنی اور مختاری کا۔ ۱۲۔ ادیب صابو کا۔

۱۰۔ معنری اور لامعنی کا۔

دو معاصرین میں ملک الشعراء صبا کاشانی - میرزا ابوالقاسم قائم مقام  
میرزا عبد الوہاب نشاط - میرزا محمد تقی سپر کاشانی - میرزا علی قلی بدایہ طبرستانی  
وغیرہ نے خاص شہرت حاصل کی۔ لیکن حسن قبول اور شہرت عام میں جو  
مرتبہ قافی کو حاصل ہوا وہ اسی کا حصہ تھا۔ چنانچہ خود قافی کہتا ہے ۵  
بہ آفتاب شبیہ است شعر قافی  
عجب شباشد اگر در جہاں شہیر آمد  
اس دور کے شعرا نے قدم کے طرز کا تتبع اس حد تک کیا کہ جن الفاظ کو قدما  
استعمال کرتے تھے متوسطین اور متاخرین نے ان کو ترک کر دیا تھا یہ لوگ  
ان الفاظ کو بھی اپنے کلام میں جگہ دینے لگے۔ قدما قواعد عروض و قوافی  
کی پابندی کی طرف چنداں اعتنا نہیں کرتے تھے۔ اپنے کلام میں عربی کے  
فقرات - نوادر و امثال وغیرہ لاتے تھے۔ ان کی نظر اس بات پر پڑتی تھی  
کہ طرز آدا - بندش مضامین - خیالات عاشقانہ - تشبیہات اور مدح وغیرہ سب  
سادہ - برجستہ اور بے ساختہ ہو۔ واقعیت اور راستی پر مبنی ہو۔ فصحاء  
معاصرین ان خصوصیات میں قدم کے قدم چلتے ہیں۔ اکثر فرخی  
منوچہری تنائی - خاقانی - انوری - اور سوزنی وغیرہ کے قصیدوں کے جواب  
میں قصیدے لکھتے ہیں۔ جوش بیاں زور کلام - متانت اور سلاست  
کے اضلاع سے قدم کے تتبع میں اپنی قادر الکلامی کو ثابت کرتے ہیں



# قائمی نے قدمائیں سے کیں لوگوں کے قصائد کے جواب

قائمی نے عنصری - فخری - منوچہری - شانی - خاقانی - الوری - اور سوزنی وغیرہ کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے لکھے ہیں۔ وہ اکثر قصیدوں میں ان شعرا کے تتبع کی طرف اشارے کرتا رہتا ہے۔

اے شاہ قاضی منعم فردوسی ثانی منعم  
شاید کہ شوید الوری دیباچہ دانشوری  
بادشما حبیب تو چوں زنات معتمد  
جہاندارا منعم آن سخن سنج و سخن پرور  
منعم آن سخن رنجے کہ دانا یان گہیاں را  
ز استادان دیریں باد و تن زور ازما شتم  
نہ بہر خود ستائی بہت تا بل یکنش نہ اند  
چوں نبوشد نظم من و زری خاک  
در بہ بنید عنصری اشعار من

قائمی نے قصائد عاری اور ساوہ بھی ہیں اور تکلیف مصنوعہ - شیخ - اور مرصع بھی اس نے جن اساتذہ کا تتبع کیا ہے ان کے طرز کی پیروی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ وہ قدمائے ان الفاظ کو جو سیکڑوں برس سے متروک ہو گئے تھے اور جن میں سے اکثر غلط سمجھے جاتے تھے بے تکلف استعمال کرتا ہے اس طرح بدوہ ہر قسم کے واقعات لکھنے کے لیے نہ صرف شاعری کے دائرے کو وسیع کرتا ہے

آفریں گوید روان الوری  
دفتر دانش بشوید عنصری

دفعہ دانش بکلیں مصنوعہ - شیخ - اور مرصع



بلکہ اس کو زبان کی ترقی بھی ملحوظ نظر رہتی ہے۔ حتیٰ کہ شعر کے جوہر حافات  
مستروک بیوہ کے تھے قاضی نے ان کو بھی استعمال کیا ہے۔ گویا وہ قدمائی  
اس طرح تقلید کرنا چاہتا ہے کہ مطلق فرق محسوس نہ ہو۔

قدمائے خصوصیات کلام سے قاضی کے کلام میں کون سے

خصوصیات پائے جاتے ہیں

۱۔ قدرت کلام صفائی۔ روانی (فرخی کے کلام کا جوہر زبان کی صفائی۔ سلاست  
جستگی۔ شستگی۔) اور روانی تھا۔ وہ ہر قسم کے واقعات بے تکلف  
ادا کرتا تھا گویا آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ بیجوہری کے کلام  
کے خصوصیات میں جستگی۔ روانی اور شستگی ہے۔ قاضی کے قصائد کا  
بھی نمایاں وصف زبان کی صفائی سلاست۔ روانی جستگی۔ اور شستگی  
ہے۔ بلکہ قاضی کی ظرافت اور شوخی نے ان اوصاف میں کچھ اور، ہی  
لطافت اور خوبی پیدا کر دی ہے۔ جوش بیان۔ اور کلام کی بلندی۔ اور  
زور نے ان اوصاف کو یہاں تک چمکایا ہے کہ ایک نقاد اور مبصر کو یہ تسلیم کرنا  
پڑتا ہے۔ کہ یہ قادر الکلام میدان سخنوری میں قدمائے نہ صرف عثمان برعناں جلتی ہے  
بلکہ اس کی تیز گامی کے باعث قدمائے کو گرد آسایا ہی رہنا پڑتا ہے۔  
قاضی نے فرخی کی طرح روزمرہ اور بول چال کو خوب وسعت دی ہے۔

قاضی

فرخی

رمضاں رفت و رہی دور گرفت اندر دلاکایچ خبر داری کاں ترک سپر



## فرخی

## قآنی

خٹک آن کس رمضان را بہ سترایو بسر  
 پس گرامی بود ایس ماہ و لیکن چہ کتم؟  
 رفتنی رفتہ بہ وڑوے نہادہ بہ سفر  
 رمضان گر شیدا از راہ قرار آمد عید  
 عید فرخندہ ز ماہ رمضان نیکوتر  
 گاہ آن آمد کز شادی پر گرد و دل  
 وقت آن آمد کز بادہ گراں گرد و سر  
 بادہ روشن و آسودہ و صافی چو کلاب  
 ساتی دلبر و شالیتہ و شیریں چو شکر  
 مطربا! آن غزل نغمہ دلا ویزہ بسیار  
 ورنہ دانی بسنو تا غزلے گویم تر  
 اے در بجا دل من کاں صنم میں بر  
 دل من گرد و مرا از دل او مست خبر  
 او دے دشت گرامی و دل ہو گیر یافت  
 کاشکے من لکے یافتے نیز دگر

ہاں است از تانہ دگر بار چہ آورد بسر  
 بہ لب نوشیں آمد شب و نوشیں بسر  
 حلقہ بر دوزد و جہتم و گیشودم در  
 گفت قآنی کا ابتلا کے پی بہ سر  
 خیر کز روزہ شد و ضاع جہاں پر و زبر  
 غالباً مست چناں خفتہ اندر رمضان  
 کز نہ روزہ و از روزہ ترا نیست خبر  
 گفت اے ترک دل آرام مگر باز آمد  
 رمضان آن مہ شاد گیش فراہ پرور  
 گفت اے رمضان مدد گوید کہ خلق  
 رقم از بار خدا دارم و از پیغمبر  
 وقت آن آمد کجاں و اعطاک از بعد نماز  
 بچو بوزینہ بہ یک بار جہد از منبر

۳۔ موزون۔ سنجیدہ۔ اور مناسب الفاظ کی متوجہی سے کلف موزوں اور مناسب  
 بہتات۔ مرادون الفاظ کا اجتماع (الفاظ کا انبار لگادیتا تھا۔ مرادون الفاظ بھی بعض  
 موقعوں پر جمع کرتا تھا۔ فرخی سنائی اور حسا قانی کے کلام کی بھی یہی حالت تھی



قائمی اس وصف میں بھی قدما کا ہمسر ملکہ کچھ اُن سے بڑھ چڑھ کر ہے۔  
 ۳۔ واقعہ نگاری کسی چیز کو اس طریقے سے بیان کرنے کو کہ اس کی تصویر آنکھوں  
 کے سامنے کھینچ جائے واقعہ نگاری کہتے ہیں۔ یہ وصف مختصری، فخری، منوجہری  
 اور خاقانی وغیرہ سب کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ فخری ہر قسم کے واقعات  
 کو بے تکلف اس طرح ادا کرتا ہے گویا دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہیں  
 منوجہری قصائد کی تمہید میں واقعہ نگاری کا پیرایہ نکال لیتا ہے اور یہ معلوم ہوتا  
 ہے کہ کوئی سلسلہ داستان کہہ رہا ہے۔ اس موقع پر اس کی قوت بیان  
 کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محض مداحی کے لئے قصائد نہیں لکھتا بلکہ زبان کی ترقی  
 کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ قائمی کے قصائد کی تمہید اور تشبیب میں یہ وصف  
 بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ مختصری واقعات موثر خانہ حیثیت سے نظم کرتا ہے۔  
 قائمی نے بھی کئی قصیدوں میں ایسا ہی کیا ہے۔

۴۔ مناظر قدرت کی تصویر (یہ وصف مختصری کے قصائد میں پایا جاتا ہے لیکن منوجہری  
 اور حلیہ نگاری کے قصائد اس وصف میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں  
 منوجہری نے صحرا، سبزہ، بادل، سیلاب وغیرہ کے اوصاف اکثر قصائد کی  
 تمہید میں اس خوبی سے لکھے ہیں کہ اگر اس قسم کے اشعار الگ جمع کر دیے  
 جائیں تو بحیرل شاعری کا ایک عمدہ مجموعہ تیار ہو جائے۔ قائمی کے قصائد میں  
 بھی یہ وصف موجود ہے۔

۵۔ جدت تشبیب منوجہری کا خاص انداز ہے کہ جہاں وہ کسی منظر یا حالت کو  
 بیان کرتا ہے تو کثرت سے نئی نئی تشبیہیں بیان کرتا جاتا ہے۔ اس کی اکثر



تشبیہیں مرکب ہوتی ہیں۔ انوری بھی نئی تشبیہیں بیان کرتا ہے۔ قافانی  
بھی مرکب ہوں یا مفردی لطیف اور بحیرل تشبیہوں کا انبار لگاتا چلا جاتا ہے۔  
۴۔ مبالغہ انوری کا مبالغہ الامتیاز و صفت ہے۔ قافانی بھی اس وصف میں انوری  
کے قدم بقدم چلتا ہے۔ قافانی۔ ۵۔

اساس نور خانہ اور پود چنڈاں کرد و نیا شد آمد و ہم را شکل شدہ است از رنگ میدانی  
۶۔ صنائع و بدائع کا استعمال انصاری اور فرخی کے کلام میں صنعت لفظ و شعر  
تقسیم سوال و جواب۔ ترصیع وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ بنو چہری صنعت تنسیق الصفا  
کا خاص طور سے التزام کرتا ہے۔ قافانی کے قصائد میں بھی ہر قسم کے صنائع و

بدائع موجود ہیں۔  
شنائی نے یہ قصیدہ فرخی کے جواب میں لکھا تھا ۵  
دوش مست نگارین من آن طرفہ سیر  
با کیے پیر منے با گلے طرفہ سیر  
از سر کوچہ فرود آمد متواری دار  
کردہ از غایت دل تنگی صد گونہ نظر  
ز م نریک ہی ان ز گیس پر خواب گشاد  
زال زال عرق از عارض او کردہ اثر  
ز م نریک ہی ان ز گیس پر خواب گشاد  
بوسہ بر دلب من داد و ہی انے عذر  
انیت شوریدہ گارنت شکر بوسہ  
شاد ماں گشتم ازین کار و گرفتش در کنار  
ہیچو تنگ شکر و خرمن گل تنگ بہار  
اوشدہ خواب و من از بوسہ زون بردور  
باد و چشم و درخش ثابہ بحرفیت سر  
خود کرد و اندر کہ دران نیم شب از مستی او  
تاجہ برداشتم از بوسہ ہر چیز کے  
قافانی نے اسی مضمون کو زیادہ لطیف پیرائے میں ادا کیا ہے  
مست و رستیر من خفتہ و زنداں دانند  
حالت مست کہ در رستیر ہیارا افتاد



غنصری نے ایک قصیدے میں سوال و جواب کا التزام کیا تھا۔ قافی  
 نے بھی دوسری زمین میں ایک قصیدہ لکھا ہے اور اس میں سوال جواب  
 کا التزام کیا ہے۔ یہاں دونوں قصیدوں کے اشعار درج کیے جاتے  
 ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ غنصری اور قافی کے کلام میں کیا  
 تفاوت ہے۔

غنصری

ہر سوائے کز اں گل سیراب  
 دوش کر دم مراد او جواب  
 گفتم آتش براں رخت کہ فروخت  
 گفت اں کہ دل تو کرد کیاب  
 گفتم اندر عذاب عشق تو ام  
 گفت عاشق نکو بود بہ عذاب  
 گفتم انجسیت روئے راحت من  
 گفت ہر دم ز روئے خسرو شاب  
 گفتم اں میر نصرتا صردین  
 گفت اں مالک قلوب در قاب  
 گفتم اندر جہاں چو او دیدی  
 گشت نے و نخواندہ ام بہ کتاب  
 گفتم اعدائے او دروغ زن اند

قافی

گفتم بیا کہ فصل بہار آید اے نگار  
 گفتا برو کہ وصل نگاریں بہ بہار  
 گفتم کہ بار یافت ہزاراں بہ گلستا  
 گفتا ز انگلستاں رخ من بہ ہزار بار  
 گفتم ز بر سائے کیسویخ تو چہیست  
 گفت ارکس نہ گوی خوشیایہ دا  
 گفتم کہ اختیار کنم خبر تو دلیرے  
 گفتا کہ عاشقی نہ کند کس بہ اختیار  
 گفتم بہ آہوان دو چشم تو عاشق  
 گفتا خموش گردن شیر زیاں محار  
 گفتم بخش کام و کم از کنار و کوس  
 گفتا بجان خواجہ کز یں کام جو کنار  
 گفتم مگر نہ دانی مدارح خواجہ ام



عنصری

قائمی

گفت ہم جو مسلک کذاب  
گفتم از مدح او نیا سائیم  
گفت زین سال کنند الوالباب  
گفتم اورا حق خواہم از اینزد  
گفت عمر دراز دولت کشاب

گفتا اگر چنین است این بوس و این کنار  
گفتم کہ صدر عظم خواندش یادش  
گفتا کہ بدر عالم داندش روزگار  
گفتم کہ هیچ دانی اورا نظیر و مثل  
گفتا نیا فریدہ ہنوز آفریدگار  
گفتم نگو نیا رم کا وراثت نام  
گفت ارثنا نیاری دولت و عا برار  
گفتم کہ عمر و دولت او بادستدام  
گفتا کہ جاہ و شوکت او یاد پائدار

یہ قصیدہ مطائبہ میں سوزنی کے قصیدے کے جواب میں ہے۔ ۵  
آمد بہ یوم دوش یکے سادہ لیسریہ و رشک فردشتہ دو گنیو بہ قمر ز  
فرخنی نے سلطان محمود کے مرثیے میں یہ قصیدہ لکھا تھا۔ اس قصیدے  
میں لوازم مرثیت کے ساتھ الفاظ۔ بندش اور طرز ادا اس قدر موثر ہے  
کہ پتھر کا دل بھی ہو تو پانی ہو جائے۔ ۵

شہر غزنین نہ ہمانست کہ من دیدم یار چہ قتاد است کہ امسال گرگوں شکار  
قائمی نے اسی ردیف و قوافی میں یہ قصیدہ مدح میں لکھا ہے  
یار نیکو تر از ان است کہ من دیدم یار باش تا سال و گر خوشتر کہ در دیار  
اسی قصیدے کے آخر میں کہتا ہے ۵



فرخی گر یہ برس و وزن و قوافی گفتہ  
شہر غزنین نہ ہاں است کہ من دیدم پار  
لیک بہ ترغیش ایں شعر کس از بر خواند  
آفریں گوید و از و جز بحسبید بہ مزاد  
قاآنی نے یہ قصیدہ عبدالواسع جبلی کے قصیدے کے جواب میں کہاتے ہیں  
فر و بگرفتہ گیتی را بہ باغ و راغ و کوہ و در  
اس تمام قصیدے میں صنعت لفظ و کثرت کلمات کا التزام ہے۔  
یہ قصیدے انوری کے قصیدوں کے جواب میں ہیں۔

قاآنی

انوری

- ۱۔ روزے خوردن و شادی و نشاط و طرب است
- ۲۔ ملک کنوں شرف و مرتبہ و کام گرفت
- ۳۔ ملک مصنون است و حصن ملک حصین است
- ۴۔ ملت وافر خدائے را کہ چنین است
- ۵۔ ایں کہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا نحو
- ۶۔ اگر محول حال جہانیاں نہ قصداست
- ۷۔ چرامجاری احوال بر خلاف رضا است
- ۱۔ ایں چنین است کہ و جان جہاں و طرب است
- ۲۔ باز با صعوہ نہ دائم زحیم و راحہ گرفت
- ۳۔ ملک از انصاف شہ بہشت برین است
- ۴۔ دوزخیم از بہشت چنین است
- ۵۔ آخر من بینم بہ بیداری نہ بیند کس بخواب
- ۶۔ اگر نظام امور جہانیاں نہ قصداست
- ۷۔ چرا بہر چہ کنت دامن شہریار رضا است



قائنی نے خاقانی کے حسب ذیل قصیدوں کے جواب میں قصیدے کئے ہیں۔

### خاقانی

۱۔ دل من تعلیم است و من طفل زیبا دلش  
و من تعلیم سر عشر و سر زانو و بستاش

۱۔ فلک و ش از عروں خوئی گشت و انش  
چو عمارت چہرہ شد پر و ز زمین آشک غلطاش

۲۔ خاقانی آیام و خاک پارس شروانش  
۲۔ ز چشم خون فروریزد و باد چشم قتلش

۳۔ پریشاں خاطر م از عشق کیسوی لاش  
۳۔ ز و آموں گشت جیوں ز اشک جیوں لاش

۴۔ رشک سچوں شد ز میں ز چشم خون بالائے  
۴۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ

۵۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۵۔ در گوهر الماس گوں لعل مصفا رخت

۶۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۶۔ عین است و جام زرفشاں از مے گراں بار آمد

۷۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۷۔ ہزار ہرے دامن کشاں در ویرخت آرا آمد

۸۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۸۔ بود این نکتہ و رحمت سر آئے غیب بر آئی

۹۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۹۔ کہ در جاناں رسی آنکہ کہ جاں از غیب ہائی

۱۰۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۱۰۔ قصائد قانی کے خصوصیات

۱۱۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۱۱۔ قانی کے قصیدے شمار میں کثیر ہیں اگرچہ ان میں سے کچھ تلف ہو چکے ہیں

۱۲۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ  
۱۲۔ اکثر قصیدے طویل الذیل ہیں۔

۱۳۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ

۱۴۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ

۱۵۔ عین است و ساقی و قدح صہباز مینا رخ



۱۔ یہ قصیدے درمی زبان میں ہیں چنانچہ خود قاتنی کہتا ہے ۵

کہ در درمی نظم درمی فتا آنی چنان ہے کہ ادائے ہائے او تنواں

آے شاہ قاتنی منم خاقانی ثانی منم نے آپ خاقانی منم زین نظم غرا رختہ

اکنوں منم در شاعری قائم مقام منم از نقش الفاظ وری بیزنگا معنی رختہ

۲۔ یہ قصیدے قاتنی کے فن شاعری میں اعلیٰ درجے کا کمال رکھتے اور نہایت ہی

قادر الکلام ہونے کی بین دلیل ہیں ان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ قاتنی نہ صرف

شاعر کامل ہے بلکہ اس کے اشعار سحر حلال ہیں لہذا قاتنی کا یہ فخر یہ کہتا مناسب

بلکہ نسب ہے۔ ۵

شیوہ شعر تو قاتنی سحریت حلال زان کہ گفتن تنواں شعر میں شہوانی

قاتنی وصال شیرازی کے بعد اپنے معاصرین میں سے کسی کو اپنا ہم پایہ نہیں سمجھتا ۵

چوں من پس از وصال نیابی کس صدر بار اگر بکا دی ایراں را

ایک قصیدے میں کہتا ہے ۵

اے داوود آفاق عجب نیست کہ امروز برگشتہ من فخر کن خطہ ایراں

ایراں چہ جہاں فخر کن در خنم زانکہ شہ شبہ محمد شد و من ثانی حساں

۳۔ روزمرہ اور عام بولچال اعموماً شعرا اور اہل فن اپنے کلام کا رتبہ عام بول چال سے

برتر سمجھتے ہیں۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس طبقے کی ایک جداگانہ زبان پیدا ہو گئی

جس کو علمی زبان کہتے ہیں۔ فارسی زبان کو اس وجہ سے یہ نقصان پہونچا کہ آج

اگر قدما کے عہد سے ۱۳۱۲ء تک کی فارسی زبان کی روزمرہ اور عام بول چال کی

کتاب کوئی شخص تلاش کرنا چاہے تو دستیاب نہیں ہو سکتی یہ قدری خسرو۔ اور



حافظ کی صرف غزلوں میں البتہ اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ قاتانی نے فخری کے تشبیح میں روزمرہ اور عام بول چال کو خوب ترقی دی ہے اور ساتھ ہی اس کے اس بات کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا ہے کہ الفاظ کی شان و شوکت وغیرہ لوایم قصیدہ میں ذرا بھی فرق نہ آنے پائے۔ اس پر زبان کی صفائی کلام کی روانی محاورے کی تشکیلی ترکیب کی حیثیت۔ اور الفاظ کا درو بست وغیرہ سب اوصاف سونے پر سہاگے کا کام دے رہے ہیں۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے قاتانی کو دور معاصرین میں جو مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی وہ کسی کو نہ ہوئی۔ اور آئندہ کے لئے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اب فارسی زبان پر یورپ کی زبانوں کا اثر پڑ رہا ہے شاعری بھی کچھ کچھ رنگ بدل رہی ہے۔ یورپین زبانوں کے الفاظ کو بڑے شوق سے فارسی نظم میں جگہ دی جا رہی ہے۔ قاتانی کے اس پہلے قصیدے کو دیکھو کس خوبی سے نظم کیا ہے۔

دو شہم نداء سید زور گاہ کبریا  
خوئی مرا خیر و خلاف تو آشکار  
گردانیم خیر حرامے کئی گنہ؟  
در خوانیم خیر حرامے کئی خطا

کائے بندہ کبر ہست ازین عجز یار یا  
دانی مرا بصیر و خطائے تو بر ملا  
یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو آدمی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔

۴۔ واقعہ نگاری قاتانی تمسید اور تشبیہ میں طول طویل واقعات لکھتا ہے ایک ایک جزئیات کو اس خوبی سے ادا کرتا ہے کہ ان کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے۔ باایں ہمہ سلاست۔ صفائی۔ روانی اور قادر الکلامی جو اس کے کلام کے خاص جوہر ہیں ان میں مطلق فرق نہیں آتا۔



قائمی نے تمہید اور تشبیہ میں امور ذیل کو بیان کیا ہے۔

۱۔ حمد باری تعالیٰ - تقویٰ - فلسفہ -

۲۔ بہار اور خزاں کے آنے کی کیفیت -

۳۔ صبح اور آفتاب کے طلوع ہونے - شام کے آنے - اور رات کے ہونے

کی کیفیت -

۴۔ تشبیہ میں - زلف کی تعریف معشوق کے سراپا کی تعریف وغیرہ -

۵۔ گھوڑے اور تلوار کی تعریف -

۶۔ سفر کی کیفیت -

اکثر تو تمہید میں کثیر اشعار لکھے ہیں۔ لیکن چند قصیدوں میں دو ہی ہیں

شعروں پر اکتفا کیا ہے۔

اس قصیدے کی تمہید میں عشق کی صفت کس خوبی سے بیان کی ہے

یا زجاناں یا زجاں بالیت دل برداشتن

یا زجواں مردیت چوں جانو سیار و ماہیال

زشت باشد تو عروسے زاد و شوهر دانت

دست حسرت چوں گس از دور بر سر دانت

ہست شرط گیمیا گوگردا حمردا شنت

از بے نظیم خواہد لشت چنبر دانت

عشقہا بچوں زناں در زیر چادر دانت

دیدہ از معشوق برستین بنو یورد دانت

بیم عاشق نیست یا بیدل دو دل برداشتن

ما جواں مردیت چوں جانو سیار و ماہیال

اگر حکم جاناں باش یا در نید جاناں

شکر ستاں کن دروں از عشق ناکہ بایت

اے کہ جوئی گیمیاے عشق رُفن کن چشم

کے بندگی کن خواجہ راتا آسمان بجاک تو

امی ہمارے کے از نقل کراستہ لے مرداں بایت

زکرامت عاراید مرد را کا انصاف نیست



عمر و حاصل چہ از نقل کرامت ہائے زید  
چرخ اگر گرد و بفرمانت برآں ہم دلتید  
پر تو حق است در ہر چیز باہی شوبہ طبع  
تن رہا کون تا جو عیسیٰ بر فلک گردی نہا  
حیز کہ بر نقصان ذات خویش محض و شستن  
اے برادر کارِ طفلان مست فرود شستن  
تا ز آب شور یا بی طعم کون و شستن  
ورنہ غلبے مے نشاید شد ز یکا خروان  
اس قصیدے کی تمہید سے سنائی کا رنگ ظاہر ہو رہا ہے۔ سنائی کے کلام  
کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں۔ بلکہ زبان کی صفائی، شستگی اور روانی  
سنائی سے کہیں زیادہ ہے۔

چند خواہی پیر بہن از بہر تن  
آں چہاں وارستہ شوگر بعد مرگ  
مردن راخت عریانی بیوش  
عشق خواہی جامہ ناما کامی نبوش  
واعی ابلیس را از در براں  
تن بگاہ اے خواجہ در تیمار جاں  
جاں مہذب ساز بچوں جبریل  
شوق جاں بہتی دیدنہ ذوق ناں  
اے خلیفہ زادہ یاد آرا ازیدر  
شرزہ شیریں چند چری باسگاں  
مے مشو مغرور اگر جوئی فنا  
در گذر زین چار طبع و پنج حس  
تن رہا کون تا نخواہی پیر بہن  
مردہ آت را عار آید از کفن  
پیش از اں کت مرگ پوشاندن  
فقر خواہی کوس بدنامی زن  
جامہ تلبیس را از بر ملین  
تا بہ کے جاں کاہی از تیمار تن  
تن معذب دار بچوں امین  
در دہل مستی دیدنہ درد و دن  
اے غریب افتادہ بگزاری وطن  
شاہ بازی چند پری باز تن  
مے مخور کا فور اگر داری عنین  
بشکن زین ہفت شوے و چار حس



گر چه دیکت است جوشه در دریا  
 آفتاب آسا بر کاخه متاب  
 چوں نگس جدرے نما شکر نوش  
 این نه حیر است بختیار است اینک خوش  
 چند گوئی کاں فصیح است این صلیح  
 نسبت اجزا به اجزا چوں دی  
 لیک چوں کل را سراپا نیلوری  
 عالمه بینی چو بادام دو مغز  
 جاں جدا از تن و لیکن عین جا  
 لے صنم جوے صمد گوے اتابک  
 هر زماں سازی خدای زنگ رنگ  
 ایزدے را که یقین بالا تر است  
 اس قصیدے کی تمہید بھی اسی رنگ میں ہے۔

کہ جہد و نماں خوشتر از علم یونانی  
 کہ شبہ کردی دریں ممکنات قرآنی  
 کہ نفس علم شواذ نقش علم دست نشوے  
 چو خود شناختن نفس خوش تر توانی  
 کہ گنج خانہ عشق است و عرش رحمانی  
 سرے برآید چوں حلقہ را بجنبانی  
 سر و ش غیم گوید به گوش پنهانی  
 ترا از حکمت یونان جز این چه حاصل شد  
 تو نفس علم شواذ نقش علم دست نشوے  
 شناختن انتوانی مگر زیز و آں را  
 دریں بدل کہ تو داری و لے نفثہ خدا  
 بکوب خلقه و دراک عاقبت ز سر آئے



وہ گنج دل راہ نیست تا نہ رہی  
 گنج دل دسی انگ کہ تن شود ویراں  
 فضول عقل رہا کن کہ بافضا عشق  
 بہ ملک عشق چہ خیزد ز کد خدائی عقل  
 عنان قافلہ دل بدست آرزو  
 یقین عشق چو آمد گمان عقل خطا است  
 گرفتہ ام کہ نتیجہ است عشق عقل دلیل  
 تو خود نتیجہ عشقی ہے دل مگر و  
 اہل سراب غور اسب خوردہ خدایے خرمین و  
 گمراہی کہ تو ہستی کراں پذیر بود  
 دل من از در انصاف بے ستیزہ چل  
 کہ ان ہستی اگر ہستی است چیست سخن  
 چو ملک ہستی گردو بہ نیستی محصور  
 زہر شاد ہستی اگر نقاب افتد  
 بر آستانہ عشق آں زباں و بندت بار

زہر سب کافری و نخوت مسلمانانی  
 کہ گنج را نتوان یافت جز بہ ویرانی  
 اصول حکمت دانائی است تا دانی  
 کجا رسد خبر باری بہ اسب جولانی  
 کہ مے نیاید ہرگز ز گرگ چوپانی  
 بکشد چراغ چو خندید صبح نورانی  
 دلیل را چہ کنی چوں نتیجہ می دانی  
 کہ نزد اہل دل ایں دعوی است بربانی  
 کہ منتظم شود از دوسے اساس و ہفتائی  
 گر ایں کسلم ہستی - بہ ہستی از زانی  
 ہر اہمیت سخن افہم کن بہ آسانی  
 و گرفتہ است عدم را عدم چہ می خوانی  
 نگو تراں کہ عنان سوئے نیستی رانی  
 بہ یک و گردہ زنی مژدہ راز حیرانی  
 کہ بزرگین و زباں استیں بر افشانی

اس قصیدے کی تمہید میں حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے  
 حمد بے حد را سرزد آئے کہ بے ہمتا ستے  
 واحد و یکتا ستے ہم خالق یکتا ستے  
 بے طناب و بے ستوں از قدش بر پاستے  
 مہستی از ذرات عالم و زباں بر خاستے



اس قصیدے کی تمہید میں فلسفہ بیان کرتا ہے ۵  
 ہستی دو وجہ دار دخی و ظاہر است  
 از واجب است خالق و از ممکن است خلق  
 خالق از خلق هیچ ندارد و اگر نرزا آنکہ  
 مخلوق ہم نباشد یکساں از ان کہ نور  
 پس ہرچہ اقرب است از العبد بود منیر  
 اس قصیدے کی تمہید میں باری تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے ۵  
 اقتراح ہر سخن در زمر دہوشیار  
 آن کہ از ابداع صنع او بیک فرمان کن  
 آں کہ بے سعی ستوں افرخت خرگاہ پیر  
 آں کہ بے شگرف و زنگار و مدار و لا حور  
 آں کہ گردن رویاں ساز و قیاس از ہم صر  
 توحید باری عز اسمہ ۵

نہانی از نظرات بے نظیر از بس عیانتی  
 عیاں شد سراسر معنی کہے گفتہ نہانتی  
 اس قصیدے کی تمہید میں مختلف واقعات اور حالات بیان کرتا ہے۔  
 لیکن سلسلہ کہیں منقطع نہیں ہونے پاتا۔ ابتدا میں غلام کی طرف خطاب ہے۔  
 اسے غلام! دروازے سے اہرن کے کھٹکھٹانے کی سی آواز پیدا ہو رہی ہے  
 تو دوڑ کر جا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے والے کا حال دریافت کر۔ تو دیکھ کوئی  
 رات کا آنے والا مسافر ہے یا کوئی چور ہے۔ کوئی طالب خیر ہے یا جالب شر ہے۔ تو جا



اور اس سے کہہ تو کیسا آدمی ہے؟ کون ہے؟ تیرا کیا نام ہے؟ اس رات میں  
 اس گھر کے اندر کون تیرے سر پر آگیا ہے؟  
 طراق سنداں برخاست اسے علامہ زور  
 ہیں کہ طراق لیل است یا کہ سارق خیل  
 برو بگو۔ چہ کسی؟ کستی؟ چہ داری نام  
 بدیں سر اسے دریں شب کہ مدت بر سر  
 اب رات کی تاریکی کی صفت بیان کرتا ہے۔

شے نہیں کہ اگر چہ بڑا یدجور  
 بجانہ کہ بخور وے کش نہ بند روز  
 شے نہیں کہ ہوا لیں کہ روئے شستہ تقار  
 شے نہیں کہ تو کوئی جہان شعبہ باز  
 شے نہیں کہ تو کوئی بہ پروال غراب  
 شے نہیں کہ ز بس تیری دو چشم بصیر  
 آن اشعائیں تشبیہات کی لطافت بھی قابل غور ہے۔  
 یہ تراز دل عفریت منیش پسکر  
 مرا عبور تو دور تیرہ شب فز و دعبور  
 ہمے پھر رخ رہ قطب گم گنت مجور  
 بر آستین فلک دوخت دامن اختر  
 کسے بہ عمد پریشیدہ است عنبر تر  
 طریق دیدن مے گم گنت بگاہ نظر

پھر علامہ سے زلف کی قسم دلا کر خطاب کرتا ہے۔ اگر کوئی فقیر ہے اور وہ ایک  
 دور روٹی مانگتا ہے تو تو بجائے روٹی کے اپنی دونوں تر آنکھوں سے آنسو چھڑک  
 دینا دینے فلس کا گھر ہے۔ یہاں روٹی کا کیا ذکر ہے؟ اگر کوئی مسافر انہی قیام گاہ  
 کا راستہ بھول گیا ہے تو تو اس کو راستہ بتا دے۔ خدا تیری رہنمائی کرے اگر کوئی یتیم  
 ہے تو تو اس کو خفا ہو کر دھکے نہ دینا کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ"  
 اگر وہ یتیم یا یتیم مشوق ہے تو تو دروازہ کھول۔ ایسا نہ کہ اس کو پس در دیر تک کھڑا رہا پڑ



وہ دروازے میں بھی داخل نہ ہونے پائے۔ تو سیٹی بجانا تاکہ میں اجاؤں  
اور اس کو زور سے بغل میں دباؤں۔ اور اگر کوئی کسبِ کمال کے واسطے آتا  
چاہتا ہے تو جو چاہے کہ اس وقت فلاں گھر میں نہیں ہے۔

ایا غلام بہ زلفت قسم کہ وقت جنس  
بہیں فقیرے اگر ملک دو قمر صبا خجندیہ  
اگر غریبے گم کردہ راہ ننگِ خوش  
وگریتے باشد مراں بقہرش از آنکے  
ورائے نگار پری بیکر است در لکھا  
ہماں نیامدہ ز دریائے صفیہ بر آرد  
وگرے پے کسبِ کمال جوید بار  
چہ وقت نشرِ علوم است و اشتہار ادب  
شب است و گاہ شراب است یار و یار و یار  
یہاں سے موسم بہار کے منظر کی تصویر کھینچتا ہے۔

بوثرہ ال کہ بہار است و مغیر مروجواں  
لیشوق بادہ ز بس خون من بجوش آمد  
نقاب ایرگر تنگری بر وئے ہوا  
ز موج بر کہ سیر کردہ آہنیں خون  
سحاب دوش فلک را کشید موارید  
و من بجلد حسرا ز برگ آذر یون  
ہمے چو کردہ آتش بتو فدا اندر سر  
بداں سرم کہ ہم از موبے خود کتم نشر  
نشد مرغ مگر نشنوی ز شلخ بخر  
ز برگ غنچہ لبس ہشتہ ز مردیں مغفر  
نسیم گوئے ز میں را گرفتہ در غمر  
چمن بہ دیبہ خضر از شاخ سیسنبہ



سحاب تلج شقایق گرفت در گوهر  
چو عکس شہر جبریل در دل کافر  
کہ استخوانش بیوشد ہے سواد لہر  
سیدیش ہمہ زیر است و تیرگی نہ لہر  
چنان نماید کال احوال است و این غور

نسیم ناف ریاحین نہفت ورنافہ  
فروغ نرگس شہلا قتادہ در سنبیل  
شکوفہ بزر بر شاخ چشم ناخنہ وارہ  
ویا چو دیدہ احوال بود کہ وقت نگاہ  
ہے شکوفہ و بادام در برابر ہم  
کھر غلام کی طرف خطاب ہے ۵

ایا غلام دریں نیمہ شب فیصل جنیں  
اگر چہ شب ظلمات است اندرین ظلمت  
مرا کہ تبت خضر است و چوں تو خضر ہی  
کے بروں شود پر شوریاں جہندہ سمنہ  
ووندہ تر ز خیال و جہندہ تر ز کساں  
تمش بزمی ہمتائے اطلس و قائم  
ہماں سمنہ کہ ہر کو سوار گشت بدو

ہماں سمنہ کہ شب گرش سوار شوی  
ہماں عمامہ مشکین و طپاسان سفید  
بر بہرہ و کہ خستہ مار و ہر دورا گزرا

شوخی دیکھئے کہ سیاہ عمامہ اور سپید چادر کو جو باب دادا سے میراث میں ملی ہے سرخ  
شراب کے ایک پیالے کے عوض رہن شرعی کرنے کے لئے کہہ رہا ہے۔  
از ان شراب کہ گریز پیش بکام نہنگ

مرا بجان تو از وصل یادہ نیست خبر  
طمع بر در آب حیات اسکندر  
بکوشم از دل و جاں بتا بنوشم آب خضر  
کہ گاہ پویہ ز سر تا سر میں برآر و پر  
و مندہ تر ز شہاب و ووندہ تر ز شرر  
پیش بہ گرمی ہزار آتش و صرصر  
یہ تن شدے سوئے معراج افتد شہا و  
ترا ساند فردا بہ دامن محشر  
کہ ماندہ قسمت میراث من ز جد و پدر  
یہ رہن شرعی یک ساتلیں مئے احمر  
سرخ  
ز بھر قص کنایاں رو نہد بجانب



ازاں شراب کہ از دل چو بر جہد بہ دماغ  
 ازاں شراب کہ گر پر توش فتنہ بہ سحاب  
 ازاں شراب کہ بچوں حباب فص کند  
 ازاں شراب کہ بر بودہ خوشہ خوشہ  
 ایا غلامک چالاک طبع زہرک خوبے  
 بہ زمین اگر ز تو اں مردہ ریگ نتاند  
 زمین سلام رسانش پس از سلام یگو  
 "قسم" بداراں خدائے کہ بحدہ ہزار عالم را  
 بداراں خدائے کہ آثار علم و قدرت او  
 کہ غیر این دوسہ کز زندہ از سپید و سیا  
 بر اے خاطر من یک و ولط شراب بیدہ  
 گراں فروشی منجائے و برکراں مگر نہ  
 زکوۃ بادہ فشانندے کشاں بر خاک  
 یہاں سے انقلاب جہاں کی تصویر دکھاتا ہے تاکہ  
 چنیں نماںد و نماںد جہاں شعبہ باز  
 بہ یک و تیرہ بچند ہے عنان قضا  
 زماں بگرد و در گردش ہزار امید  
 بنوشی از پس ہریش نوش جاں افروز  
 شنیدہ کہ کلات ہے چو بر ہوا فلکی

سفید مغر بتوفد بزرگ سرخ جگر  
 سہیل و ماہ فشاںد ہے بکائے مطر  
 ز شوق آں کہ بترکیب جام است فر  
 بباد شوکت او آب شوشہ شوشہ زر  
 یکے بیفلن در کارے فروش نظر  
 پے بہانہ در افتد میان بوک و مگر  
 بحالتے کہ کنت در دلش ز مہراثر  
 نمودہ تعبہ در ذات پاک پیغمبر  
 ظہور یافت ز گفتار و بازوسے حیدر  
 بخوش رہ نہ برم چیزے اندرین کشور  
 بجایش ایں دوسہ اسباب مردہ ریگ ہر  
 بہانہ محوئی بگزار و از بہت انگز  
 تو ہم مرا ز گرم خاک رہ شمس را پیر  
 چناں نبود و نباشد زمان شعبہ گر  
 بہ یک مثابہ نگر و دہے رکاب قدر  
 فلک بچند بد و بد چشیش ہزار اثر  
 بیابی از پس ہر رنج گنج جاں پرور  
 ہزار چرخ زند تارے د و بارہ لبر



چہرہ بجا کہ شد دانه و دشمنه خاک  
 نہ ہر چہ بہت شمر بود و ز سود و زریاں  
 بپایہ نرسد شخص بے رکوب و خطوب  
 چونیک نیکری ایں یکدشت کوفیاد  
 گئے بہ ملک نہائی کشد جاد و سیاہ  
 گئے سپار و حیواں ملک انساں خست  
 بہم قنادرہ گردے سہ چار بہیدہ کار  
 نہ کس ز مقطع و مبدلے کشاں آگاہ  
 ولے چور و فہم نیکری بکار جہاں  
 در ایں جہاں یوں زیں جہاں چہاں جہم  
 گداؤ شاہ بیک آستال گرفتہ قرار  
 نہ حرف میم میان در و حرف الف  
 دریں جہاں ز فراخی بہر چہ در نگری  
 بلے تلافی اصداد و اختلاف حدود  
 ہمہ تنزل بحر محیط و تنگی اوست  
 خلیج را کسے از بحر چوں تواند فرق  
 ہم از کجا کس مر و دور امتیز و بد  
 ہماں ز دور و وال جوے چوں شود امتنا  
 ہمہ حدود میان بریں قیاس شناس

بدیں وسیلہ کہ روزی و بخلق شمر  
 نہ ہرگز بہت شمر بود بہ نفع و ضرر  
 بپایہ نرسد مرد بے خیال و خطر  
 زشتا است کہ آمیختہ بیک دیگر  
 گئے بعالم حیواں کشد نبات حشر  
 گئے نماید انساں بسوئے خاک سفر  
 گئے بکینہ و گاہے بہ صلح بستہ کمر  
 نہ کس بہ مرجع و منشای صلح شاں رہبر  
 یکے جہان فراخ ست در جہاں مضمر  
 در ایں جہاں فنون نہیں جہاں چو جہاں فہر  
 سہا و ماہ بہ یک آسماں گرفتہ مقدر  
 نہ نقش سیم مخالف و در نقش حجر  
 گماں بری کہ جز آن نیست هیچ چیز دیگر  
 ز تنگدستی ہستی ست در لباس صورت  
 کہ گز خلیج شدہ گاہ رود گاہ شمر  
 و گرنہ تنگ شود آب رود و پناور  
 اگر خلیج نیار و حینہ شعبہ گزر  
 اگر نہ جوے نماید رود و کو چک تر  
 ہمہ فرق مخالف بریں طریق نگر



درین جهان نهان لاجرم برآل که رسید  
 بغیر بنید و با خوشی بنیدش همتا  
 مجاورین دیارش بر صفت موصوف  
 درون و بیرون چوں نور عقل و زنگنه  
 مخوف و آئین چوں اهل لوح در کشتی  
 خموش و گویا چوں نور ماه در طلعت  
 دراز و کوتاه چوں عکس سرود در دیده  
 درخت و نرم چو خوئی ایف در زندان  
 چو نقش در یاد در سینه جامد و خامد  
 نخیل و راد چو فواره در ترح آب  
 عنبر نر و خوار چو سمود در حواریان  
 چو عشق دلبر هم حال گذار و هم جان بخش  
 بکول ازین همه ذاتیت که تصور او  
 حدیث معرفتش هر چه گفته اند هب  
 مگر حکم ضرورت هم آن قدر دانیم  
 و گرنه نخل چه داند که از عصاره شد  
 و یا به فکر خود عنکیوت چه تواند  
 و یا چه داند نورس که خشم گزیده را  
 زرگر بزه زعفران که حبت فرار

عروین متش از رخ بر افکند چادر  
 بصبح بنید و یا شام بایدش همسر  
 مسافرن بلادش بر لقب بر سر  
 تنان و پیدای چوں جان پاک در سکر  
 روان و ساکن چوں قوم عاوان ضرر  
 قبیح و زیبای چوں دود و دود در حجر  
 نگون و دالای چوں نور مهر در فرغ  
 جمیل و زشت چو روئے عقیق در زور  
 چو عکس کوه در آئینه فربه و لاغر  
 غنیمت و شاد چو میخواره از غم دلبر  
 بزرگ و خور و چوپا و نیز در حضور  
 چو شخص آذر هم بت تراش و هم بت گر  
 بحسرت عقول و بحیرت فکرها  
 خیال منزلتش هر چه کرده اند همد  
 که ناگزیر فرو مانده است فرمان پر  
 مهتر سانه توان ساخت خانه شمشاد  
 که از لعاب کنند نیچ و میه شمشیر  
 چهار نیمه کنند تانه که دیده اند از انبر  
 زباز باشد به دستوریه که گرو حذر



بد دعوت کہ بدریا صدق کثودہ دیاں  
 بگفتہ کہ ابابیل قوم ابوبہ را  
 بلا سخن بدر از ابر کشید قانی  
 زبے سخن کہ چو دریا گئے کہ موج ز تہ  
 چہ شد غلام و چہ شد می فروشن رفت کجا  
 نک اے غلام بر و جرعت شراب بیار  
 مگر شراب چہ نوشی تو کت نباشد مال  
 ندانیا مگر از یاد شاہ ملک ستاں  
 مرا ہمارہ اشارہ رسد بہ غر و جلال  
 اتن قصیدے کی تشبیب میں ساقی کی طرف خطاب ہے۔

اے ساقی آ۔۔ اور شراب سے خوب لبر نہ پیالہ بھرو گے کیونکہ رمضان کا  
 مہینہ حسرت میں روتے پیٹے گزر گیا۔ اب تو غم و اندوہ سے میلوں بھانگنا چاہئے  
 دو سالہ شراب سے خوب پیالہ بھرنا چاہئے۔ رحمت حق کی یاد میں شراب پیو  
 اور پیلاؤ کیونکہ ہر حال میں فضل خدا شامل حال ہے  
 کیا و سب غمے کن زیادہ مالا مال  
 بیا بید از غم و اندوہ گریخت میلا میل  
 نبوش باوہ و نوشاں بیا و رحمت حق  
 گرت ہزار گناہ است تا امید مشو  
 باب باوہ غبار دل از پیالہ نشوے  
 کہ ماہ روزہ بہ حسرت گریخت مالا مال  
 مے دو سالہ یہ پیمانہ رخت مالا مال  
 کہ فضل باری خدا شامل است در ہر حال  
 کہ مر خدائے رؤف است ایزد متعال  
 کہ بہت در دلم کنوں ز روزہ کرد مال



مرا از عید خوش آمد که بہت روزہ حرام  
 کنوں بہ بدرقہ روزہ یادہ باید خورد  
 ہمیشہ یادہ گوارا و دلپذیر بود  
 اسی قصیدے میں آگے چل کر کہتا ہے کہ متشوق اگلے سال تو آہوئے  
 زم دیدہ کی طرح مجھ سے وحشت کرتا تھا۔ اب کے برس میں نے اس کو زہد و  
 ذرق و ریاسے رام کر لیا ہے۔ پھر اپنے زہد ریائی کی تصویر کھینچتا ہے۔  
 زمین چو آہوئے زم دیدہ پارویشی بود  
 بساط زہد و ریاضتیں بکستردم  
 یہ چہہ داغ ہنسا دم چو زہد ریاساوس  
 حکایت ہمہ از فضل و زہد بود و روح  
 گئے حدیث کرامات گفتہم و معجز  
 نے مراقب کہ سر نہادہ یزاولو  
 گئے صحیفہ و زاد المساد اندر پیش  
 نمودہ کہ یہ قرأت تلاوت قرآن  
 گماں نمود پس از چند روز دلیر من  
 اس قصیدے کی تہذیب میں بہار کے آنے اور خزاں کے جانے کو اس طرح  
 پر ظاہر کیا ہے کہ خزاں نے گلستاں پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے شاہ ختن و آفتاب  
 نے بہار کو بلایا خزاں نے جو گلستاں پر جوڑ و ستم کیے تھے۔ ان کی داستان  
 سنائی۔ بہار نے اقبالِ خواہی کی قسم کھائی کہ میں خزاں کے لشکر کو پامال



کرد و تکی بہار کی لشکر آرائی اور خزاں پر چڑھائی کرنے کی کیفیت کا نقشہ کس  
 لطیف انداز سے کھینچا ہے کہ صحن گلستاں معرکہ کارزار نظر آتا ہے۔  
 بہار آمد و دوسے را گرفت کرد و بہار  
 نمود ز گیس شمشیر خود و بخون خزاں  
 دو ہفتہ پیشتر ازاں کہ یاد شاہ ختن  
 بہار را کہ بد و گشت عشرت است قوی  
 شنیدہ نگستاں چہ ظلم کردہ خزاں  
 کفیدہ خنجر بیل دریدہ معجر گل  
 ردای سبزہ ربودہ است و گوشوارہ  
 ربودہ است و گرفتہ است برودہ است بہ  
 ز فرق غنچہ در افکندہ بستہ منقہ  
 دہان کباب گرفت است تا خندہ خوش  
 بہار خور دیہ اقبال پا دشت سو گند  
 سپہ کشم زریا حین و سازم از پیک  
 کماں ز قوس فرخ سازم و بیرہ ز عد  
 و ابر را نم حیا زہ بلے آتش سیر  
 پیادگان زریا حین برم گروہ گروہ  
 فلا وزاں ز غزالاں در ہراں ز شرم  
 یزک ز باد بہاراں قراول از بہاراں



اسنان زلال کنند از بنفشه خود از گل  
 بگفت این و به تعجیل نامه بخیزان  
 بخیز که اے خزان! به تو از خبر دهند که تو  
 شدم حمل و گزیدم حمل بود ز شرم  
 دلیری تو فزول شد ز بردباری من  
 به گوشمال تو اینک دو اسبه مده ام  
 خزان چون نامه فرد خواند یا حواشی خوش  
 برید یا در میان بود و شنید  
 به ابر گفت چه غافل نشسته که خزان  
 ز کوه ابر فرو داد و پلارک برق  
 هنوز از ورع مانده بود و زور باغ  
 ز ابدیس بهانه هم از ابر تر حمال بگرفت  
 غم داده ابر مگر تر حمال هنوز که رعد  
 پالان کنم کوخیل است ابر از انگر همه  
 انجا هوا هرے که بتاید به تازیانه گرفت  
 جواهر از کف صدر ز مانده خواهم پس  
 ایں قصیده کی تمهید میں زلف کی تعریف بیان کی ہے  
 اے زلف نگار! اے حبشی زاده شیرینک  
 چیست آن اثر دہانہا دہانک

زده ز سبزہ تبر زین از غنچه تیر از خار  
 نوشت پر شش و شور و فتنه و پیکار  
 به ملک مادر طنیاں زده به سست پیار  
 شوی ملول و پسندیده آیدت منجبار  
 با تحمل حیا که خواہی آمد و بار  
 یکے بیاں کہ بر آرم ز شکر تو و مار  
 چه گفت به گفت کہ باید فرات خست فرار  
 دواں دواں همه جاہ ہرید تا کسار  
 گر نخت خواہد و فردا بپر سداں تو بہا  
 کشید و خون خزان را بر نخت در گلزار  
 بہار آمد و دے را گرفت و کرد مسار  
 کہ از چه کشتش و نادرد و در صف بار  
 بہ تازیانہ قمر شش سے کند ازاد  
 بت تازیانہ جواہر سے کند اشار  
 بہ راستی کہ من انداں جواہر ہم بزار  
 کہ تازیانہ بساں زند کہ سے بردار  
 اے اہل تو از نو بہ دوسے نسل تو از تنگ  
 کہ ز میریش چہرہ پر اثر تنگ



ایک قصیدے میں ایک ترک بچہ غلام کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

در رمضان آگیا دھیری تسبیح اور جانماز اٹھالا مجلس میں جو عیش کے سامان ہیں  
 ان کو اٹھالیا، ایسا ہو کہ کوئی مولوی آجائے ہاں! وہ پیرا ناقرآن جو پارسا  
 تو یہاں سے اٹھالے گیا تھا اور پھر واپس نہیں لایا وہ بھی لا  
 تاکہ میں والدین کی مغفرت کے لئے دعا مانگوں۔ اس عیش میں شراب  
 پیتا نا جائز ہے۔ کیونکہ اس عیش کو خدا اور پیغمبر کی طرف سے سند حاصل  
 ہے، دن کو شراب پینا مطلقاً حرام ہے۔ لیکن رات کو دو ایک پیالے پی لیے  
 جائیں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں پینا چاہئے تاکہ صبح ہوتے  
 ہوئے تھکا اور بو جائی رہے۔ یا اس قدر زیادہ پینی چاہئے کہ دوسرے دن شام  
 تک بستر سے اٹھانہ جائے۔ میری رائے تو یہی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے بہت  
 مقدور نہیں ہے اس لیے مجبوراً وہی قرآن وہی تسبیح وہی وظیفہ ان  
 خیالات کو اس بے تکلفی سے ادا کیا ہے کہ گویا باتیں کر رہا ہے  
 ماہِ رمضان آمد اے ترک سمن برا  
 و اسبابِ طرب را ببر مجلس بیرون  
 وال مصحف فرسودہ کہ پارینہ مجلس  
 بازار دبدہ تاکہ تجوام و دوسرہ  
 نے خوردن این ماہ روایت کریں ماہ  
 در روز حرام است بہ اجماع و لیکن  
 بیش از دوسرہ ساغر نتوان خورد کتابچہ  
 برخیز مرا سحر و تجاودہ بیاور  
 زان پیش کہ ناگاہ لطیفہ رسد از دور  
 بردی بہ شب عید و نیاوردی دیگر  
 غفران پدر خواہم و آمرزش مادر  
 فرمان خدا دار دویمہ لطف ہمیشہ  
 زندانہ توان خورد بہ شب یک و نہ ساغر  
 بوش رود از کام و خموش رود از سر



یا خورد و بیدار گو نہ سباید کہ ز مستی  
من مذہبم ایں است ولے وجہ ہمیت  
ناچار من و مصحف و سجاده و تسبیح  
اس کے بعد ایک واعظ صاحب

دی و اعظمی آمد در مسجد جامع  
پیشکش بسوی پیشکش بسوی راست  
لیے ز اں سال کہ خرامد بہ سن مردین باز  
و در محضر عام آمد و تجدید وضو کرد  
شیخ بارے شیشاں شد و در صف نخستین  
فارغ شدہ خلق ز سلیم و تشہد  
ان وانکہ بسر و گردن و ریش و کلبے بینی

جزئیات کے ادا کرتے کے ساتھ زبان کا لطف ہے درپے محاورات  
بیاد اور مصطلحات۔ برہنگی اور روانی جادو گری معلوم ہوتی ہے۔

ملازم ایک قصیدے میں شب و صبح کا حال لکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ مشوق  
دی و بادشاہ سے جا کر حالات بیان کر دے تو کیا ہوگا۔ اس قصیدے کی روایت  
شہادہ افتد ہے۔ دیکھو اس لفظ کو کس کس پہلو سے استعمال کیا ہے اور کس طرح  
واقعی کی تصویر کھینچی ہے۔

قدیم صبح اگر حالت شب غرضہ نماید بر شاہ  
سردار در بجا ک قدم شاہم سو گند و بد

تا شام و گر نہ توان خاست ز بستر  
دیں کار نہیاید بستر از مرد تو انگر  
داں در دیشاں روزی داں فکرم  
کے مسجد میں آنے کا نقشہ دکھایا ہے

چوں برف ہمہ جا بہ سپید از پاتا سر  
تا خود کہ سلاش کتہ از منعم و مضطر  
آہستہ خرامیدے و موزوں و موقوف  
ز اں سال کہ بود قاعدہ در بندہ جعفر  
نشست و قرآن خواند و بیکسانہ بی  
برحسب چوبوز میتہ و نشست بر مہر  
بس عشوہ بیاورد و سخن کر چہیں سر

ساختہ زبان کا لطف ہے درپے محاورات  
بیاد اور مصطلحات۔ برہنگی اور روانی جادو گری معلوم ہوتی ہے۔

ملازم ایک قصیدے میں شب و صبح کا حال لکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ مشوق  
دی و بادشاہ سے جا کر حالات بیان کر دے تو کیا ہوگا۔ اس قصیدے کی روایت  
شہادہ افتد ہے۔ دیکھو اس لفظ کو کس کس پہلو سے استعمال کیا ہے اور کس طرح  
واقعی کی تصویر کھینچی ہے۔

کارم از بیم یہ سو گند و بہ انکار افتد  
ناگزیریم کہ مرا کار بہ اقرار افتد



ہم بخاک قدم شدہ کہ قسم خورد و خورد  
بے خطا گفتم شاہ از ہمہ حال گاہ بہت  
ہم خداوند و ہم شاہ از ہمہ حال گاہ بہت  
چوں برائے جہاں بار خدا شاست  
ایک قصیدے کی مثنوی میں بہشت کو خواب میں دیکھنے اور خورد و علماں

گرنہ اول یہ کفم خاتم زہار افتد  
مے نخواہد کہ بے پردہ ز اسرار افتد  
ایں جنیں زندی و قلاشی بسیار افتد  
لاجرم سائے او باید ستار افتد  
ایک قصیدے کی مثنوی میں بہشت کو خواب میں دیکھنے اور خورد و علماں

سے گفتگو کرنے کا حال بیان کیا ہے ۵

دوش اندر خواب می دیدم بہشت کردگار  
دو حصہ طویلی از سر سبزی چو تخت پادشاہ  
یک طرف موسی و نورانش بحرمت قبل  
یک طرف داوود و گیسویں و رال برودہ  
بے خیر از خوردن یک سوئے علماں تاشدم  
گفتم لے خوشیدر بیان سپرد لبری  
لب فراز آرید و آشغوش و غل خالی کنید  
لب شکر خندہ بکشو و ندید و گفتند اسے عرب  
وزہ غرت بروں آرد نفس را تازہ کن  
ساعتی نشیں براحت آب سرد اندک بنویس  
خیرہ گستاخانہ ہر جا دم نہ شاید زدن  
با حیاتر گوخن یا ناز پروردان حسد  
خوب رویان جہانت نس نشد ماتا کہ تو

تازہ بے فیض ربیع و سیرے سعی بہار  
چشمہ کوثر ز شیرینی چو لطف شہریار  
یک طرف عیسیٰ دایمیش بعزت در کنار  
تا در راں جاہم ز رہ سازی نماید آشکار  
زاں کہ زندے چوں مرا با وصل جوان  
گفتم اے شمشاد قدر ان ریاض افتخار  
کز شمایے زحمت ہم بوسہ خواہم ہم کنار  
آدمی باید کہ در سر کار باشد کردیار  
گرو از سبب بر افشاں لشکاں لختے نثار  
از حکر نیشاں حرارت در دوخ نقشاں غبار  
اے بسا نخل حسارت کو خسارت و ادبار  
یا ادب تر زن قدم و حشمت پروردگار  
خوب رویان جہاں را نیز خواہی یا غبار



اس قصیدے کی تمثیل میں اپنے رتے سے پارس جانے کے حالات کو بیان کیا ہے۔

بستم بہ عزم پارس چو از ملک سے کر  
زیر بزدوم بہ کوہ یکران رہ سحر  
اس قصیدے کی تمثیل میں محمد شاہ بادشاہ ایران کے ہرات پر حملہ کرنے کی کیفیت کو مفصل طور پر نظم کیا ہے۔ اور اس میں ۲۶۰ شعر ہیں۔  
سخن گزافہ چہ رانی خسروان کن  
یکے ز شوکت شاہ جہاں سر سخن  
اس قصیدے کی تمثیل میں گھوڑے کی طرف خطاب کر کے اس کے اوصاف

کس خوبی سے بیان کرتا ہے۔

لے رخسارہ نور وین اے مرغ تیزبال  
در طبع سیرت است سلکاری نسیم  
کہ مغز کہ بدری ہے جہد کا زوچٹاک  
تا کے آہوئے آخور آخریروں خرام  
بشتاب و مغز باد مشوش کن از سیر  
دم بر فراز و مغز فلک را یکے بلوب  
اے نائب براق بہ پیما رہ عسراق  
عمید کے آنے اور واعظ زاید و مفتی کی شراب نوشی کی تصویر۔  
عید آمد و عیش آمد و شد روزہ شد و غم  
ماہ رمضان گر چہ مے بود مبارک  
لطافت اللہ محمد کراں واعظک امروز بہ کعبے  
کرورد بان برقی و از تجمہ خیال  
در حبیب نعل تست نسب نامہ شمال  
کہ و رہوا بہ پیری بے سعی پرو بال  
تا تازے رخیل یہ کوہاں نیم حال  
بخرام لوح خاک منقش کن از لعل  
سُحرم برفشاں و ناف سہک را یکے بال  
کاید وں مرا الفارس اقامت بود حال  
زیر آمد و شد جان و دے دارم خرم  
شوال نکو تر کہ مے بہت مکررم  
چوں حرف نختیں مضاعف شدہ مدغم



واں ز ادبک از طبعه او باش خلا لوق  
رفت آن که رود شیخ خراماں سوئے مجد  
از کبر ز سم برکت دستم چو اکبر  
رفت آنکه مراں مودن مودن بی مناجات  
واں و اعظا مفتی چو در آنید به مسجد  
آن خاک به خلق افکند آن باد به سار  
واں قاری عاری بکے غنثه و او غام  
واں گوئے ز ہم حجره و خلق کشاید  
منطقه قانی نے منوچہری کے قتیج میں  
کی مصوی دکھایا ہے۔ وہ جس قدر قی منظر کی تصویر کھینچتا ہے اس کا سماں  
آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جو بات مصویر تصویر میں نہیں دکھا سکتا وہ الفا  
سے اس کا نقشہ کھینچ دیتا ہے۔ اگر اس کے اس قسم کے کلام کو جمع کر لیا جائے  
تو نچرل شاعری کا ایک اچھا مجموعہ تیار ہو سکتا ہے۔ بہار کی لعل میں شہا ہے  
بلند نزدیک شد اے دل کہ زمستان گزر  
ایر طسوف حسن گریاں گریاں پوید  
مشک بیرا گندرا اندر ہمہ اتفاق نسیم  
ساق بالازندرا اندر شہر آری کلنگ  
رات کے آنے کی کیفیت ہے  
شاہ ختن چو دوش نہاں شد بہ کمنا

چوں وزد عس دیدہ بہ گنجے زندوم  
وز پیش و پیش خیل مریدان معجم  
وز عجب بکس نے زند حرف چو اکبر  
چوں گا وزند لغزہ گئے زیرو گئے ہم  
ایں کبر مصویر شود آن عجب مجسم  
آن مشک منفخ شود ایں خیل موزم  
خیشوم کیر از باد کست دہچو یکے دم  
کش تیج و جسم روده ہویدر شودارم  
اس وصف میں خوب زور طبع  
عہد بستاں شود و دور بستاں گزر  
لالہ در صحن حین خنداں خنداں گزر  
بس کہ بریا سمن و سنبل وریکاں گزر  
ہچو بلقیس کہ بر صرح سلیمان گزر  
وز فرق بر فلک ز راند و گزرنا



شاہِ حبش دو اسیر را آمد ز کت  
بر جامہ سیاه ترا از خنجر اذکت  
از حلقہای سیم سیم یافت جوشنا  
افسوں پر و دمیدہ چو جاودے جوڑنا  
انجم کز شعیب و فلک و ثلث مدینا

سلطان روم را از سر افتاد افسر  
زاغ شب سیاه بکستر و شہیر  
تا زان ستارہ چوں بہ سیاہی سکندرا  
چوں از درون تو وہ خاکستر اعلیٰ  
ایرانی سیر و تماشا کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں۔ موسم بہار آتا ہے۔ یار  
دوست جمع ہو کر باغوں اور جنگلوں میں جلتے ہیں اور خوب رنگ لہیاں  
مٹاتے ہیں۔ اسی عالم کی تصویر اس مہید سے کھینچی ہے۔

بہر ساعت خروش مرغ زار اور غزل آید  
ز بس بانگ تندر و صلح و راج و سار آید  
گئے از گل گئے از سرو بن گاہ از چار آید  
ز بس غلمان و حوران و خاقان و قطار آید  
کے پر گل کنند تحسین کز و بوئے نگار آید  
کے یا ساغر بادہ لطیف جو بیار آید

بالشکر عظیم ترا از حبش روم و روس  
پوشیدہ از لائی منشور جو کشتی  
زرا و پیر خ بہر تن او را خنجر  
انجم چو یک طبق جو سمن و آسمان  
مہ موسی کلیم و خط کماشاں عصا  
رات کے آنے کی کیفیت ہے

دو شہینہ چوں کشید شہ زنگ لشکر  
باز سفید روز بپیرید ز آشیاں  
تاریک شد سپہر چو ظلمات اندرو  
افروخت چہرہ زین تل خاکستری سہل  
ایرانی سیر و تماشا کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں۔ موسم بہار آتا ہے۔ یار

دوست جمع ہو کر باغوں اور جنگلوں میں جلتے ہیں اور خوب رنگ لہیاں  
مٹاتے ہیں۔ اسی عالم کی تصویر اس مہید سے کھینچی ہے۔  
بہار آمد کہ از گلبن ہے بانگ ہزار آید  
تو کوئی ارغنون بستند بر شاخ و ہر رگے  
خروش عند لیل صوت ساز تالہ قمری  
تو کوئی راحت کتان بہشت عدن بماند  
کے برکت نند لالہ کہ ترکیب قدح دارد  
کے باد لبیر سادہ لطیف بوستاں کرد



کے بند حین رائے تامل مر حبا گوید  
کے بر لالہ پا کوید کہ ہے رنگ بے دار  
کے بر سیرہ نے غلطی کے در لالہ سے قصد  
زیر کوئے صدائے ارغنون چنگ نے خیزد  
کے اس جاگساہ دے کے آں جانوار دے  
الایا ساقیائے وہ یہ جان من پیائے وہ  
اس شید میں کالی گھٹا کا چڑھنا۔ اس کا بر سنا۔ اور بر س چکنے کے بعد کی  
حالت کو نہایت لطیف پیرائے میں صنعت تر صیغ کے التزام کے ساتھ بیان  
کیا ہے ۵

بگردوں تیرہ ایسے بامداداں بر شد از دریا  
چو چشم امیر من خیرہ چو دے رنگیاں تیرہ  
تنش یا قیر آلودہ دلش از شیر آمودہ  
بدل گلشن بہ تن زنداں گے گریاں گے خنداں  
چو دووے بر ہو ارفقہ چو دیوے مست شفقہ  
لب غنچہ رخ لالہ بروں اور دینا ل  
عذار گل خراشیدہ خطاریاں تراشیدہ  
زیمش مرغ جاں پر دہ سمش زمرہ ہاددو  
خروشید ہر دم از گردوں کہ پوشید ترن ہاموں  
گسوں از فیض اولتیاں نماید از گل و ریحاں

جو امیر خیرد گوہر زرد گوہر بیزد گوہر زرا  
شدہ گفتی ہمہ حیرہ بمغزش علت سودا  
بروں پر سر مے سودہ درو لچ کو کو لالا  
چو در بریم طرب زنداں ز شورش اصہبا  
ز وہ لبس و زنا سفتہ زمستی خیرہ بر خارا  
ز لبس باراں ازاں زالہ طرف گلشن و صبرا  
ز لبس الماس پاشیدہ بہ باغ از زالہ بیضا  
چو او چوں از دہا غزو و یا چوں ز دوشادوا  
ز سنبل کسوت کسوں ز زالہ خلعت دیبا  
ز رنگ چہرہ غلماں بہ بوئے طسہ ہ خورا



ز بس گھمائیے گوناگون چین چوں صبح انگلیوں  
گل از باد و زان از زان و زان شکست زان  
تو کوئی فرش سقلاطون صبا گسترده در مرغی  
بلے نبود شکفت از زان کسا و غیر سارا

خیمہ ز رفیت ز جبرخ نیلی آفتاب  
بال بکشد از پس شام سیه صبح سفید  
از پرند نیلگون آوخت بس ز بس طباب  
بچو سیمین شاہیازے از بے مشکین غراب  
صبح روزی پیری آید از پس شام شتاب  
خورد برون آید چون ز بس تنغے از مشکین قراب  
ز آشیان چرخ بیرون شد یکے ز بس عقاب  
کردنہاں صد ہزاراں مہرہ از دور خوشاب  
بافتہ در کنبد میناد و صد ز بس لعاب  
صد ہزاراں مایہی سیمین اندر اضطراب  
در تگ سیماب گوں در یاد و صد سیمین جہاب  
تاکہ سیمین حلقہ ہائے اختران در روز ہم  
یانہ گفتی از بے صید حواصل چکاں  
یا بجا دوئے فلک در حقہ یا قوت زرد  
یانہ ز بس عنکبوتے گرد و صد سیمین بکس  
یانہ گے کمر یا پیکر کہ از آہنک او  
یا چون ز بس ز درتے گرد متشن نہاں شود  
بہار کی آمد اور اس کا اثر گلستاں پر

آراست عروس گل گلستاں را  
وقت است کہ در سرود و وجد  
از برگ شقایق ایر فردوس  
در باغ ز خوشہ ہائے مروارید  
آں قوس و قوس نگر کہ تو بر تو  
واں زر گساں کہ بچو طشتاں را  
آبادہ شوال بہار بیتاں را  
شور رخ گل ہزار دستاں را  
آوختہ قطرہ ہائے باران را  
آویزہ فلندہ گوش اغصاں را  
آوختہ پردہ ہائے الوان را  
بکشد وہ بن از سیمین قتاں را



واں سرخی شاخ انگوٹھ ماند  
سُرخ آبلہ ہاے دست صمیاں را  
آفتاب کے طلوع ہونے اور ستاروں کے غروب ہونے کی کیفیت ہے  
چو ز اشیا نہ چرخ این عقاب ز دریں پر  
بر در یکہ منتقار رخت شوشہ زرد  
در یکہ فلک از لقرہ سپید کشود  
وزاں در یکہ فرو رخت وائے گہر  
بریں بہر رادی کے نعامہ زرد  
خلاق نیل فلک شد ستارہ چوں فروزا  
کشود بال و فرو خور و مہر چہ بودا حکم  
ز آب خیز و نیلو فرو شکفت این است  
نمودناید بقیار خور کلیم سحر  
موسم بہار کی کیفیت ہے  
تسیم خلدے وز و مکرز جو بہار ہا  
چہ گشتہا ہشتمانہ وہ نہ صدر ہزار ہا  
فراز خاک و خشتاد میدہ سیر گشتہا  
چکا و ہا گلنگ استند و ہا ہزار ہا  
بہ جنگ بستہ جنگمانیاے مشہ ز تکیا  
ترانسہ اواختہ چو زیر و تم تار ہا  
زنائے خویش فاختہ دو صد اصول ہا  
بہ برگ لالہ ترالہ ہا چودہ شفق ستارہ ہا  
ز خاک رستہ لالہ ہا چو بسیدیں پیالہ ہا  
لشاخ سر وین ہمہ چہ کیلکما چہ ہا ہا  
فلک رہ اندر ہمہ کشیدہ اندر زمزمہ

### حلیہ نگاری

کسی خاص چیز کا سراپا لکھنا۔ اور اس کے تمام اوصاف بیان  
کرنے۔ قافیہ نے اس وصف کو بھی درجہ کمال تک پہنچایا ہے وہ ممدوح  
کے گھوڑے۔ تلوار۔ وغیرہ کی خوبیاں اس لطافت سے بیان کرتا ہے  
کہ اس کا نقشہ کھینچ جاتا ہے۔ وہ ایسے موقع پر موزوں و مستحسن الفاظ کا



انبار لگا دیتا ہے اور کہیں کہیں صنعت تنسيق الصفات کا بھی التزام کرتا ہے  
حسا کہ بادشاہ کے نامہ کی تعریف میں کہتا ہے ۵

شکستہ خامہ آرد گسستہ نامہ قطعا  
چہ خامہ خامہ خسرو چہ نامہ نامہ دارا

شکستہ روتق ارژنگ و لستہ باز و کلما  
نشانہ خسرو و قامہ چہ مایہ لو کوئے لالا

بلبل و روشن و رائق رشیق و ظاہر و شہوا  
گزین و لایح و یاروق جزیل و تختہ و غرا

لیند و ویشہ و دوائی بلند و شارق و یصفا  
تا ساز و دش طراز کمر صاحب اختیار

چندراں بود بزمندہ کہ گرمی برد ز نادر  
بودش چو عشم خصم ملک بکسلد ز نادر

فریاد الغیث بر آید ز کوہ ہسار  
لا حول کو یہ ملک عدم مے کند فرار

تینغ است آن نہ دیکب بر فیت فتنہ بار  
بیوندر استعارہ ز القاطم ستعار

ماند جہاں از رویہ تن شخص رعشہ دار  
کامد اینک ز یور اندام صاحب اختیار

بودہ دروے آفتاب عالم آرا را قرار  
بودہ طوبائے کہستش فلفل و لیمو یک بار

بہ سعی خامہ ماہر بفرق نامہ ظاہر  
سدید و محکم و ساطع فصیح و واضح و لامع

زجیل و درخوار و لائق رزین و رایت رائق  
شکوف و بغیش و کافی سلیس و دلکش و صافی

چہ تیغے گزنگار فرستاد و شہر یار  
چہ تیغے کہ گریا تش سوزاں کند گزر

تیغے کہ بر حریر اگر نقش او کشند  
تیغے کہ گر بہ کوہ نگار زند نام او

تیغے کہ گر بہ عرصہ ہستی در آوردند  
تیغ است آن نہا شامیغے است خوفشا

زاں ساں بود بزمندہ کہ یار و کسلد  
از بسکہ عضو عضو جہاں در مر اسرار

بودہ جائے یک جہاں جاں این قبائے شہر یار  
ایں قبائے کوئی سپہ جا میں بودہ است انک

یا بہشت جا و دال بودہ است زیر انک  
یا بہشت جا و دال بودہ است زیر انک



یا نہ بچوں عرش اعظم جایگاه جبرئیل  
 یا نہ تاسر آفرینش را می ماند ملک  
 آن که گفته بر تن هستی نمی گنجد لباس  
 روز حضرت مبارک و فرخنده لقا  
 سیرتیاں را که او گرسنه می داشت چیم  
 زانغیا آنچه گرفته به فقیراں و او  
 شهر یا بیت تو کوئی که بهر شهر و یار  
 سی سوار ختنی و نقش اندرین  
 آن سواراں همه را جامه احرام بدوش  
 از بر بار خدا آمده از عرش بفرش  
 پیش زوش ز مہ یک شب میں ملے  
 ز ابدان را و بداند پیش به نگام پیام  
 کہ یگوئید بلا نوبت من در محراب  
 خلعت اور پیکر کی تعریف

حمد الشریف شام شاه دریا آستین  
 لوش اندر خلعتی هر یک فلک شوکت محیط  
 خلعتی تسلیل گوازه پیش مهر منسیر  
 خلعتی آیات نورش بر زمین و بسیار  
 خلعتی کرلس ضیا بر آفتاب ادو شکست

یا نہ بچوں قلب عارف منظر پروردگار  
 دیں قبا بوده است ملک آفرینش را  
 کاش دیدے این قبا بر جسم شاه کامگار  
 کہ بشارت و ہداز رحمت یزدان بہ شہر  
 یک جہاں گرسنہ زوسیر شدے شام و صبح  
 کوئی از عدل خداوند در و بود اثر  
 بر کشد رخت و نہد تخت بعد شوکت و فر  
 نئی غلام حبشی ساکنش اندر ایسر  
 دیں غلاماں ہمہ را چادر و ہباں بر سر  
 و ز مہ نوزدہ یہ لیغ الہی بر سر  
 کہ نشسته است بر حکیم حق آیات طفر  
 واعظاں را کند از خولش بتا کید خبر  
 کہ بخوانید بلا خطبہ من بر منبر

مرحبا اندام جاں افروز صدر را  
 مرحبا ای پیکرے یا یک جہاں رحمت عجب  
 پیکرے تسبیح خواں از غیرتش حریج بریں  
 پیکرے آیات محدث بسیار و بریں  
 پیکرے کرلس بہا بر آسماں تاز و تیں



خلعتے خورشید و آراش ملک جہاں  
 خلعتے از نور و بید و قروڑاں شرمسار  
 خلعتے از رشک و دور پیکرناہید تاب  
 خلعتے از فرہی خجالت وہ ماہ منہ  
 خلعتے نہ جتے از رحمت پروردگار  
 خلعتے نہ سایہ از شہر روح القدس  
 تشبیہات کی مدت تشبیہات اکثر نچرل ہوتے ہیں۔ بعض موقعوں پر وہ ایسی

اور حدت تشبیہوں کا برابر شمار لگاتا جاتا ہے۔  
 دوزلف تابدار و بہ چشم اشک بار من  
 یعنی اس کی زلفیں میری اشک بار آنکھوں میں اس طرح نظر آتی ہیں کہ گویا  
 چشمہ میں سانپ تیر رہے ہیں۔

ساق بالا زنداندر شمر آب کلنگ  
 یعنی کلنگ تالاب میں اس طرح پائے چڑھاتا ہے گویا بلقیس  
 حضرت سلیمان کے شیشہ والے حوض میں اتر رہی ہے۔  
 اے خوشا وقت کہ از غایت مستیش سخن  
 یعنی وہ بھی کیا لطف کا وقت ہوتا ہے کہ معشوق کی زبان سے مستی  
 کی حالت میں ایک لفظ بار بار ادا ہوتا ہے۔ جس طرح سردی کھایا  
 ہوا شخص باتیں کرتا ہے۔



زیرِ پیشِ سحابِ بابر آید حیا بسا      چو جوئے نقره آید وال در آشار با

در پہلوئے گلِ خارِ شکفت بچہ ماند      مانند رقیبے کہ ہم آغوشِ نگار است

بہ بوستانِ سُرخ گلِ پیرا ہے لبِ گزند      تھاں شود زیرِ برگِ چو بادِ پروے وزند  
چو دختِ دوشیزہ کہ زیرِ چادرِ خنزد      ز خوفِ نامحرّمے کہ خواہد پیش لبِ مزد

بال بکشو و از پسِ شامِ سیہ صبحِ سپید      بچو سیمیں شاہِ بیا ز سائے مشکیں غراب

واں نرگسِ کالِ چو خوشی از بلور      کش زادِ فواحِ نرگسِ زرد و دینار

خالِ برِ چہرہ او در رخِ گم گشتو بچو      نقبِ بزمِ گنجِ زند و شبِ دردِ عیار

گلِ گشتہ تھاں در عقبِ شاخِ شکوفہ      چوں شاہِ دوشیزہ اندر پسِ حادر

فروغِ نرگسِ شہلافتادہ در سنبل      چو عکسِ شہیرِ جبریلِ در دلِ کافر

زلفِ و زسارِ او بود چو باغِ کہ درو      یک طرفِ سنبلِ تر و دید و یک گلنار



در موج خوں دو دیده من مانند یل  
کوه عقیق سایه قلن در شمر شود

رسوا شود و تو در هر کجا که هست  
گیهان محیط است و بمنی محاط تو  
چون دزد شب که ناگه در گیر دشت شمال  
برسان پیامه کوبه بدل دارد آسمان

واں سرخی شاخ از غواں ماند  
فصاد نماز باز و لیش گوئی  
یا بس که گزیده حور از شوخی  
یا دخت تکه های یا قوتی  
یا ماه من از دو چهره و گیسو  
زلف است بر آن رخ روشن  
سرخ آبله پائے دست صبیان را  
ره از پئے خوں کشاده شریان را  
خون خسته ز ساق پائے علما را  
خیاط به جیب جامه سلطان را  
در بان بهشت کرد شیطان را  
کفریت که حامی است ایمان را

الماس فشان شد فلک از ذلالت بیضا  
در دامن گل خنگ زده خار بخواری  
در لاله و گل خلق خرا ماں شده خوانک  
ز گس به جمال گل خیری شده خیره  
لاله چو یک حقه بے حساب و نه دوار  
بر کوه بے لاله جسم را و مدار سنگ  
یا قوت نشان چمن از لاله و احمر  
زاں گونه که در ویش بدامان تو لنگر  
در آذر فرو در بر حسین بن آذر  
زاں گونه که بیمار کند میس مر جعفر  
در حقه تمه بے جاوه نهان نامه آذر  
زاں گونه که از سنگ جبهه شعله آذر



گوئی نہ لو گشتہ زکوہ اُحد آونگ وقتے کہ حامل شودش تیغ و دیکر

زلف و رخسارہ او بود چو باغ کرد  
یک طرف سنبل تر بود و یک سو گلزار  
خال بر چہرہ او در خم گیسو گفتی  
نقب بر گنج زند و در شب دزدی عیار

طرہ اش چوں پنچہ باز شکاری صید گیر  
مژہ اش چوں خپک شیر مرغزاری جان شکار

کار گاہ شستری شد از شقایق بوستان  
یکر زماہ و شستری شد از شکوفہ شاخسار  
خیز و سوئے بوستان بگزر کہ گوی خورین  
عنبریں گیسو پوشیدہ است اندر مرغزار

سوری بچہ ماند بہ یکے حقہ یا قوت  
کاں حقہ یا قوت پُر از مشک تیار است  
نسرین بچہ ماند بہ یکے بیضہ الماس  
کاں بیضہ الماس پُر از نمود قمار است  
تقصیدے میں سے زیادہ مہتمم بالشان چیز مخلص اور گریز ہے  
یعنی تمہید یا تشبیب کے اشعار لکھتے لکھتے مدح مدوح کی طرف رجوع  
کرنا اس طرح پر کہ گویا بات میں سے بات پیدا ہو گئی ہے۔ متاخرین نے اس  
موقع پر خوب زور طبع دکھایا ہے اور بڑے بڑے نکتے پیدا کیے ہیں۔ قدما  
میں عنصری کے مخالف بھی متاخرین سے کسی حال میں کم نہیں ہیں۔ قاتلی بھی  
عنصری کے متبع میں گریز کے لحاظ سے متاخرین شعرا میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے  
وہ ہر موقع پر گریز کے نئے نئے لطیف انداز پیدا کرتا ہے۔



ایک قصیدے میں ایک ترک بچہ کو جنگ پر جانے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ عیش و عشرت کریں۔ رنگ رلیاں متائیں۔ تو خود بھی شرابی اور مجھے بھی شراب ملا۔ تو عشوہ کر۔ میں یاد شاہ کی مدح بیان کروں گا۔ بدہ بکیر نبوشاں و نوش تازہ طرب تو عشوہ ساز کن و من مدح سلطان را معشوق کی زلف کی تعریف کرتے کرتے مدح ممدوح کی طرف گریز کرتا ہے گفتش چہین دو زلفت را اگر نتوان شمرو نسبتے دار و یقین با خود صاحب اختیار

تہار کی تہید کے بعد کہتا ہے ۵

خلق را چنے دگر گوں است گوید جو نیار از شمیم عطر گلستان شادماں سے آورد  
یا نسیم سجکاتے مژدگانے نزد خلق از تروال مرکب شاہ تہاں سے آورد

برسات اور بہار کے ذکر کرنے کے بعد مدح شروع کرتا ہے ۵

چہن از فروردین چہان نازاں بہشتیں کہ طوس از فر شاہ دیں بر پیش گنبد خضرا  
ماہ رمضان کے بیان اور روزہ داروں کی تکلیف کی حالت بیان کرتے

کے بعد کہتا ہے ۵

تا تو ہم وارہی از رحمت یک ماہ صیام مدح متوارہ آفاق ت خوانم از بر  
مدح ممدوح { قاتی مدح ممدوح کو صرف شاعرانہ خیالی باتوں تک محدود رکھنا نہیں چاہتا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ممدوح کے اوصاف نظام کرنے میں  
حتی الامکان واقعیت اور راستی سے کام لیا جائے۔ وہ غنصری کی طرح  
ممدوح کے کارناموں کو لطیف پیرائے میں نظم کرتا ہے۔

اس قصیدے میں نظام الدولہ حسین خاں کے کارناموں کو نہایت خوبی سے



نظم کیا ہے ۵

باقال نیک بزمیں یوں شہریار  
سارے دوشیزاں ازیں کہ شد آشفہ ملک جم  
نکلی کہ بود جمع ترا از قال گلرخاں  
بس کار ہائے طرفہ پیش منہ نمودش  
بارے بہ ملک جم در خوف و وحشت  
شورش نشاند و سوزنا کرد و کشید  
انہار کند و بر کہ و کار نیر و جوئے حیر  
بر داشت طرح غل و غمیل ناں فروش  
نظم سپہ فرو و منال دو سالہ داد  
زرداد و تخم و کا و تقاوی ہر زمیں  
کان کند و کورہ بست و فلز جہت باغ  
سدایت و گشت و بیاورد و سوئے شہر  
بہر طرار آب ز صدر میل رہ فزوں  
صنائع و بدایع کم صنعت و وقایعتین ۵

ز شاہدے کہ بود ویش از نگار نگار  
گر ہزار ملامت کند چہ سود  
صنعت لہف و نشر مرتب ۵

فرد گرفتہ گیتی را بہ باغ و راغ و کوہ و در

آمد و ملک جم سوئے رہ صاحب اختیار  
وز ہم گسخت سلسلہ نظم آباد  
چوں زلف یار گشت پریشان بے قرار  
یک سال گفت نتواں برو جہ اختصار  
تا دوست را شکور کند خصم را شکار  
حصن کہ بد بروج فلک را دور و مدار  
بستاں فرو و قریہ و پالیز و کشتزار  
بخشید باج برف و تکالیف را ہمار  
خود را عزیز کرد و درم را نمود خواہ  
و آورد پیشہ و رز و دبا قیں زہر کنار  
سر و نہال کشت و دختان مسوہ دار  
شش پیر را کہ بست یکے ز و خوشگوار  
کہ غار کوہ کرد و گئے کوہ کرد غار

نخواہ باوہ و بر یا دے گسا گسار  
کتوں کہ بستہ ز خون و دم نگار نگار

نماید و دم باد و لہ برق و غوغا



## صنعت ترصیع ۵

کنوں کو سنبھل و شمشاد و باغ و بوستان دارد چمن تر و تیز من و تکیں زمین آئین ان پور  
 بہ صحن باغ و طرف باغ و زیر سر و پائے جو یزن گام و چو گام و بخور جام و بانش باغ  
 قافی نے صنعت تسمیق الصفات کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اقسام تسمیس  
 صنعت سیاقہ الاعداد۔ صنعت تقسیم۔ صنعت تضاد۔ صنعت تدریج۔ صنعت  
 سوال و جواب وغیرہ قافی کے قصائد میں پائی جاتی ہیں۔

صنعت تلحج { قافی مشہور تلحجات کی طرف نہایت خوبی سے اشارے کرتا ہے  
 اور بعض موقعوں پر مسلسل تلحجات ذکر کرتا چلا جاتا ہے۔  
 اس قصیدے میں موسم بہار کے آنے اور خزان کے جانے کی کیفیت  
 بیان کرنے میں شاہنامے کے مشہور پہلو انوں کے کارناموں کی طرف اس  
 خوبی سے اشارے کیے ہیں کہ قصیدے کی تمثیل شاہنامے کے مشہور پہلو انوں  
 کے معرکہ کارزار کا نقشہ بن گئی ہے۔

۱ رستم عید از برائے چشم کا و بس بہار  
 ۲ یا منوچہر صیازی آفرید وین ربیع  
 ۳ بہر دفع بہور اسب و گشتاں کا وہ را  
 ۴ رستم اردے بہشت مزوہ نزد طوس برد  
 ۵ بہزاد و دقلمر و خلیف انیک سپر  
 ۶ یا پیام کشتن داراے دے ہر باغ  
 ۷ یا کہ شمس خزان را قارن از بہشت  
 نوشدار و اند دل دیو خزان می آورد  
 فتح نامہ سلیم وے از خاوری می آورد  
 از گل سوری درفش کاویاں می آورد  
 از ہلاک شکبوس مہرگاں می آورد  
 از کمان بہمنی تیرو کساں می آورد  
 در بر اسکندر صاحب قرال می آورد  
 و شکیر از شیرہ آتش فشاں می آورد



درچمن چوں ارد شیر باسکال می آورد  
 کیو فرود میں بخواری موکشاں می آورد  
 بچو رو میں تن زراہ مفتخوال می آورد  
 باسم مولود و دو عالم چار نام و هفت باب

۸ یا نوید قتل کرم مفتواد و سیم  
 ۹ یا کروئی فصل و بے را بر از تل خاک  
 ۱۰ خواهران لاله و گل را ز هفت اندام خاک  
 صنعت سیاقه الامداد  
 نہ سپر و شش جہات و هفت و زخ مشیت خلد

نعت میں یہ اشعار ہیں ۵  
 تلیحات کوئی آدم مفتادے قبول کردگار  
 مسلسل آتش نمرود کے گشتے گلستان حلیل  
 مولے از تیرہ قملالت نامدے ہر گریو  
 نوح اگر بر جودی جودش نہ جیتے اتجا  
 تانست ایوب از شریمہ و لطفش بدیا  
 تاسیح از خاک را شش تمسح پیشانی نمرود  
 یوسف از پرستہ مهرش نمرودے عتصام  
 تا ابد آں یک نمی آمدیروں از طین حوت  
 صنعت الترام کہ اس قصیدے کی ردیف آتش و آب ہے ۵

چہ جو ہر است کہ ہست اعتبار آتش و آب  
 یہ اشعار منقبت امیر المومنین میں صنعت تنسیق الصفات میں ہیں ۵  
 تفسیر عقل ترجمہ اولیں ظہور  
 روح رسول از روح بتول آیت وصول

چہ گو ہر است کہ ز سید نگار آتش و آب  
 تاویل عشق حاصل چار میں کتاب  
 منظور حق مشیت مطلق وجود ناب

۵



تمثال روح صورت جان معنی خرد  
 کج بقا ذخیرہ ہستی کلید فیض  
 نعمت زماں السلطنتہ را نوبت ظہیر رسید  
 اشتقاق اکثر حیلہ قوافی میں الیٹا اور تکرار کا عیب بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی بابت قافی  
 عیوب اکثر حیلہ قوافی میں الیٹا اور تکرار کا عیب بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی بابت قافی  
 کہیں اعتذار سے کام لیتا ہے کہیں اس کو مدوح کی معافی پر چھوڑتا ہے ۵  
 در شعر اگر قافیہ تکرار پذیرفت  
 شک لئے کہ بود عفو ملک مایہ غمراں  
 ایک موقع پر تکرار قوافی کے بارے میں کہتا ہے ۵  
 قوافی شد الغامت مکرر پس ہماں بہتر  
 کہ عمرت شیر بچوں گفتہ من با و طولانی

وزیر اصحاب صدر را درین ایات جان بدور  
 یکے در چند جا تکرار حباب زور قوافیش  
 یکے در چند جا ایٹانہ ایٹانہ چنانہ وین  
 نہ پنداری نہ اندیشہ بدانشتم نہ تالستم  
 قوافی را لغت یا بد لغت یا من کنم واضع  
 گئے عذر قوافی خواستن و ان طو قیاسش  
 مدوح کی شکایت میں کہتا ہے۔ ۵  
 گرتاج زرنند ازین پس لبر مرا  
 او باز تیر نیچہ و من صعوہ ضعیف  
 او آفتاب روشن و من ذرہ حقیر  
 دو نقصان است پہانی کہ یا چارست تبیینش  
 نہ تکرارے کہ دیواں را در نقصان تبیینش  
 کہ یا شریعہ از غماز و با کے از سخن جنبش  
 شکر تب خیر و دانا ناگزیر اطعم شیرینش  
 کہ را کم طبع را کاین نقطہ شالیتہ است و بدیش  
 گئے بدو بکافی یافتن و ان طو زلفریش  
 بدور گم میر نہ بینی و گر مرا  
 روزے ہم فرو شکستہ بال پر مرا  
 بانورش از وجود نیایی اثر مرا



عزت چو در قناعت ذلت چو در طمع  
باید قناعت از ہر کس بشیر مرا  
اتن قصیدے کے ایک شعر میں مدوح کا وصف بیان کرتا ہے۔ دوسرے  
شعر میں اپنا ہنر ظاہر کرتا ہے۔

اظہار ہنر خود

وصف مدوح

باز ایں منم کہ طبع روا تم سخن سراست  
شیریں کلام من بہ مثل تنگ شکر است  
باز ایں منم کہ تازہ تلبے تو دم زخم  
غملیں ز فکر روشن من مہر انور است  
باز ایں منم کہ تنہیت آور بسوی من  
روح امامی از ہری و مجد ہیکر است  
باز ایں منم کہ منبع جان بخش فکر تم  
چوں چشمہ از لال خضر روح پرور است  
باز ایں منم کہ ہر کہ بنوشت کلام من  
گوید کہ نیست شاعر مہر فسونگر است  
باز ایں منم کہ داویر اقلیم دانشم  
ملک سخن بہ تیغ خبالم مسخر است  
باز ایں منم کہ طبع روان مجسم از سخن  
گنجینہ پیر از دور و یا قوت احمد است  
باز ایں منم کہ حجلہ نشانیان فکر من

باز ایں توئی شہما کہ جانت مستخر است  
بتارکت ز مہر جہاں تاب افسر است  
باز ایں توئی شہما کہ ستر او اوست تہم  
طبعست محیط فیض و کفیت کان گوہر است  
باز ایں توئی کہ مہرہ اقبال بدستگال  
از دستخوان داد جلالت بہشت شدہ است  
باز ایں توئی کہ حارس کریاس شوکت  
طغرل تکیں و اسنہ و بلجوق و خیر است  
باز ایں توئی کہ عرصہ جاہت چناں وسیع  
کاندر رخسار مساحت گیتی محقر است  
باز ایں توئی کہ اند تو کہ لازم در مہر اس  
گودرز و گودرستم و گستم و نود است  
باز ایں توئی کہ تریکین تو بہر کسیر  
یا چار کن و شش بہت و ہفت کشت است  
باز ایں توئی کہ تیغ جہاں سوزت از گہر



## وصفِ مدوح

چوں ذوالفقار حامی دین پمیر است  
باز این توئی کسّہ کا رخ رفیع تو  
باوج عرش و سدرہ و طوبی برابر است  
اس قصیدے کے ہر شعر میں پانچ شخصوں کی تعریف کی ہے۔ اور ہر ایک کے اوصاف کو نمبر دار بیان کیا ہے۔

مراد شش جہت از پنج تن خاطر بود  
بلا کوزاں سپس از عوں ایاقان مشکوشت  
نخستین باذل و ثانی ست دویم تن منعم  
نخستین بھوکاؤس است و ثانی بھو کھیر  
نخستین بہت قائم دوم فضل و سوم تبع  
نخستین رسپالار و ثانی نائب اول  
بہ رزم اندر نخستین شیر کش ثانی پلنگ آسا

اخلاق بعض موقعوں پر اخلاقی مضامین بھی نظم کر دیتا ہے۔  
ہاں بیاقا آتیا ترک طبع کن از مہاں  
یاد آورد استان گرہ کز بہر عیش  
عزت از خواہی قناعت کن کہ تقدیر و

## ہزل و طبیعت

قائمی فطرنا طریف۔ شوخ طبع اور بذلہ پنج تھا۔ بعض موقعوں پر وہ تشبیب

## اظہارِ ہنر خود

چوں روئے تو عروساں یزیدت بہت  
باز این منم کہ چوں بہ مکر و سخن کہنم  
اندر مذاق خلق چو قند مکرر است  
اس قصیدے کے ہر شعر میں پانچ شخصوں کی تعریف کی ہے۔ اور ہر ایک کے اوصاف کو نمبر دار بیان کیا ہے۔

کہ ہر یک در سپر جاہ ہستند اختر تاباں  
کہ قان و دم باشد وزاں ہوں و کتا قان  
چہارم مخزن انعام و پنجم مائے احساں  
ششم باسل چہارم شیرازن پنجیم شجعاں  
چہارم حاتم طائی و پنجم معن بن شبیب  
ششم سردار و چہارم سرور و پنجم فلک ربا  
ششم پیل دماں چہارم تنگ و پنجیم ثعباں

تیشہ بہت بیاد ریشہ ذلت یمن  
سوئے قصر تیر زن شد از سر ایزد  
خس عزت را خود از بے نیازی مژدن



لکھتے وقت اس درجہ کھل جاتا ہے کہ اس کے قلم سے بے اختیار ایسے اشعار  
 نکل جاتے ہیں جن کے لکھنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ یہ ماننا کہ اس بدعت  
 سنیہ کا مرکز صرف قاضی ہی نہیں ہے بلکہ شیخ سعدی۔ مولانا روم۔ اور  
 جامی جیسے صوفیائے کیا رکاوٹ دامن شاعری بھی اس بدعتِ دلت سے متبرک  
 نہیں ہے۔ قاضی اس بدعتِ سنیہ کے ارتکاب کے اعتذار میں ایک طائفہ میں

بہت سی محش باتوں کا ذکر کر کے یہ نتیجہ نکالتا ہے ۵

گزلفِ زشت افتد معنی زیبا بدست منگ گوہر نیست گرجوید کسے از پارگیں

ایک اور مقام میں لکھتا ہے ۵

ہزل و طیت طینتِ افسردہ را آرد بوجہ آں چہاں کو تلخ مے خوش خوش بوجہ آید خیر  
 بچو ملج اندر طعام است این مزاج اندر کلام این سخن فرمود آں کو بد نبی لاجا تشیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# اتخا ب قصائد قافیه

دوشم ندارید زورگاه کبریا  
خوانے مرا خیر و خلاف تو آشکار  
گردانیم بصیر حیرانی کنی گنه  
ماگر عطا کنیم چه خدمت کنی بخلق  
ما یم خالق تو چو حاصل شود تعب  
اجراے من خوری و کنی خدمت میر  
کہ چوں غم مس مارت از خون بکیا  
گلے جو کرم پیلہ کشی طلیساں بسر  
یعنی بجز به ایم نه شوریدہ از جنوں  
تا کے شوی برہ گندہ جرم رہ سپر  
گوئی کہ جبر باشد و باکت نه از گنه  
آخر صلاح را نبود و فخر نہ فجور  
مقتول را از قاتل باطل بود و قصاں  
کے بندہ کبر ستر ازین عجز بار یا  
دانے مرا بصیر و خطاے تو بر ملا  
در خوانیم خیر حیرا می کنی خطا  
خلق را کرم کنند چه منت بری زما  
خلقند خواجہ تو چو وصل شود عطا  
روزی من بری و کنی منت کیا  
کہ چوں مگس فرارت بر خوان غنیا  
گلے ز روے حیلہ کنی سپرین قبا  
یعنی مجلس ایم نہ بحیدہ در روا  
تا کے کنی بحدت جبر اکثفا  
دانی کہ جرم داری شرمت نہ از خدا  
آخر نکاح را نبود و فرق از زنا  
مظلوم را از ظالم لازم بود جفا



کس گفت نیکها همه در خامه قد  
 و در گوش است لعبت و لعب و کس  
 منبع است در تمام و جلاب آفتاب  
 دیوانه بر آینه آنکه بخوشت شود و لیل  
 آل از طریق شرع کند با تو دوستی  
 آن نرم نرم شبیه باطل کند بیا  
 آن طعنه گو که یاوری دین و دین  
 گریز قبول ملت اجداد و کود لیل  
 این دزد و کار و ال و تو مسکین کار و ال  
 آن آردت مسلک توحید منصرف  
 تو در میان با یم و حیران و تن نهاده  
 بر دیده خلوص تو حاجب شود و میس  
 ساز و ترا بشکر خفی و یو محتجن  
 نفس ترا کسالت اهل شود و میس  
 گوئی که صلوات که شمر عست نالیند  
 تارفته رفته و غده دل شود قوی  
 گوئی بخود که رب ز چه رفته است در حجاب

کس گفت نیکها همه در زمامه قضا  
 در پیش است خامه غناش و قفا  
 گاه است در تحرک و جذاب کبریا  
 نفس از بر آینه آنکه ز کشت کند جدا  
 وین در لباس زبهر شود با آواشنا  
 وین گرم گرم تکتت ناحق کند ادا  
 وین خنده زن که بیروی شرع مصطفی  
 و حیز و ثوق عادت اسطاف کوگوا  
 آن زنده اوستاد و تونادان روتا  
 وین آردت بملک زویر رهنما  
 آگنده از سفاهت و آموده از عما  
 بر آتش اتفاق تو دامن زنده هوا  
 آرد ترا بقرع علی نفس مبتلا  
 طبع ترا جالت قطری شود غطا  
 رانی که زکوة که دین ست ناروا  
 تالمو لحو تقویت دل کند قوا  
 رانی بدل که حق ز چه مانده است در خفا



گر زانکه هست حکمت پنهان شدن کلام  
 تا چند مکر و دغدر غله و دیرت خو  
 بر بودن دلیل پس این حیرت گردد  
 گوینده بیاید تا دقت کند خروش  
 سریت زیر پرده که می پوید آسمان  
 بے نوبهار گل نشود بوستان فروز  
 شاه از ترا به تخت منقش دهد جواز  
 مدحت کنی نخست نقاشان سیر  
 گوئی بکاک صنعت نقاشان فرس  
 آخر چگونه کوه بدار شوکت شکوه  
 بے قادری بواد میستی نه قدم  
 آخر چگونه عرش بدین پایه و ثروت  
 بے امری بسیط جهان را شود محیط  
 اسباب فرش من چه کم از کاخ آل امیر  
 یا این گنہ امید تفصل بود گنہ  
 الایمن طاعت بر بان حق علی  
 اهل کرم ولی لغسم قائم امام

و زانکه نیست پیرو فرمان شدن چرا  
 تا چند کفر و سفسطای مست را از خا  
 بدوایت من گواه پس این دیر ویریا  
 گوینده بیاید تا که کند صدرا  
 آبی ست زیر پرده که می گردد آسیا  
 بے کردگار نشود آسمان گرا  
 میرا ترا بکاخ مقنن زند صلا  
 تحسین کنی دست بمعمار آل نیا  
 رانی بدست قدرت معمار مر حیا  
 آخر چگونه چرخ بدین رفعت و علا  
 بے صلای بعرصه امکان زند لوا  
 آخر چگونه مریدین مایه و بها  
 بے خالق فضای زمین را و بهضیا  
 آیات عرش من چه کم از عرش پادشا  
 یا این خطا امید ترجم بود خطا  
 الایمن مدحت سلطان حق فضا  
 کعبه ویدی امام بدین آیت تقا



سطح حیات خط بقا نقطه وجود  
نفس بسیط عقل مجرد روان صرف

مصدّق روح معنی نون منظر قسّم  
منہاج عدالت تاج شریعت وایح دین

فیض نخست صادر اول ظهور حق  
معنی باغ لبّ لبّ مستند نشین کن

گر حکم او بخشیش غیر ادب مشال

راند قضا پیاپی کاجیر است ای قدر

پائنده دولتی ست بدو حقیقت حساب

نیستی که یا حمایت او بهتر از امید

شیطان بیک توجه او بهترین ملک

عکس ز روح حکمت او هر چه در زمین

گر پرسد از خدای که یارب کراست حق

او روح انبیاء همه بر خاک او مقیم

بأنسبت وجود شریف تو ممکنات

خورشید و سایه روز و چراغ آفتاب و شمع

اصل و طفیل شخص شبیه قصد و امتحان

قطب ثجات قوس صفایم کز وفا  
مصباح فیض روح روان و روح تقویا

نور ازل چراغ ابد مشعل بقا

محتاج صنّاع درج سخن گوهر سخا

مرآت وحی رایت دین آیت هدایا

مصدّق نفس کامله عزالت گزین لا

ورای او بر آتش گردون و در صفا

گوید قدر و مادم کامقاست ای قضا

فرخنده نعمتی ست بدو کردار اقتدا

خوفی که یا عنایت او خوشتر از رجا

سلطان بیک تعرض او کمترین گدا

نقش ز کلام قدرت او هر چه در سما

الحق فیک منک الیک آیدش ندا

اشباح اولیاء همه در راه او فدا

اے ممکنات را بوجود توالتحا

دریا و قطره در و خد و بر و بود یا

بود و نبود ذات و صفت عین و اقتضا



قیاض فیض علت و معلول نور و ظل  
 معنی و لفظ مصدر و مشتق مفاد و حرف  
 باشد من قلاک بصیر فقد ملک  
 ذات تو سر فراز تجید ذوالمنین  
 از گوهر تو عالم ایجاد را شرف  
 در پیشگاه امر تو بے گفت و بے شنود  
 اصداد بے مسالمة با یکدیگر قرین  
 اخلاف را شدین تو گنجینه شرف  
 یکسر بکارگاه هدایت کشاده دست  
 در پرده ولایت عظمی نهفته رو  
 نفس تو بوستانه مطور و نشین  
 نورسته لاله الیت از این بوستان و ب  
 نگین شود بهر چه تو نگین شوی بول  
 نورشید گریه کور شد از شرم رازی تو  
 شرعی که بر ولای تو حاصل شود و غل  
 هریش که خایل تو نوشی ست و نشین  
 مهر ترا ابواب محسوس بود و مشر

نقاش و نقش کاتب و خطابانی دنیا  
 عین و اثر عیان و خبر صدق و اقرا  
 تامل من اماک خیر افتد نجس  
 نفس تو بے نیاز از تقدیس اصفیا  
 از مستی تو دود و حجاب ابد را شما  
 در کارگاه نبی تو بے چون و بے چرا  
 ایجاد بے منازعه از یکدیگر جدا  
 اسلاف ما جدین تو آئینه صفا  
 یکسر بکارگاه امامت نهاده پا  
 بر مسند خلافت کبری گزیده جا  
 ذات تو گلستانه مطیع و جانفزا  
 نشکفته غنچه الیت از این گلستان حیا  
 شادان شود بهر چه تو شادان شوی خدا  
 دار و چراغ خط شعاع یکف عصا  
 وحی که بے رشای تو نازل شود و فنا  
 هر نوش که عدوی تو نوشی ست جان  
 قهر ترا عذاب مؤبد بود و حیرا



انجا کہ قدرتِ اثرِ شیت از محبت  
 باشوکت تو چرخِ اسیریت مخفی  
 خرمِ هشت اگر تو براؤنگری حجم  
 از قدرِ هستی تو بود عقل را فروغ  
 در کارگاهِ امر توئی میرِ پیشِ بین  
 بے رخصت تو لاله نمیر وید از زمین  
 گویا شود حجاب اگر گوشش یگو  
 مرد و بیشکاه تو مرد و کائنات  
 مستوفی و لای تو نندیشد از اهل  
 در کتب کمال تو خردی بود خرد  
 جسم ترا به بندنا سوت مستقر  
 گنجی که بد سگال تو بخشد کم از خرق  
 حبت تو گر عدوست بجا منجم عدد  
 خارے که از خلیل تو میخواست طب  
 دل یا تو گر دور دست زول میرم سید  
 خوفی که از دیار تو باشد به ارامان  
 بیم نه باد داد تو از آتش جحیم

انجا کہ صدرتِ شیت از قضا  
 باہمت تو مہر فقیریت بے نوا  
 رشتاں سہیل اگر تو براؤنگری سہا  
 از نور گوهر تو بود نفس را بسا  
 در بارگاہ ملک توئی شاہ پیشوا  
 بے خواہش تو زالہ نمی بار داز ہوا  
 پویا شود نبات اگر گوشش بسا  
 مقبول بارگاہ تو مقبول ماسوا  
 مستظہر و داد تو نگر نیر و از فنا  
 از دفتر نوال تو جزوے بود بقا  
 روح ترا ز بالش لاہوت متکا  
 رنجی کہ نیک خواہ تو خواہد بہ از شفا  
 مہر تو گر بلاست بدل می یرم بلا  
 دروے کہ از حبیب تو میدانش و ا  
 جاں یا تو گر عدوست زجاں مسکنم ایا  
 فقرے کہ در جوار تو باشد بہ از غنا  
 با کم نہ یا و لای تو از سورش جزا



در روز خورشید جان سازم آن داد  
 قاتل آنیا اگر چه دعا و شتائے شاه  
 زان بر فراز عرش سرفیل را سرور  
 لیکن ترا مجال بیان نیست در درود  
 دشت دعا وسیع و سمندر توانا  
 زین پیش و طوق چه تنی چش ناپند  
 این عرصه است صعب بدو بر من قدم  
 گیرم که در کلام تو تاثیر کمیاست  
 گیرم که عنبرین سخت ناقه تخت است  
 ختلان و خنگ چایج و کمان و موم پرنیا  
 کرمان و زیره بصره و خرمین و لعل  
 گدایت از مدیح و شناسائی است پس  
 در مقصد از دعا طلبت میل مدعاست  
 شه را هر آنچه باید و شاید مقرر است  
 آن را که افتخار دعا و شتاب دست  
 یارب به پادشاه رسل ماه هاشمی  
 یارب به زید سلیمان آن سیرابی

در وقت نشر و نشره تن سازم آن ولا  
 این دیو را ادنی بود آن روح را اندرا  
 زین بر فرو و فرش عزرا زیل را غرا  
 لیکن ترا قبول سخن نیست در شناسا  
 بام شتار فیع و کنت بر توانا رسا  
 زین پیش بر محک چه زنی نقد نارا  
 دیں لجه است زرف بدو بر کن شناسا  
 و اما بجان زرن کند عرض کمیاست  
 کس نافع از معان نیرو جانب ختاست  
 توران و تیر مصر و شکر هند و توتیا  
 عمان و در حدیقه و گل حنبت و گیا  
 خود را شناس تا کنی مدیح نامترا  
 خود را دعا کن از پی تحویل مدعا  
 بے منت ستایش و بے منت دعا  
 ناید شناس تو و نبود دعا روا  
 یارب بر منهای سبل شاه لافتی  
 یارب بصدق بود زان میرا پسا



یارب باشک دیده گریان قاطره  
 یارب باشک چشم اسیران ماریه  
 یارب بافتاب امامت علی که هست  
 یارب بنور منش باقر که بر توست  
 یارب بفر نذیب جعفر که جلوه است  
 یارب بجای موسی کاظم که بوقبیس  
 یارب بپادشاه خراسان کش آسمان  
 یارب بجود عام محمد که کرده اند  
 یارب بهر برج نقاوت نقی که یافت  
 یارب بنور دعوت حسن که هست  
 یارب بنور خجسته قائم که تا قیام  
 فضل که از شدائد برزخ شوم خلاص  
 بر بانم از وساوس این نفس دل پرست  
 چندم بکارگاه طالب نفس در تعب  
 گذار بیشتر نم را در قصر تیره چه  
 آو عوک راجیا و انا فیک فاستجب  
 فاستغفرنی الذینک یا نفس و همدی

یارب بسوز سینه بریان محتجب  
 یارب بخون حلق شهیدان کربلا  
 مقتاح آفرینش و صبا ح اهدا  
 از نور او ظهور کرامات اولیا  
 از عبدق او شود مقامات اوصیا  
 با علم او به پویه سبق برده از صبا  
 هر دم کند سجود که روحی لک الفدا  
 تعونید جان ز حرز جواد و انبیا  
 بجد ه هزار عالم از وزر هست و نوا  
 هستی او حقیقت جام جهان نما  
 قائم بادست قائم عرش کیریا  
 رحمتی که از مهالک دوزخ شوم رها  
 دریایم از کشاکش این طبع خود پلشتا  
 چندم بیارگاه قنار و ح در عنا  
 پسند بهنم را در کام اثر و با  
 یا من تجیب دعوة و اع ادا دعا  
 یا الله ان ربک بیدی لمن تشاء



# درج حضرت علی بن موسی الرضا علیه التحیه والثناء

برگردون تیره ابرو بامدادان بشد از دیا  
 چو چشم اهرمن خیره چو روی زنگیاں تیره  
 شبه گون چو شب غاسق گرفته چون لاله  
 تنش یا قیر آلوده دلش از شیر آلوده  
 بدل گلشن به تن زندان کی گریاں کی زندان  
 چو رودی بر هوا رفته چو دلوست آشفته  
 شده خورشید نور افشان تباری برم و تپهاں  
 و یاد تیره چه بترن نهفته چهره روشن  
 لب غنچه رخ لاله بروں آورده تنخاله  
 ز فیض او دمیده گل شمیده طره سنبل  
 غدار گل خراشیده خطایجان تراشیده  
 از و اطراف غارستان شده یکسبهاستان  
 ننگنده برمن سایه دمن را داده سرما به  
 زایش مرغ جان پرده ز سمش زهر باد زو  
 خرد شد هر دم از گردون که پوشید برتن باله  
 جوام خیز و گوهریز و گوهریز و گوهریز  
 شده گفتی همه چیره بدش عشق سودا  
 باشک دیده و افاق بزک طره عذرا  
 بروں پر سره سوده درون پر لولا  
 چو در بزم طرب زندان ز شور نشاء صفا  
 زده لب و زنا سفته ز مستی خیره بر خالا  
 چو شاه مصر در زندان چو ماه رخ در طلبا  
 و یار روشن گهر بمن شده در کام آرد با  
 ز لب بار و آواز اثر الی لطیف گلشن و محرا  
 کشیده از طرب بلبل بشاخ سرخ گل آدا  
 ز لب الماس پاشیده بیلغ اثر الی بیضا  
 وز و شکست گمارستان ز لب زلاله حمرا  
 چین ز و غرق پیرایه چو ز لکین شاد رونا  
 جوام و چو آثر دما و خرو و یا چو و و کشد آوا  
 ز سنبل کسوت کسول ز زلاله خلعت و بیا







بهشت از خلق اولی محیط از جود او جوئی  
 ستاره گوئی میدانش بلال عید چو کانش  
 قرزنگی ز خسارش شکر طعمی ز گفتارش  
 زمیں آثاری از حرمش فلک معشاری از عرش  
 خرد طفل بیتانش قمر شمع شبستانش  
 نظام عالم اکبر قوام شرع پیغمبر  
 ابد از پیشش آفتی فلک در مجلس جوانی  
 وجودش با قضا تو ام ز جودش با سو اهرم  
 قضایست در شمش قناتین مست در روش  
 زمیں گوئیست در شمش فلک مهری در انکشتش  
 بسال بحر و کان نخت خطا گفتم حیا نختند  
 ملک مست جمال او فلک محو کمال او  
 زماں را عدل او ز یو حیا را ذات او مفر  
 ز قدرش عرش مقداری ز صنعتش خاک آثاری  
 اهل را جود او مرجع اهل را قهر او مصنع  
 رضای او رضای حق قضای او قضای حق  
 کواکب شمش ابوانش فلک بحری نور خوانش

بحسب شمش گوئی گویا کنبد میشا  
 ز فعل شمس بکیرانش غبار تو ده غبار  
 بشر را مهر و دیدارش نهان چون روح در اعضا  
 اهل در سینه زارش ندارد دوم زدن یارا  
 بهر حیر رخشانش ملک حیران تر از حیرا  
 قمر و رخ دیده حیدر سرور سینه زهرا  
 بخوان عیش زانی قمر و زان بیضه بیضا  
 حد و تنش با قدم همدم حیاتش با ابدیتا  
 چو ماهی لبه شمش همه دنیا و ما فیها  
 دو تا چون آسمان شمش به پیش این دو یکتا  
 گرفتم کونهای نخت ز بسیار می شود پیدا  
 ز دریای نوال و حبابی لجه خضرا  
 زماں را او زماں پر و حیا را او جهان پر  
 بیایع شوکتش خدای ریاض حبت المادی  
 فلک را قدر او مرجع ملک را صدر او ملجا  
 دلش از ما سوای حق گزیده غلبت غنقا  
 ز خط فرمانش چه جا ببقا چه جا بلسا



بخش پیرایه هستی دلش سرایه هستی  
 ملک راز وی دل سوش فلک اقباله توش  
 جهان را اول و آخر چه در باطن چه در ظاهر  
 کند از یک شکر خنده هزاران مرده رازند  
 ردای قدس پوشیده بهضم نفس پوشیده  
 می از مینای لاخورد و سبت از اسوارده  
 زوده رنگ امکانی شده در توحق فانی  
 زده در دشت لاخر که لا معبود الا الله  
 شده از پس بیاد حق بجز نفی مستغرق  
 روان را ز پرورده سراید را ز دیر پرورده  
 رموز علم ادبسی بود ذوقی نه تدبیری  
 زبیه نودان شتا خوانت دو گیتی خوان است  
 ستاره پنج خرگامیت زحل هندوی در گامیت  
 سیر از لطف حق تاجیت طریق شرع نشأت  
 همین نو با دوه آدم همین پیرایه عالم  
 توئی غالب توئی قاهر توئی باطن توئی ظاهر  
 مساک را توئی در هر حالک را توئی زیور

وجودش دایه هستی چه در قطع چه در مبداء  
 بگرد کعبه کوشش طواف مسجد الاقصی  
 با مراد شود صادر ز دیوان قضا طعنا  
 چنان که ز چهره رخشنده جهان پیر را برنا  
 بزم انس نوشیده می وحدت ز جام لا  
 و زان پس سر بر آورده حبیب جامه لا  
 چومه در مهر نورانی چو آب وصله در دریا  
 ز کلخ نفی بسته ره غلو نگاه استشنا  
 چنان با حق شده ملحق که استشنا به استشنا  
 بله گیر خرد خورده بنیاد ازل بری کالا  
 چه داند ذوق ابلیسی رموز علم الاسما  
 سی فتراک فرمانت جهان اعروقه الوافی  
 ز نیم خشم جا بگامیت فلک را رنج استرخا  
 بساط قرب معراجیت فحان الذی انملی  
 چو خیر الم سلمیس محرم غلو نگاه آو ادنی  
 توئی تاسی توئی آمر توئی داور توئی دارا  
 محامد را توئی مظهر معارف را توئی منشأ



تو در معجوره امكان خداوندی پس از زردا  
 توئی بر نفع و ضرر قادر توئی بر خیر و شر قاهر  
 تو جسم شرع را جانی تو دور عقل را کانی  
 تو دانی حقائق را تو مینای دقائق را  
 ترا زماه نامای زحق پروانه عشای  
 زما را از تو افزایش زمین از تو آرایش  
 بکلب قدرت داور تو بودی آفرین گستر  
 ز درخت حلقه کرد و ز تیغ شعله کانون  
 اگر لطف تو اے داور ز کرد و خلق را بهر  
 زبانه نخل باغ دین کت اندر دیده حق بین  
 در اوصاف تو قافی دید داور سخندان  
 سخن نخست و در مقام شمع ال باران  
 تعالی اندر گرش خوانی معاذ الله گرش رانی  
 گرش خوانی زبانه باذل و شرفانی خدی عادل  
 گرش خوانی عفاک الله و شرفانی حاکم الله  
 گرش خوانی ثنا گوید و رش رانی دعا گوید  
 الا نادیه نسیان و مداز کل کل و ریجان

چو در درگ خون چو در تن جان و حکم تو در انبیا  
 توئی بر دیو و دوا مر توئی بر نیک و بد وانا  
 تو گنج کاتب زردانی تو دانی سر را و حی  
 تو رویای شقائق را زلف صخره صفا  
 گرافزائی و گر کاهی تیا شد از کست پروا  
 روان را از تو آرایش خرد را از تو استغنا  
 نژاده چارگان مادر نبوده هفتگان آبا  
 ز قدرت لطف عجیب ز ملک خطوه بیدار  
 ز آه خلق در محشر قیامتها شود بر پا  
 نماید خوشه پروین کم از یکدانه خسر ما  
 کند امروز و بهقانی که تا حال بود فردا  
 فشانند دانه در میزان که چینه خوشه در جودا  
 بهر حالت که میدانی توئی صبر توئی مولا  
 گرش خوانی شود خوشدلش رانی شود دروا  
 بهر صورت جزاک الله کما یبغی کما یرضی  
 نترسد بر ملا گوید ستم زیبا گرم زیبا  
 بروید بنیل از استبان بر آید لاله از خارا



چولاله زار تخرم چو گل با خرمی توام چو ریحاں سبز و مشکین دم چو سنبل بوستان پیرا

## در مدح حاجی اسدالله خاں شیرازی

دوشینه چوں کشید شبه تنگ لشکرا  
باز سغید روز پیرید ز آشیایاں  
تاریک شد سپهر چو ظلمات و اندرو  
چو تان شبی دراز که نپدا شتی قضا  
افروخت چهره زین تل خاکستری سیل  
گفتی فرشته است بیالای امهر من  
گردون پرستاره بر آں قیرکون هوا  
یا گفته بکین تهنن بسر نساو  
وز اختراں معائنه دیدم کنار حینج  
مخمس هوا و ماهی دریا بخواب و من  
کز در صدای سداں بنجاست کاینچنانکه  
گفتم بپاکه که بدر حلقه میزنی  
بر خشم و دیدم و در را کشود و بست  
بوید مش و ما دم موے مجتدا

سلطان روم را ز سر افتاد افسرا  
زارغ شب سیاه بگستر و شهیرا  
تا بان ستاره چوں بیابانی سکنند  
یکره بریده نافش باروز محشرا  
چوں اندرون تو ده خاکستری خکرا  
روشن فلک فرزند هواے مکتدرا  
چوں بر سر نجاشی اکلیل قیصر  
یولاد و نند و یوز را ندود و مغفرا  
زانگونه کز قراعه زر نطع زر گرا  
بیدار چشم و دوخت در چشم اخترا  
نپدا شتی ز چرخ بغیرید تندرا  
گفتا نگار گفتم بخ بخ در آ در آ  
کردم سلام و تنگ کشید مش دریا  
بوید مش بیابانی قنبر مکررا



ہر مژہ اش بجائے صد جیبہ ناو کا  
 از فرق تا قدم ہمہ جان مجسم  
 بر چشم اشکبارم مالید زلف خویش  
 بر روی زرد من لب شیریں بعشوه بود  
 بنشانند مشن مجلس و از زلفگان او  
 بے شمع و بے چراغ ز روی نورش  
 آری چراغ و شمع نیاید بحکم عقل  
 گفتم بسل کہ عود بحسب بر افکنم  
 گفتا بعود و عجب حالی چه حاجت است  
 ما گرم گفتگو کہ برآمد ز آسماں  
 گفتی کہ دزد و مخزن شاہست از ان قبل  
 ہر دزد و گوہرے کہ فرو رخت در زماں  
 جادو است گفتہ کہ بہ نیزنگ جادوئی  
 چون تختیان مست کہ گفت بر لب آوردند  
 گوئیگرش نشیب سپہ را ندید کس  
 سیلے زہر کرانہ رواں شد کہ بچاکس  
 گفتم کنوں چه باید گفتا شراب ناب

ہر مژہ اش بچشم صد قبضہ بخبر  
 و ز پائے تا لب ہر ہمہ روح مصور  
 دین قصہ راست شد کہ بہ حکمت عبرا  
 دین حرف شد لقیں کہ بہ فیہت شکر  
 از ہر خویش کردم بالین و بسترا  
 شد بچوہ و زرد و روشن تر رسم متورا  
 چوں چہرہ بر فروز و خورشید خاور  
 شکرانہ قدم تو ترک سمنبرا  
 بازلف و چہر من چو کنی عود و مجرا  
 ابرے سیاہ تیرہ ترانہ جان کا قرا  
 کش بود استیں ہمہ پر و گوہر  
 شد بچو گنج قاروں در خاک مضمر  
 کرد از بخار خشک بروں لولؤ ترا  
 توفید ز تخت گفت ز دہانش برا عبرا  
 در قلزمی معلق دیوے شنا و را  
 ناست بے سقیمتہ گذشتن بمعبرا  
 زان مے کہ چوں سہیل و شد سیاغرا



آوردهش به پیش شرابے که گفته  
 زانے که بر آراستی نهند  
 چشم خروس را خیم از نای بلبل  
 اوست جامے شد و من مست چشم او  
 آری شراب را بود از صد هزار شور  
 یارے زهر کراں سخنے رفت دریاں  
 تارفته رفته پر سخی از حال من نمود  
 گفتا چه میکنی و چه سانی و حال چیست  
 گفتم میان فقر و غنائم و زین قبل  
 نفس منور قلب شکور است لاجرم  
 لیکن حکم آن که ضرورت الکسب  
 گفتا بفضل وے که سخن بفسر و کام  
 حاشاکه وحی صادق دائم حدیث تو  
 فصله چسب که کوئی از یوف کوهار  
 فصله چسب که کوئی کردند تعبیه  
 باشد اگر نگاه بروں آید از دو چشم  
 گفتم ز شوق و دگر که دارای روزگار

جاں را گرفته اند به تدبیر جوهر  
 بیند روی بچہ ز بدان ماورا  
 وز خلق لطافتاندم خون کبوتر  
 یا للعجب که مستی من آید فزوں ترا  
 باشور عشق یار نه باشد بر آرا  
 زان ساں که هست رسم حرفیان همرا  
 هم زان قبل که مترے از حال کمتر  
 مسکینی از حقایق جہاں یا تو نگرا  
 خنثی است بخت من که نه ماده است ترا  
 خوشنودم از زمانه بر زرق مقدر  
 آهنگ یارے بوس ملک و الام ایدرا  
 کوئی سفر کنم نه کنم هیچ با و را  
 نه خود تو جبرئیل و نه من پیمیر  
 ز استیرق سفید لبس کرده معجز  
 تاثیر نشت سوباں در طبع صبر  
 چوں سنگ بفسر و بمیان راه اندرا  
 نه هر اسم از نسیم وے و باد آذرا



گیرم چنده باد بودیش تا به حق  
 ایدون به پشت گرمی الطاف کردگار  
 گفتا ز مال و جان چه داری بیج راه  
 یک اسپ بنده نیز مبار است و یار  
 گفتا جز این دو بیج ضرور است گفتش  
 ارباب جاه تقدی اگر دادم من دهند  
 گفتا بقرض کس ندید یک قراضه زده  
 اکنون منت ربه بنایم حکم عقل  
 گر خدای من امیر یفرماید تیر  
 فرض افتدش که هر چه تو خواهی بخشیت  
 گفتم مرا بخدمت میسر نزد گوار  
 گفتا که بهتر از اسد الله خاں که هست  
 خانی که صیت جو و دستانش لشرق و غرب  
 در زور قی که دم زنی از حرم و عزم و  
 وصف ملاوت بخشش چون رقم کنی  
 از شش جهت گرخت تیار و عدوی او  
 مانا شکانت زمره جرخ از عتاب او

گیرم فسرده آب بود نوک نشتر  
 در تیغ چنان روم که در آتش سمنند  
 گفتم بلا بتقد و واسپ تنگاد را  
 رده است و کس درین ستم نیست یار  
 یکمشت زرد و واسپ تنگاد و یک استرا  
 اسباب راه یکسره گرد و میسر  
 پس تجریت که رفته درین باب مرما  
 لیکن لیشر ط آنکه شود بخت یار  
 در نزد اولیای خدایو مظفر  
 از شوق خدمت ملک ملک پرور  
 ایدون وسیله باید را دی سخنور  
 در گوش میگیر گفتش چون سکه بزر  
 سارایت چون فروغ مه و مهر انور  
 او کار بادیاں کند این کار لشکر  
 نبود عجب که خامنه بچسبید بدفترا  
 مانند مهره که در افتد لیشر شیدا  
 وره سبب کدام که چرخ است چرخ



خروم باد حاسد او اندلقاتے او  
 صدر را امیر دیوان دانم کہ یا توش  
 تہمانہ یا جناب تو از فسرط اتحاد  
 یا خلق روزگار چہاں مہرباں بو  
 وانی تو بلکہ شہرے لایکہ عالمے  
 ملے کشود و ملکتے را نمود امن  
 چوں موسیٰ کلیم بیک چو پیست کرد  
 ماران فتنہ خورد و بیکرہ عصای او  
 نازل را آسماں شود آسماں را بود  
 آزاد کردہ کرم اوست ہر کہ ہست  
 با عدل او عجب نہ کہ زالی چو آفتاب  
 اندر سہ ماہ ذخیرہ سی سالہ خرج کرد  
 ہر کس کند ذخیرہ نذر و سیم و گنج و مال  
 ایدوں گواہ عدل و ایستادن است  
 کاندہ شہر شیراز از یکید دروزہ راہ  
 ہر روز دو ہر طریقہ کہ دیدش برہ گزار  
 غیر از رضائے شاہ کہ جوید بجان دل

زیر اگزیں بر نتواں یافت کینہرا  
 صد قسیت بے نہایت و مہریت ہیرا  
 چوں یکروان پاک بود و در و پیرا  
 کا و را دعا کشتہ بحراب و منبرا  
 کارے کہ او نمود در این مرز و کشورا  
 بے رحمت سیاست و بیرنج لشکرا  
 ملے ز ملک مصر سڑوں تر مستخرا  
 تاکشتہ چوں عصاے کلیم اللہ اذرا  
 نامش نبی کہ ہست نبی ساں بگوہرا  
 چہ طفل شیر خوار و چہ شیخ معمر  
 با طشت زرباخت را یکد زخا و را  
 از ہر نیکنامی شاہ فلک فرا  
 اورا بود ذخیرہ شہر گستر  
 کاہد بگوش خلق حدیثے مزورا  
 گم گشت یار گیری بارش ہمہ نورا  
 گشتش زرہ بخطہ شیراز ہیرا  
 آید بچشم ہر دو جہانش محفرا



وگفت می نیاید القصد آنچه کرد  
 یک روز دم زنی اگر اندر حضور و  
 تا خود چه می شود که این از یک کلام تو  
 تا اسم در جهاں بود از گفته های نغز  
 بادش عدو و نواں و بدانندش ناآواں  
 نصرت قمری و چرخ معین فتح بنشین

اواند کمال و قدر درین بوم و این بر  
 در حق من شود همه کائنات میر  
 یک عمر بر حوائج گردم مطلقا  
 تا نام در جهاں بود از کلام و دفتر  
 دولت جواں و حکم رواں یاد در بر  
 حاسد غیث و نجات سمین خصم لا غرا

## در وصف نامه بادشاه گیتی ستان محمد شاه غازی

شکسته خامه از گسته نامه قطا  
 گسته دفتر مشایخ و خسته خاطر آرد  
 بسعی خامه ماهر بفرق نامه ظاهیر  
 سدید و محکم و ساطع فصیح و واضح و لامع  
 جمیل و درخورد و لائق ازین و لایت و لائق  
 شگرت و بخشش و کافی سلیس و دلکش و صافی  
 بهال سبعة و از دل زلیس و دلکش و موزون  
 نظم گفت شاه الحق نموده زینت و رونق  
 چه نامه قطعه و جامه بسعی خامه و آینه

چه خامه خامه خسرو چه نامه نامه داد  
 شکسته رونق از رنگ و بسته بازوی مانا  
 فشانده خسرو قاهر چه مایه لولوعه لاله  
 بلیغ و روشن و رایج و شایق و طاهر و شویا  
 گزین و لایح و بارق خیزل و سخت و غرا  
 پسند و ویژه و دانی بلند و شارق و بیضا  
 مثال فکریت هر دو زلیس و شوق و غدا  
 بگفت همگرو عمیق لشکر خسرو و بیضا  
 بطی دفتر و نامه نهفته فکریت و الا



نقوش او همه نشان چو صد صفه سیتا  
 زلال چشمه خیرت سواد ویده بیتا  
 رنگ گویر عمارت بیوے عنبر سارا  
 ندارد این همه گوهر نه کمال نه گنج نه دریا  
 ثنائے نامہ خسرو ز حد فکرت دانا  
 ہمارہ فارغ و ماموں وجود حضرت دانا

سطور او ہمہ تاباں چو دست موسیٰ عمراں  
 نہال گلشن فکرت کمال مخزن حکمت  
 باب چشمه حیوان تباب کوکب تاباں  
 شہا شد این قدر انور نہ مہ نہ مہر نہ اختر  
 سپاس خامہ خسرو مدح جامہ خسرو  
 ز دور گنبد گردوں ز جور اختر و اثر وں

## در مدح امیر کبیر میرزا تقی خاں رحمتہ اللہ علیہ

کہ بوی مشک میدہد بوی مرغزار  
 چه کشتا بهشتا نہ وہ نہ صد منزل ہا  
 چکاؤ ہا کلنگا تدر و ہا ہزار ہا  
 ترا تہا تو اختہ چو زیر و کم تار ہا  
 بیگ لالہ لالہ لالہ چو در شفق ستار ہا  
 بشاخ سرو بن ہمہ چہ کیلکما چہ سار ہا  
 ز بس دمیدہ پیش ہم بطرف جویبار ہا  
 شامہا نجستہا اراکما عرار ہا  
 ز مغزے پستہا نشاندہ نے خمار ہا

نسیم غلد میوزد مگر ز جویبار ہا  
 قرار خاک و شہا دمیدہ سبز کشتا  
 بچنگ بستہ چنگا تہا تہشتہ رنگا  
 زنائے خویش فاختہ دو صد اصول ہا  
 ز خاک رستہ لالہ لالہ چو بستہیں بیالما  
 نگندہ اند ہمہ شیدہ اند ز مغز ہا  
 نسیم روضہ ارم جہد مغز و مہم  
 بہار ہا نیکشہا شقیقہا شکوفہا  
 زہر کرانہ مستہا پیا لہا بدستہا



زریز ش سحابها بر آبها حبابها  
 فراز سربوستان نشسته اند قمریاں  
 فگنده اند غلغلہ دو صد ہزار یکدلہ  
 درختہائے بارور چو آستان باربر  
 مہارکش شمال شاں سحابہا حال شاں  
 دریں بہار دلشیں کہ گشت خاک عہدیں  
 رفیق جو شفیق خو عقیق لب شفیق رو  
 بطرہ کرد تعبیه ہزار طبلہ عالیہ  
 ہی دو ہفت سال او سواد دیدہ خال او  
 دو کوزہ شہد بر لبش دو پیرہ ماہ بخشیش  
 سہیل حسن بہار او دو چشم من سپہراو  
 چو گویت کہ دوش چوں بنا ز غمہ شد بر لب  
 بکف بطلی رسوخ می کہ گرانہ چکد بہ نئے  
 دوندہ دردماغ و سر جہندہ درد دل جگر  
 مرا بکشوہ گفت ہی تراست پیچ میل مے  
 خوش است کامشبائے صنم خوریم خے بیاد جم  
 ز سعی صدر نامور ہمیں امیر دادا دگر

چو جوئے نقرہ آبہا رواں در آبشار ہا  
 چو مقربان نقر خواں بز مردیں متار ہا  
 بشاخ گل پے گلہ ز رنج انتظار ہا  
 ہی ز پشت یکدگر کشیدہ صف قطار ہا  
 اصول شاں عقاب شاں فروغ شاں مہار ہا  
 زمین ربودہ عقل و دین نگاری از نگار ہا  
 رفیق دل و قیق مویچہ موز مشک تار ہا  
 بمرہ بستہ عاریہ بر بندہ ذوالفقار ہا  
 شگفتہ از جمال او ہشتاہا ہا  
 ہفتہ زلف چوں شیش بتار ہا تار ہا  
 مدام مست مہرا و نبید ہا عفار ہا  
 بحجرہ آمد اندرون بطر زنی گسار ہا  
 ہی ز بند بند و سے بروں بہد شرار ہا  
 چنانکہ بر جہد شر ز بخشک ریشہ خار ہا  
 بگفتش بیاد کے بخشش ہی بیار ہا  
 کہ گشتہ دولت عجم قومی چو کو ہمسار ہا  
 کز و کشودہ باب و در ز حسن و انحصار ہا



بجائے ظالمے شقی نشسته عادے لے لقی  
 امیر شہ امین شہ لیسا رشتہ یمن شہ  
 یگانہ صدر محترم مہین امیر محترم  
 امیر مملکت کشا امین ملک پادشا  
 قوام احتشامها عماد احترامها  
 مکمل قصورها مسدد و لغو رہا  
 کشنده شریرها را کن امیرها  
 بہر بلکہ بہر مہکان بہر زین بہر زان  
 خطیبہا اویہا اریہا لبیبہا  
 بہر اولشاطہا کنند و انبساطہا  
 سحاب کف محیط دل کویم خوبیط ظل  
 ملک شہ ز آگہی بسے فرزودہ فرہی  
 معین شہ امین شہ لیسا رشتہ یمن شہ  
 فنائے جان ناکساں نثار خرمیناں  
 بگاہ خشمش آن چناں طید زمین و آسماں  
 زہے ملک زمین تو جہاں در آستین تو  
 بہفت خط و چار صد ہر و یار و ہر

کہ مومنان متقی کنند افتخار ہا  
 کہ سرز آفرین شہ بعش سودہ بار ہا  
 اتنا بک شہ عجم امین شہریار ہا  
 معین دین مصطفیٰ معین رزق خوار ہا  
 مدار انتظامها عیار اعتبار ہا  
 مہمہ امور ہا منتظم دیار ہا  
 خزانہ فقیر ہا نظام بخش کار ہا  
 کنند مدح او بجاں بطر حق گزار ہا  
 قریبہا غریبہا اصغار ہا کبار ہا  
 بہر در قماطہا ز شوق شیر خوار ہا  
 خمرش از آب و گل فحار ہا وقار ہا  
 کہ گشت مملکت تھی ز ننگہا ز عار ہا  
 کہ فکر و ورین شہ گزیدش از کبار ہا  
 حیات روح مفلساں نشاط و تفکار ہا  
 کہ ہوش مردم جیاں ز ہول گیر و دار ہا  
 رسیدہ از یمن تو بہر تنے یسار ہا  
 فرزوں ز حصہ و عدل تراست جان شاربہا



کبیر بادیر با خیر با بصیر با  
 دو سال هست کمتر که فکر تو چون محک  
 هم از کمال بخزومی بفرو فضل ایزدی  
 چنان از افتد از تو گرفت پایه کار تو  
 چه مایه خصم ملک و دیں که کرد ساز زم کین  
 خلیل را بخت بخیل را گد اخت  
 درستم شکسته ره نفاق بستان  
 بیای تخت پادشاه فرودی افتد سپه  
 کشیده گرد ملک و دیں ز سعی فکرت زین  
 حصار که بصف شکن که خیزدش تف از دهن  
 سیاه مورد در شکم کند سرخ چهره هم  
 شوند مورد ها در و تمام مار سر خرو  
 ندیدم اثر در این چنین دل نشین تن آهش  
 نداد ماند و نه دیں زد و یو پر شود زمین  
 بنظم ملک و دیں نگر بسکه ساخت ریخت فر  
 الا گذشت از من که بگسلند و ز چمن  
 مرا پور و آینه نماند که ماند از تو جا و دال

وزیر با امیر با مشیر با مشا را  
 ز نقد جان یک بیک بسنگ زو عیار را  
 ز دست جمله بستدی عنان اختیار را  
 که گشت روزگار تو امیر روزگار را  
 که ساختی پیر زمین ز لاش شاں مزار را  
 بر اے هر دو ساختی چه تحت چه دار را  
 باب عدل شسته ز چهر دیں غبار را  
 که صفت کشد دو ما همه ره پیاد با سوار را  
 ز تو پهای آهش بس آهش حصار را  
 جواز گلوئی اهرمن شرر نشان بخار را  
 چه چهره فاصد عدم چه مور خیل مار را  
 که بر جهندش از گلو چو مار با ز غار را  
 که افکند در اهل کین ز مار با و مار را  
 فتد خمار ظلم و کین به مغر ذوالتجار را  
 که نگسلد یک از دگر چه بود با ز تار را  
 میان لاله و سمن حمار با فسا را  
 ز شعر بنده در بهمان محبت یادگار را



بجائے آب شعر من اگر بند در چین  
ز فکر آب و رنج تن رہند آبیا رہا  
ہمارہ تا بہر خزاں شود زیاد ہر گاہ  
تہی ز رنگ و بو جہاں جو پشت ہو سمار رہا  
نحستہ باد حال تو ہزار قرن سال تو  
بہر دل از خیال تو شکفتہ بو بہار رہا

## در مدح جناب حاجی میرزا آقا سی فرماید

دو قلاع کفر و باہم مصاحب  
یکے تیغ خسرو یکے کلک صاحب  
یکے خرمین ظلم را برق خاطر  
یکے کشتہ عدل را مژن ساکب  
یکے ضبط ملک بجم را مزا دل  
یکے ربط دین عرب را مواطیب  
یکے ماضیہ چہر ملک از مساعی  
یکے واسطہ رزق مخلق از مواہب  
یکے حل و عقد اجل را ماریں  
یکے رتق و فوق امل را مراقب  
یکے ز اہن و خود اہن دلاں را  
یکے چو آہن ریا روز پیکار جاذب  
یکے ملک اجلال را جم عادل  
یکے فلک اقبال را یم و اہمب  
یکے ابر باذل یکے سب باذل  
یکے غیث و اہل یکے لیث ساغب  
یکے رافع فاقہ از کف کافی  
یکے ہر آنچہ این کند با مخالف زحامہ  
یکے ہر آنچہ این کند با معاند ز قاضب  
یکے ہر آنچہ این کند با دشمن از براشن  
یکے ہر آنچہ این کند با مخالف زحامہ  
یکے رایت مجید را چیت رافع  
یکے آیت بخدر را کبیت ناہب



یکے با خطابش ثعالب ضیا غم  
 دو گوئیست قاتل از دو بیست  
 ز بهر زهر از صبا بے قبولت  
 ز تاثیر تر یاق لطف عجب نے  
 به کاخت ز آمد شد اهل حاجت  
 شغال از قبولت به هر اس حیره  
 پلنگان لصحر اهننگان بد ریا  
 بتو کج رود هر که چو خط ترسا  
 بتن باز تا یزدان قاس علی  
 بدر رفته سقف سرے جلالت  
 کنی آنچه بانامه در معارک  
 نه ترکان توران کنند از عوالی  
 بتجیل مضراب در چنگ چنگ  
 محاسب نه یکتن همه اهل گیتی  
 در داد آنچه نقش نوشتن پذیر و  
 قلم هر چه در دست بنواں گرفت  
 بدیوان فضلت نیارند کردن

یکے با خطابش ضیا غم ثعالب  
 یکے گو که نبود دو گوئی مناسب  
 چه صابی صبی صاحب رای صاحب  
 که جدوار روید ز نقش عقارب  
 نه بیند کسے چنین برابری حاجب  
 حمام از خطابت بسیر غ غالب  
 ز خشم تو خالف ز قهر تو هارب  
 بسوزاد قلبش چو قندیل راهب  
 روانے که از رحمت گشته خائب  
 فلک حسیت وانی نیج العناکب  
 کنی آنچه با خامه در محارب  
 نه گرداں ایراں کنند از قواضب  
 بجنبه قلم گرد بست محاسب  
 نه یک روز تاروز محشر مو اطلب  
 اگر ماء جاری اگر طین لازب  
 ورق هر چه بهر نوشتن مناسب  
 نه حصر محامد نه حد مناقب



زخمی امروشی تواند رخسار ک  
 درین مه که باشد عمل یار سارا  
 ز اندیشیه صوم و تشویش سرما  
 چنان سر و گیتی که با سیف قاطع  
 چه موی که در می فتد جریه کش را  
 گراں گشته بے باد و صاف ساغر  
 چنان لعل دلبر بخند و صوا علق  
 کند ابر باطل ز لطف طیر ثاله  
 همی هر دم از برفت ز ال زمانه  
 مرا هست بے مهر ماهی که بر من  
 دو چشمش تعالی و و جادوی لاهی  
 یا یواں خرامد غزالے غزالخواں  
 عذار فروزانش در فرع فاهم  
 بخون تن من خصییش انا مل  
 غزالخواں غزالیت کز گرگ غمره  
 مرا چوں پری دیدہ دیوانه سازو  
 پریدوش چوں مهره اختران را

نفاذ می که ارواح را در قوا لب  
 گمے لقت شاره گمے قفس شارب  
 گرد چرخ زخمی بر رخ از توبه تائب  
 نه گرد و زمر کب جدا پائے راکب  
 بخونین سرشک اندراں جسم ذائب  
 بر آن ساں که بیجان فرخنده قالب  
 چنان چشم عاشق بگریه سحاب  
 زمین را چو گرد و دل پراز تخم ثاقب  
 بعارض پریشان کند شعر شائب  
 بود مهر آن ماه چوں روزه واجب  
 دوز نقش تبارک دوهند و لاعب  
 بمیدان شتابد پلنگه مغاصب  
 سهیل یما نیست دریل ضارب  
 ز دود دل من و میش حوا جب  
 کند صید عثمان بثر بر محارب  
 چو گرد و پری و ام از دیدہ غائب  
 بروں رخت از حقه چرخ ملاعب







باداد آرمه بت اندر خامه  
 همی بار و از ابر بارنده را نصب  
 هوا سر و شد چون دل خصم جایش  
 تنگ گشت عالم چو چشم خلیش  
 چو جان بداندیش او در معارک  
 چو خون دل از دیده بدسگالش  
 چو دندان زینا و شافان بزمش  
 الا تا که هر ساله آید زمستان  
 رقم کردم این چاه لغز را تب  
 چو در دست دستور و اهاب مواسب  
 که در گرم دوزخ بماند و اصاب  
 چو گلشن بر او باد ناز و ااسب  
 تن بینوایان نواں در مصا طب  
 همی آب باران روان از شاعب  
 شب و روز باران نگرگ از سحاب  
 زمستان بزمش بلا باد بارب

## در مدح خاتم انبیا محمد بن عبد الله صلی الله علیه و آله و سلم

از سر و ش و حد تم بر گوش هوش آن خطاب  
 بعد ازین در کنج عزلت پای در دامن کشم  
 تا تو اتم نعمت های وحدت را شنید  
 انقلوبنی یا قضاة الحق من ارض الخطا  
 چند در دام طبیعت دانه بر جبین ز آرز  
 هادی خود نفس سرکش را گزیم ای شکفت  
 از نیکو کامی مرا بر سر چه آمد کاین زان  
 یافتی الا تبطل الاوقات فی عهد الشباب  
 من کجا وستی میخانه و جام شراب  
 گوش بگزارم چرا بر ناله چنگ و رباب  
 وللکونی یا هداة الدین الی دار الصواب  
 تا بجای بر جیفه دنیا گرایم چون کلاب  
 گر چه صد کرت شنیدم اذ کان الغراب  
 سر بید نامی بر آرم در میان شیخ و شاب



از خدا و ز خویش تشرم باد آخر تا بکے  
 آفتابم من چرا جاں را بکا هم چوں هلال  
 من که بر گردول زخم خرگاه دانش از چهره  
 ابر من خونم بریزد سوسه آن یوگم شکفت  
 مرغ جاں را تا بکے مجوس دارم در نفس  
 چند در تعمیر دنیا کو شتم و تخریب دیں  
 مصطفیٰ افرمود انا الناس فی الدنیا ضعیف  
 در نمازم زین سپس در کار و بار خویش تن  
 نقطه پر کار هستی خط پر کار وجود  
 سرور عالم ابوالقاسم محمد آن که حیرت  
 الذی ردت الیه الشمس والشمس انقمر  
 و الذی فی کفه الکفار لما اصابه صبر و  
 رهنمای هر دو عالم آنکه در یک چشم زد  
 از ضمیر الود و زجود ابر دست دوست  
 با شرار قهر او هر هفت دوزخ یک شرر  
 گرد وجود او ندادی ذات واجب را ظهور  
 تالی هستی او هست آنچه هست از ممکنات

روح را ز اطوار ناشایسته دارم و عذاب  
 شایه باز من چرا این غار هیاکم از ذهاب  
 بر گلوی جاں چو میخ خرگرم باشد طناب  
 غافلیم از پرستش میعاد و از روز حساب  
 چهره تو فیتق را تا چند پوشتم در نقاب  
 تا بکے دارم روان خویش را در اضطراب  
 حاصلش یعنی لیدوا للموت و انبوا الخراب  
 عرضه دارم کار خود را بر جناب مستطاب  
 قطب گردون کرم تو قبیح طغرائی ثواب  
 با وجود او بود چوں ذره پیش آفتاب  
 کان امیاء و لکن عنده امم الکتاب  
 کلم الحصباء قالوا الله شئی عجاب  
 برگزشت از چار حد و هفت خط و شش حجاب  
 نور جرم آفتاب و مایه دست سحاب  
 با سحاب دست او هر هفت دریا یک حباب  
 تا ابد سرخی تقدیر بودی در حجاب  
 غیر ذات حق کز تو هستی وی شد بهره یاب



نہ سپرو شش جہات و ہفت دوزخ ہشت خلد  
 در ہمہ عمر از جو و او خطای سر نزد  
 با وجود آنکہ صادر شد خطا از بوالبشر  
 وز سلیمان حشمت اللہ گر خطای نامدی  
 روز و شب از ہاتف غیب این ندا گرو بلند  
 ہر زمان از ساکنان عرش آید این سر و ش  
 معنی خوف و رجاء تفسیر بغض و ہر اوست  
 توبہ آدم بیفتادی قبول کردگار  
 آتش نمرود کے گشتی گلستان بر خلیل  
 موسیٰ از تہ ضلالت نامدی ہرگز برون  
 نوح اگر بر جودی جودش بخستہ البتہ  
 ہنانشست ایوب از سر چشمہ لطف شین  
 تا مسیح از خاک رامش مسح پیشانی نکرد  
 یوسف از بر رشتہ ہمرش نکردی اعتصام  
 تا ابد آن یک نامی آمد برون از لطن جوت  
 آسمان ہر جا کہ در ماند بد و جوید پتہا  
 عقیل پیش قابل ذالتش بود تسلیم محض

با سہو بود و دو عالم چار مام و ہفت باب  
 زانکہ بود افعال نیکویش سر اسر و حی تاب  
 گر ہمتی باورنداری از نبی بر خواں قتاب  
 چہیست القینا علی کرسیہ ثم اناب  
 انہ من مال عن شرعہ فقد تال العقاب  
 من تطرق فی طریقہ قد اصاب ما اصاب  
 کایں یکے را معصیت نامند و آن یکے را ثواب  
 ما بقیض خد متش صدرہ نگشتی فیض یاب  
 گر بالنسب جلیل و نجستہ منتساب  
 تا ز طور آفتش لبیک نشنیدی جواب  
 ہمچو کنعان نامدی ہرگز برون از بحر آب  
 کے باول حال کردی زان چنان حالت ایاب  
 کے شدی بر آسمان بچوں دعای مستجاب  
 یونس از بردر کہ قبرش بخستہ اقتراب  
 تا قیامت این یکے بودی بر مدان عذاب  
 آری آری آسمان او بود حسن المآب  
 پشہ کے لایق تو انانی ز ندیش عقاب



عرصه دریای پهن آورخاید چوں سراب  
 که شدی افزاشته این خرگه زین قباب  
 در زمان ماهیت آتش پذیر و القاب  
 آن کند چوں این درنگ این کند چوں شب  
 بعد ذات خویشتن ذات ترا کرد انتخاب  
 گیرد از دستی عنان و گیرد از دستی رکاب  
 گشته خورشید از فروغ فکر تش در انتخاب  
 در قیامت برخش یزدان کشاید شست باب  
 زانکه باشد حد اوصاف تو بیرون حساب  
 هر سحر روشن شود چونانکه شب از ماتنا  
 باد روشن تر ز نور نیر و جرم شهاب

ای شهنشاهی که پیش ابر دست همت  
 تا بر سمار ذاتت محکم الاطباب شد  
 فی المثل برتری آتش اگر بدی مثال  
 و به تبدیل زمین و آسمان فرما و ماهی  
 ز ترا ممکن توان گفتن نه واجب لیک حق  
 چوں بر آئی بر برق برق پیما جبرئیل  
 خسر و قمار در فشان گردیده در مدحت حبیب  
 و آنکه اردی با جه لغت کند باب رقم  
 بر دعای دوستدارانت کنم خستیم سخن  
 تا ز تابان مشعل خورشید نور بزم روز  
 تا قیامت کوکب بخت هوا خوانان لوق

بهنگام نهضت عباس شاه غازی از خراسان و  
 ماندن محمد شاه غازی نورالدین مرقد فرماید

زانکه در یک حال هم در اضم هم در عذاب  
 گاه بالم چوں صنوبر گاه نالم چوں رباب  
 تا شوی آگه که صند از صند دار و اجتناب

آنچه من بستم بیداری نه بیند کس خواب  
 گاه گریم چوں صراحی گاه خنم چوں قدح  
 بر بحال من یکجای بنگریه چشم اعتبار



گریم و در گریه من خنده پایینی نهان  
 نهان همی گریم که جان از کام دل شد ناامید  
 موکب عباس شاہی شد بر سر از خاوران  
 آن سر پر مجد و شوکت را ہمالیوں شہریار  
 مر مرا از طلعت این ماہ در دل خرمی  
 آن پدر از سہم تیرش تیر بد کیشاں بکیش  
 آن پدر جمشید تخت و این پسر خورشید تخت  
 آن پدر بامو کیش فتح و سعادت ہم عنان  
 آن و نیمہ شہنشاہ این و لیعہ سہ پدر  
 چوں پدر انیک بگیتی ملک بخش و ملک گیر  
 زرفشانہ سرستاند بر منساید بر خورد  
 در کہ کوشش ہر راست از درہ پوشد ہر  
 قدر او کوہے ست کور اکہکشانستہ مکر  
 سیر خلش سیر گردوں را ہمی ماند کز آن  
 جود او بارندہ ابو خنوم او درندہ ببر  
 گر نسیم خلق او در کام ضعیف ہم بگذرد  
 طفل را با سطوت اورنج ایام مشیب

خند ہم و بر خندہ من گریہ یابی حجاب  
 نہاں ہی خندم کہ دل بر کام جان شد کامیاب  
 شد محمد شہ میں فرزند او نائب مناب  
 این سپہر قدر و کمیت را فروزاں ماہتاب  
 مر مرا از ہجرت آن شاہ در جان پیچ و تاب  
 این پسر از سہم تیرش تیغ شاہاں در قراب  
 آن پدر کاموس تاب و این پسر کاؤس آب  
 این پسر با کوکبش فرو جلالت ہم کاب  
 آن چو گل زاد از گلستاں این گل بچوں گلآب  
 چوں پدر اکثوں نگہیاں رنج بین گنج یاب  
 رنج بیند بے شمر تا گنج یابد بے حساب  
 در کہ بخشش حساب ست از سخن گوید حساب  
 جود او بحرے است کور آسمانستہ حجاب  
 روز کیں در عرصہ کیتی در افتد انقلاب  
 خنک او غراں ہر بر و تیر او پراں عقاب  
 نشنوی از کام ضعیف جز شمیم مشک ناب  
 پیر را بارافت او عیش ہنگام شباب



آسمان فتح را نخل سست را و هلال  
 لطف را و از وادی بطحا برویا ندیمن  
 لب به بند و از سخن سحباں چو ادا گوید سخن  
 سبزه و از و نه را بر کعبه بر بست و کسے  
 روز بهیجا کن مسیر تو سن گرداں شود  
 دشت کیس از جوش عیش و جنبش بکرا شود  
 خار صحرا چوں سناں گردد و هیاهو سال  
 از زمین بر سر رخ گرداں هر زمان با رو خدنگ  
 تیغ گردد و کز دمن کش زهر صد کز دمن به نیش  
 گنبد خضر از بانگ گاو دم در ارلقاش  
 تن جدا از روح چو ناں دست مظلوم از علاج  
 چوں تو از دمن بروں آئی به عزم زرم خصم  
 بر یکے تو سن عیاں بیند صد اسفندیار  
 خون فشاں گردد چنان تیغ که گزتا روز حشر  
 خجرت چوں نوع و ساں در شستیاں خلق را  
 گر همه البرز کوه از آتش شمشیر تو  
 خسرو طبع اگر بمبت کوه را ماند از آنک

نوع و س ملک را گرد سپاه او نقاب  
 قهر او از چشمه کوثر بر انگیز و سراب  
 کا پنجه او گوید خطا هست و آنچه این گوید جواب  
 کش نه باشد آگهی از رتبه ام الکتاب  
 گردد ره گرد و گرا ترا از دعا مستجاب  
 تنگ چوں چشم خروس و تیره چوں پیراب  
 سنگ هاموں چوں حسام آید پذیر آخواب  
 آینه ناں کو چرخ گرداں بر زمین بار و شهاب  
 رخ گردد و افغی کش سهم صد افغی بناب  
 لوده غبر از گرد باد یا در استحباب  
 سر سرتی از مغز چو ناں جام مسکین از شراب  
 با تنی چوں آسمان و بار خچ چوں آفتاب  
 در یکے جوشن نهان یا بند صد افراسیاب  
 خاک را کادی نیابی بهیج جز لعل نداب  
 هر نفس ناخن کند از خون بدخواهاں خصاب  
 بیکرش گوگرد ساں فانی شود از التهاب  
 هر سوا لے را و دها از لطف بمنت جواب



با سحاب رحمت جیحوں نشود دریائے خشک  
 با شتر شجرت ہاموں نشود دریائے آب  
 تابیہ ساید میں مانند حرمت از درنگ  
 تانیہ امد فلک مانند عزمت از شتاب  
 بہر تنے کو در خلافت پائے بر جاچوں ستوں  
 بہچو میخ خرنکش اندر گلوبا و اطناب

درستالیش امیر الامراء العظام لنظام الدولہ حسین خاں  
 (صاحب اختیار) اچوداں باسی فرمایہ

بہار آمد کہ از گلبن ہمی بانگ بہار آید  
 بہر ساعت خروش مرغ زار از مرغزار آید  
 تو کوئی ارغنون بستند بہر شاخ و ہر برگ  
 ز بس بانگ تدر و صلصل و راج و سار آید  
 بچو شد مرغزبان چوں بوگل از بوستان خیزد  
 پیر مرغ دل چوں بانگ مرغ از شاخسار آید  
 خروش عندلیب صوت سار و نالہ قمری  
 گئے از گل گئے از سرو بن گاہ از چنار آید  
 تو کوئے ساحت لبناں بہشت عدن را ماند  
 ز بس غلمان حورا بخا قطار اندر قطار آید  
 یکے برف ہند لالہ کہ ترکیب قدح دارد  
 یکے بر گل کند تحسین کز بوسے نگار آید  
 یکے باد لبیر سادہ بہ طرف بوستان گردد  
 یکے با ساغر بادہ بہ طرف جوئیہ آید  
 یکے بیند چمن را بے تامل مر حبا گوید  
 یکے بویہ سمن را مات صنع کردگار آید  
 یکے بر لالہ پاکو بد کہ ہے ہے رنگ می دارد  
 یکے از گل بہ وجد آید کہ بخ بخ بوسے یار آید  
 یکے بر سبزہ می غلطد یکے بر لالہ می رقصد  
 یکے گاہے رود از ہش یکے گاہے ہوشیار آید  
 زہر سوئے لوازے ارغنون و چنگاں آید  
 زہر کوئے سادہ سے بر لیل و ظنیر و تار آید



یکے آنجا نواز دے یکے آنجا گسار دے  
 بہر جا جھٹے و جوتے بہر گامے قدح نوشے  
 مگر در سبستاں ماہ من ثولیدہ کیسورا  
 الایا ساقیامے وہ بجان من پیایے وہ  
 سیہ شد از یار و زم بدہ آب ریاسوزم  
 نمی دانی کنار سبزہ چوں لذت دہر بادہ  
 بحق بادہ خوارانے کہے نوشند یا خوباں  
 شراب تلخ تنخواہم بہ شیرینی کہ از شورش  
 دلم بردہ است شوخے شاہدے شنگے کہ پچوں  
 جو باداں زلف تارکیش بہ رخسار تل شہد اند  
 دے کز ہم کشایم حلقہائے زلف مشکینش  
 یہ جان او کہ ہر گہ کاکل و کیسوی او بینم  
 جو بوسم لعل شیرینش لبم ہندوستان گردد  
 نظر از بوستان بندم اگر او چہرہ بکشد  
 کنار خولش را پر عقب جہارہ می بینم  
 نگاہم چوں ہی غلط زدوئے او بوسے او  
 ز خال و خط و زلف و مژدہ دابر و کیسوش

صدے ہائے دہوے وہے نہر و صد نہر آید  
 نماذ غالباً ہوشے چو فصل نو بہار آید  
 کہ از سنبل مغزم بوسے جان بے اختیار آید  
 و مادہ ہے خور و ہے وہ کہ می ترسم خمار آید  
 بجانت گرد و صد خرمن ریایک جو بہ کار آید  
 خصوصاً اندم کہ از گلزار باد و مشکبار آید  
 کہ بے خوباں بہ کام آب کوثر ناگوار آید  
 خرد و یوانہ گرد و کوہ و صحرا بے قرار آید  
 نہ ماہے از ختن خیزد نہ تر کے از حصار آید  
 پیے تاراج ہیں کوئی سپاہ زنگبار آید  
 بہ مغزم کار و اوں در کار و اوں مشک تار آید  
 جہاں کوئی چشم من پر از افعی و مار آید  
 جو بینم روی رنگینش دو چشم قندہار آید  
 کنار از دوستان گیرم گرم او در کنار آید  
 دے کا نہر کنارم باد و زلف تابدار آید  
 چشم عالم ہستی پر از دود و دھواں آید  
 جہاں تار یک در چشم چو یک مشت غبار آید



چه رهاست این بنیدانم که چو زلف روشن بنم  
 رخش احوال را ماند کز و کز و مسمی که خیزد  
 کشد موئے سیانش روز و شب کوه کلاں کوئی  
 لب قالی از وصف لبش بنگاله اماند  
 الایاس و سمینا برین آل باده و مینا  
 مرا کوئی که تحسین کن چو سرتاپای من مینی  
 بخوشد مغز من هر که که کوئی مخمر خوبانم  
 گلت خدایم هست دامن بهیچت صفت توام  
 تو چوں در خانه آئی خانه رشک بوستان گردد  
 غریبه که تو برگردد به شهر خولش می نالد  
 چرا باید کشیدن منت نقاش و صورت گر  
 نگارا صبح بود و رست و روز بوسه امروزی است  
 بیاد هست درستی دونه زین پیش میگفتم  
 تو شکر خنده میکردی و نیک آهسته میگفتی  
 حسین خاں میر ملک حجم که چوں در برم بنشیند  
 بگاه کینه گریه نشیند از بر تو سن  
 بگاه چشم تر گانهای او در چشم بدخواهان

چشمم هر دو گیتی گاه روشن گاه تاریک آید  
 دهن کال زلف پیشش بروی آید آید  
 مرا ماند که با این لاغری بس بر دبار آید  
 کز و هر دم نبات و قند و شکر بار بار آید  
 که کوئی از که سینا تحسینی آشکار آید  
 تو سرتاپای تحسینی ترا تحسین چه کار آید  
 تو خلاق نکویانی ترا زین مخمر عار آید  
 که جیرانم بنیدانم چه صفت سازگار آید  
 اگر فصل خزاں در بوستان آئی بهار آید  
 که پندارد به غربت از بر خولش و تبار آید  
 تو در هر خانه کانی خانه پر نقش و نگار آید  
 که در اسلام این سنت بهر عید شکار آید  
 که چوں روز و آید نوبت بوس و کنار آید  
 بود روز و زین روزی که صاحب اختیار آید  
 نصیب اهل گیتی از زمین و از لیسار آید  
 بداند لیشش چنان داند که یک دنیا سوار آید  
 چو تیر تهمتن در دیده اسفند یار آید



چو از دست زرافشا نشن نگار دحامم وصفی  
 حکیم گفته هر کس خوں خورد لاغر شود اکنون  
 بروز رزم او در گوش اهل مشرق و مغرب  
 ز شوق آنکه بر مردم کف راوش به بخشاید  
 بر روز واقعه ز الماس تنیش بسکه خوں جوشد  
 محاسب گفت روزی بشمرم جودش تو هم  
 که گیس با کف ز زنجش چوں بر رخسار بشیند  
 مصارعی نیست ملک آفرینش را اگر خرمش  
 فلک قدر ملک صدر اسرار آید بهر سالی  
 به عیدت تمینیت گویند من گویم تو خود عیدی  
 مرا روز بدروزه که دیدم بهر فرزند  
 الا تا نسبت صدر اگر با چار صد سنجی  
 حساب دولت افزوں از آن کاند حساب افتد

ورق اندر ورق دیوان شمرم ز رنگار آید  
 یقینم شد که شمشیرش ز خوں خوردن زار آید  
 به هر جانب که رواند بانگ ز نیهار آید  
 ز راز کالیم از معدن در ارقع بحار آید  
 تو گوئی پسته گیتی همه یا قوت زار آید  
 ز خجالت بر نیار دسر اگر روز شمار آید  
 بدال ماند که ابروی بر فراز کو بهار آید  
 چه غم جیش فنار کاندراں محکم حصار آید  
 بهوئے آل که از خلقت بگیتی یادگار آید  
 به عیدت تمینیت هر کو نماید شرمسار آید  
 دگر روزها در پیش من بے اعتبار آید  
 چنان چوں نسبت ده با چهل یک با چهار آید  
 شمارت بیرون از آل کاند شمار آید

تو پنداری دهانت بحر عمان است قیالی  
 که از روی رشته اندر رشته در شا هواری آید



# درستایش پادشاه رضوان جائنگاه مروج بلدت نبی حجازی محمد شاه عاتری طاب نراه فرماید

ساقی بده طبل گرانان مے که دهنقان پرورد  
در خم دل پیرمغان در جام مهر زرفشان  
در جبال جبر زان بیشتر کاندز گلو یا بد خبر  
چون بر فروز و مشعل یکسر بسوزد مشغله  
بر دل کشاید بوستان بر رخ نماید ارغوان  
شادی و بد غمناک را کسری کند ضحاک را  
از سنگ سازد تو تیا و ز خاک آرد کیمیا  
بر گل فشان گل شود بر خس چکید سنبیل شود  
جلاپ جان قلاب تن مایه خرد و ای فطن  
بتیاں کند تلخیص را النساء کند ابلیس را  
مے چون دل بنیاد بود کور بدن مینا بود  
دل را از وزاید شغف جان را از خویش و شرف  
از جان پاکان خاک آرد و روح آب تالک  
زاک جوهر خورشیدش گر عکس افتد در حاش

اندره بر دغم بشکرو شادی و بد جبال پرورد  
در دست ساقی قوت جان خسار جانال پرورد  
تارفته از لب در جگر کز رخ گلستان پرورد  
دیوار شود زو حامله عوری بزهدال پرورد  
در مغز کار و دیمراں در روح ریحاں پرورد  
بجاده سازد خاک را از خاک النساء پرورد  
از درد انگیز و صفا و زرد در مال پرورد  
زاغ از خورد و بلبل شود صد گونه الحال پرورد  
طعمه بیان لقمه سخن کال لقمه لقمان پرورد  
هوش هزار ادریس را در مغز نادال پرورد  
یا آتش سینا بود کش آب حیوان پرورد  
چون نانکه گوهر را صدف از آب نیسان پرورد  
کایه و عصیر پاک او جان سخندان پرورد  
خاک جلیش فردوس و تن تا خشمکمان پرورد



لعل بدخشاںش لقب ماه درخشاںش سلب  
 جان را سرور و سوز و دل را نشاط و شور از  
 در خم روان دارد دمی زان رو فتاد روی  
 دوی بابک گفتم به رجان به دیا می گفت ہے  
 چوں مطرب آید در مطرب یارے طلب یا قوت لب  
 عقد ثریا در لبش سی ماه نو در غمغیش  
 زلفش چو دیوے خیره سر و زرد شب دیوانه تر  
 گل پرورد در مشک چین گوهر فشانند زنجیں  
 جوزا نماید از کمر پرویں فشانند از شکر  
 رویش ز دیبازم ترو ز فتنه بے آرم تر  
 خورشید و فوره دہاں تاریک مور و شوق و اں  
 زلفش چو طمازی کند برار غواں بازی کند  
 پوشیده گلبرگ طری در زیر زلف سعتری  
 مشکین خطش بر گرد لب مور است جوشان بر لب  
 دارد غم را بیشتر سازد و دلم را ریش تر  
 جز خط آن سمیں بدن کا فزود حسش را تمن  
 هر که سخن را نذر لب در من فتنه نشود عجب

ماه درخشاں اے عجب لعل بدخشاں پرورد  
 مانا بحال حور از و در خلد رهنواں پرورد  
 در جام بیاں دارد دمی ان جان بیاں پرورد  
 جان پرورتن را وے بیاں را و چیاں پرورد  
 سمیں برے کا ندر قصب ماه درخشاں پرورد  
 و اں زلف هند و شمشیر کفر یکہ ایاں پرورد  
 کز روی یک گردوں قمر در زیر دماں پرورد  
 بیچتا نماید ز آئینیں مہ در گریباں پرورد  
 کز دم گذارد بر قمر گوهر بحر جاں پرورد  
 آبی ز آتش گوم تر گر شعله عطشاں پرورد  
 فریہ سرس لاغرمیاں کیں کا ہواں پرورد  
 بر مہ زرد سازی کند در خلد شیطاں پرورد  
 گوئی روان مشتری در جہرم کیواں پرورد  
 گرد نکداں اے عجب یک دستہ ریجاں پرورد  
 مانا ہزاراں نشیتر در لوک ترگاں پرورد  
 ہرگز شنیدی اہرمن ہر سلیم اں پرورد  
 ناچار شور است آن طلب کش در نکداں پرورد



چوں در وثاق آید می چیده ساق آید می  
 خیر آنے نگارده و له آن رسم دیریں کن یله  
 در منشت خواهم غنیمت یا تحت تر بوسم لبست  
 از دولبت اسی هم نفس یک بوسه دارم متمس  
 بوسه بدہ بے مشغلبے ز جنت و جنگ و گلہ  
 در بوسہ ندہی اسے پسر حالے یکیں بندم مکر  
 و تیرہ چوقا آتی کسے کورا بود حرمت بے  
 ماہ ہمیں شاہ ہماں غنیمت زمیں غوث زماں  
 دارا محمد شاہ را د آں قیصر کسری انشا د  
 از حرم داند خیر و شر از غم گیر و بگرد  
 گیتی چو مہدی مہد او نظم جہاں از مہد او  
 قمرش ہمہ زہرا جل دوشد ز لبتان امل  
 چوں بر فروزد بوز را در پیجہ گیر و گزرا  
 از ہیبتش خشم دژم ز ال پیش کا یاد عدم  
 مارے است کلاش گفتہ سکر ز ہر بار و شکر  
 دستش چو بخت مال را روزی دہد آمال را  
 گر حفظ انبیاے بشر از خرم او یا بد اثر

تکلیف شاق آید می آن را کہ ایماں پرورد  
 بگذارد جنگ و مشغله کایں ہر دو خسراں پرورد  
 ترسم ز زلفت چوں شبت کو رنگ عصیاں پرورد  
 بگذارتا خود را گس در شکر ستاں پرورد  
 کز جاں برفت آن جو صلہ کاندوہ جہاں پرورد  
 گرد و غنور شیر تر چوں رسم طغیاں پرورد  
 زیرا کہ در مجلس بے مدح جہاں نیاں پرورد  
 کز قیر و ال تا قیر و ال در ظل احساں پرورد  
 آن کز رسوم عدل و داد آئینہ دواں پرورد  
 از جو د بخشد خشک و تر و عدل گہیاں پرورد  
 در عدل او در عہد او مہتاب کتاں پرورد  
 ہر شش ہمہ طعم عسل در کام ثغباں پرورد  
 ماند بجاں کالبر ز را در بحر عساں پرورد  
 تن را چو ماہی در شکم بادریع خفیاں پرورد  
 نارے است تنیش جہاں شکر شعلہ قال پرورد  
 چوں دایہ کا طفل را از شیر لبتاں پرورد  
 چوں لوح محفوظش نگر حاشا کہ نسیاں پرورد



تاد رکبیں خشم غل باد سے نیا غار و جیل  
مداح ادب با خولیشتن گرا انداز خلقت سخن  
ور بد سگال بد سیر خشم و سے آرد در نظر  
شام مراد را بجن خوانست استاد سخن  
ایں نظم را ناگفته گیر ایں مدح را شفته گیر  
ایں مدح را پاتا بہ سرنہ مستدا و نہ خبر  
ہم بس عجب نے کایں ثنا افتد قبول بادشا  
شعرے دو کز غیب آمدہ وز غیب عجیب آمدہ  
الہام مطلق و انمش اعجاز بر حق و انمش  
بیواسطہ روح الایں ایں پرودہ زود جا آفت  
در خواب گفتش داد گر کائے از خرد بیدار تر  
بے خود شوارز صہبائے من صہبا کش از مینا گمن  
اینت بہ بیداری نشان کز وجد گوئی ہر زماں

از ہر میر و پیشاں گل شمع نگہاں پرورد  
حالی بہ طبعش و انمش ہر شت رضوان پرورد  
در دم بجا نش داد گر بہ ہفت نیراں پرورد  
واکنوں پریشاں طبع من بظلم پریشاں پرورد  
ایں بندہ را آشفته گیر ایراکہ بڈیاں پرورد  
آرے ز بد گوید تر ہشتے کہ نقصاں پرورد  
کاخر سپد مصطفیٰ اشعریکہ حساں پرورد  
وحی است و الاریب آمدہ تاج سلطان پرورد  
وحی محقق و انمش وحی کہ ایقان پرورد  
تا پردہ دار ملک دیں در پردہ جاناں پرورد  
خلاق بیداری شمر خوابے کہ ایماں پرورد  
فیضے بود سودائے من کز مشکل آساں پرورد  
ساقی بدہ طل گراں زال کہ دہقاں پرورد

در ستایش شانہرادہ رضوان مسادہ شجاع السلطنت حسن علی میرزا گوید

باد نوروزی شمیم عطر جاں می آورد  
در چین از مشک چین صد کارواں می آورد  
رستم عید از براے چشم کاؤں بہار  
نوشدارو از دل دیو خزاں می آورد



یا منوچهر صبازی آفریدون رنج  
 بهر دفعه بیوراسب دے گلستان کاوہ را  
 رستم اردی بهشتی مرزہ نزد طوس عبید  
 بہر ناورد فرامر ز حرلیف اینک سپہر  
 یاپیام کشتن داراے دے را باد صبح  
 یا شماساس خزاں راقارن اردی بہشت  
 یا نوید قتل کریم مفتواد دے نسیم  
 یا گروے فصل دے را بر فراز تل خاک  
 نفس نامی را نگہ کاہنک با ستمداد یاد  
 خواہران لالہ و گل را ز ہفت اندام خاک  
 خندہ گل راست باعث گریہ ابرائے تنگفت  
 نفس نامی خود نمودی نیست بلال منوچهری است  
 گاہ بر مانند نساجاں پرند از نسترن  
 گاہ بر ہنجاں ہراقاں زرد نیار چند  
 ازستان لالہ کہ از بید برگ برگ بید

مطلوع از مطلع طبعم برآمد کز فروغ

تہرہ دور چادر گلی نہاں می آورد

فتح نامہ سلجوقی از خاوراں می آورد  
 از گل سوری درفش کاویاں می آورد  
 از ہلاک اشکیبوس ہرگاں می آورد  
 از کمان بہمنی نیل و کماں می آورد  
 دربر اسکندر صاحب قراں می آورد  
 و شکیباز نیزہ آتش فشاں می آورد  
 در چین چوں اردشیر با بجاں می آورد  
 گیو فروردین بخاری نوکشاں می آورد  
 نقشما از پردہ در سلک عیاں می آورد  
 با چو رویش تن ز راہ ہفت خواں می آورد  
 کاشک ہستم او خواص ز عفران می آورد  
 صنعت ماہیں تازہ ہر حرفت چساں می آورد  
 وز سمن دیباہ و از گل پرنیاں می آورد  
 از گل خیری بیازار جہاں می آورد  
 صنعت پولاد سازی در مہیاں می آورد



## المطلع الثاني

ساقی ماتا شراب ارغوان می آورد  
 جام کجسر و پیر از خون سیاوشان کند  
 قصد اسکندر همین ظلمات بدنی آب تهنر  
 خود نمیدانست اسکندر مگر کاندل شراب  
 از دل صاف صراحی در تن تابنده جام  
 دست افشان پای کوبان هر ساقی ساده  
 خلق را بخشید و گر گونست گویا نو بهار  
 یا نسیم صبحگاه می مژدگان نزد خلق  
 قهرمان ملک جمشیدی بهادر شه حسن  
 آل شهنشاهی که هر شام و سحر از روی شوق  
 آنکه یک ریش کف او آشکارا صد هزار  
 هر که الطاف او تاج شرف بر سر نهاد  
 هر چه جز نقش وجود اوست نقاشی قضا  
 هیچ دانی با عدوت تیغ بهماں سوزش چه کرد  
 تا بدیوان بهماں نامش رقم کرد آسمان  
 بزم را آزر مگلگشت جنای می آورد  
 دد دل الماس یا قوت روان می آورد  
 طبع رمزی زین سخن را در بیان می آورد  
 هست تاثیر که عمر جاودا می آورد  
 دست ساقی مایه روح روان می آورد  
 رو لبوی در که پیس مرغها می آورد  
 از شمیم عطر گلستان شادمانی می آورد  
 از نر زول موکب شاه جهان می آورد  
 آنکه کیوان را بدر که پاسباں می آورد  
 سجده بر خاک ریش هفت آسمان می آورد  
 گنج باد آورد و گنج شایگان می آورد  
 روزگارش کامگار و کامران می آورد  
 بر سیل آزمون و استحسان می آورد  
 آنچه بر مگلگشت را برق یماں می آورد  
 نام دستان را که اندر دستان می آورد



رفعت کا رخ جلالت در سه ایوان دماغ  
 نصرت و فیروزی و فتح و ظفر روزگار  
 حسرت دست گهر بارش مزاج ابر را  
 فرقه دپیچیم دارائیش هر دم شکست  
 خصم باوی چون ستیزه خور سواری از کجا  
 مورکز سستی بنیاد پرکاهی بر کشید  
 باطنین پشه لایع که پیش زور نیست  
 نه گرفته از در طوس است آسید از کجا  
 که ترل گریاس دار بارگاه شمشیر  
 گردش گردون بگردش کی رسد گرداو  
 لرزه اندر پیکر هفت آسمان افتد ز نیم  
 دفتر شایان پیشین را بشوید اندر آب  
 اسه شهنشاهی که از تاثیر عدالت روزگار  
 گرز فرمانت فلک گردن کشد بر گردش  
 روزگار از ادواج چهارم هفت باب  
 نیست جز تاثیر تابان نجم تحت هر چه را  
 معجز تاثیر انقاس تو در تسخیر ملک

کاروان یقین را در گسار می آورد  
 بارکاب شوکت او هم عثمان می آورد  
 با خواص ذاتی طبع دخال می آورد  
 بر شکوه افسر شاه اردو ال می آورد  
 تاب نادر و سوار سیستان می آورد  
 کی گزندی بر تن شیر زیاں می آورد  
 کی خلل بر خاطر پیل دماں می آورد  
 بر تن و بازوی سام پلواں می آورد  
 از جلالت پافرق فرقدان می آورد  
 در جہاں رخش عزیمت را جہاں می آورد  
 چون بهیجا دست برگرز گراں می آورد  
 هر کجا کافاق نامش بر زبان می آورد  
 صدوه را از چنگل باز آشیای می آورد  
 دست دوراں پالنگ از ککشاں می آورد  
 با گفت طفل عطار الواماں می آورد  
 لایب ز اسطرلاب و مرز و جہاں می آورد  
 از دم عیسی روح اللہ نشاں می آورد



موسی شخص توفیق و احداث را ستوده  
 مرقضارادر نظام خل و عقد روزگار  
 آسمان جز مهر و کنیت ننگ و سرمایہ  
 چون فلک صاحب قرانی چون ترانہ دیدید  
 شادزی شاه که دایم بر وجودت عقل پیر  
 سوی قناتی ز روی محبت چشمتی فلک  
 گرچه نظمش نیست نظمی کس توانستن شنید  
 لیک چون همواره در مدح تو میراند سخن  
 روح پاک افضل الدینش بدست نیک باد  
 روزگار سالیان در دو غم و سخت مباد  
 از ظهور معجز کلک و بنا می آورد  
 هر چه گوئی این چنین او اینچنان می آورد  
 آشکارا هر چه از سود و زیان می آورد  
 زان سبب آسوده ات از هر قران می آورد  
 مژده باز جانب بخت جوان می آورد  
 کز در معنی تشارت هر زمان می آورد  
 زانکه طبعش آسمان و زمین می آورد  
 روزگارش هر دو عالم را یکا می آورد  
 تنبیت هر دم ز خاک شیروا می آورد  
 تا که دوران روز و ماه و سالیان می آورد

در حین میلاد حضرت ظل الهی ناصر الدین شاه قازی  
 خلد الله ملکه گوید

دوش بر گردون لبه تلبان شهاب آمد پدید  
 تحت شاهنشاه ابرار است گشتی آسمان  
 بنزدیک فلک از هر که ان شمع زن  
 نظر از بیخه شباز و شب به چو غراب  
 پس درخشان چون زین و بیل آمد پدید  
 لیک از انجم در و در شهاب آمد پدید  
 بر سر از پیش لبه سیمین شهاب آمد پدید  
 بیخه شباز و بنگر از غراب آمد پدید



تا شب زنگی سلب خمرگاه مشکلی بر فراشت  
 من شسته بانگارس کز لب میگون او  
 خانه گلشن شد چو پیش از نقاب آمد برون  
 لب کشود از ناز و هستی از عدم گشت آشکار  
 با سر انگشتان خود زلفین خود را تاب داد  
 چین زلفش را کشودم بچو کار روزگار  
 زیر آں گیرنده قمرگان چشم خواب آلود او  
 بر کفم جام می یا قوت کون کز عکس آں  
 بر کنارم مطربے کز تالہ دل سوز او  
 برق ساں آمد بشیرے رعد ساں آواز داد  
 دست افشاں پایے کوبال دوت زیند و صف زیند  
 داده امشب شاه ریزاں یکے مرغ لپس  
 اللہ اللہ لب نیا لوده سوز را از شیرام  
 اللہ اللہ ناشده یک قطره آتش در جگر  
 بلسه البدریں اگر خوانند امشب را و است  
 عالمے دیگر فرو ودا امشب دریں عالم خدای  
 جو در انجمنده دستے ز آستین آمد برون

کهکشان بچوں یکے میں طناب آمد پدید  
 در دو چشم من بھی رشک شراب آمد پدید  
 حجره روشن شد چو روشن بے نقاب آمد پدید  
 رخ نمود از زلف و رحمت از عذاب آمد پدید  
 صد زره بر عارش از شک ناب آمد پدید  
 زیر ہمارش ہزاراں چرخ و تاب آمد پدید  
 بچوں غولے خفتہ در جنگ عقاب آمد پدید  
 در سر انگشتان من رنگ خضاب آمد پدید  
 تالہ طنیور و آواز ز باب آمد پدید  
 گفت کز ابر عنایت فتح باب آمد پدید  
 زانکہ عیشے خوشتر از عیش شباب آمد پدید  
 باشکفتے ہیں کہ در شب آفتاب آمد پدید  
 در تن شیراں سہمش اضطراب آمد پدید  
 ہفت دریا را ز ہمیش انقلاب آمد پدید  
 کز زمین و آسماں دو ماہتاب آمد پدید  
 این بیدار است یارب یا خواب آمد پدید  
 فتح را رخشنده تیغے از قراب آمد پدید



فیض قدسی از درم روح القدس گشت آشکار  
 بخری از دوده الپا رسا شد کمران  
 یوسف دیگر ز گلزار خلیل افروخت بهر  
 دادگر موشنگ را قایم مقام آمد عیاں  
 طبع گیتی تازه شد کز مل طرب گشت آشکار  
 ابر میا که فیض ابر رحمت شد عیاں  
 دفع جور دهر را لوف شیر و ان گشت آشکار  
 شهر یار انا چنین فرسخ پس و ادت خدای  
 توسی بفض بودی منت ایزد را کنوں  
 خلد یاداش تو البست و زبس کردی ثواب  
 به حق سلیمان خواستی ملکی ز حق بے منتها  
 تا ازین پس خود چه کامی خواست خواهی از خدا  
 بادیار ب در پناه دولتت فیروز روز  
 سال عمرت با دتاروزی که گوید روزگار

نقش فال رحمت از ام الکتاب آمد پدید  
 شیده از تخمه افراسیاب آمد پدید  
 شیر و دیگر صلب بو تراب آمد پدید  
 تا مور جمشید را تائب مناب آمد پدید  
 مغر دوراں غطس و کز کل کلاب آمد پدید  
 ملک می رفعت که شبل شیر غاب آمد پدید  
 رجم دیو ملک را سوزاں شهاب آمد پدید  
 هر که بد در غیب پنهان بے حجاب آمد پدید  
 کاں چیاں باران رحمت زین سحاب آمد پدید  
 این مثنوی رو بپاداش ثواب آمد پدید  
 این کرامت زان دعالی مستجاب آمد پدید  
 کاین چنین بوبریت میرو کامیاب آمد پدید  
 تمانه گوید کس که در شب آفتاب آمد پدید  
 اینک اینک شورش یوم الحساب آمد پدید

در مدح دبیر بے نظیر میرزا عبداللہ منشی فرماید

بله نزدیک شدای دل که زمستان گذرد  
 دور بستان شود و عهد شبستان کند



ابر بر طرف چمن گریاں گریاں بلو پر  
 هر سحر کبک چوار زاع خرامد سوی ماع  
 مشک پیدا کند اندر همه آفاق نسیم  
 ساق بالازند اندر شمس آب کنگ  
 از پس ابر چو خورشید سیر آید گونی  
 گلبن از باد چو زیبا صشمه باد کسار  
 تا گونی بهستان دل ما داشت ملال  
 کار مشکل شود آنگاه که مشکل گیری  
 خاطر خویش منه در گرد شادی و غم  
 قصه کوتاه مرا طرفه پری رخسار لیت  
 دل بختش همه بر کوه نشاء بلور چرو  
 خال بر کنج لب از فیض لبش محروم است  
 دل بخود لب و دندانش بجزری ماند  
 من چو بادیده زار از برویش گذرم  
 جان ز زلفش شود آشفته و نیکو عجب  
 دوش افتاد بر بنال من آساں که نمی  
 حالی آمد بوناق من و نشسته بجا است

لاله بر صحن دمن خنداں خنداں گذرد  
 طفل گونی بهستان زلستان گذرد  
 بسکه بر یامن و سنبل و ریحاں گذرد  
 همچو بلقیس که بر تخت سیماں گذرد  
 نیل مصر است کز موسی عمراں گذرد  
 مست و سرخوشن چمن فضاں و خیراں گذرد  
 نو بهار است زمستان چو بهستان گذرد  
 گشتن ز اقل شمری آساں آساں گذرد  
 تات بر دل غم و شادی همه یکساں گذرد  
 که بر یو ابر عیاں آید و نپساں گذرد  
 جاں به لعاش همه بر کوه بدخشاں گذرد  
 چو سکندر که اسیر چشمه حیواں گذرد  
 که بطلما تهمی بر دورد مرجاں گذرد  
 ابر آزار تو گونی بگلستان گذرد  
 که پریشاں شود آنکوه پریشاں گذرد  
 در شب تیره شهاب از پر شیطان گذرد  
 همچو دانا که لبه منزل ناداں گذرد



شب وصل تو چرا چون شب بھراں گذرد  
 شہر بگذارد و بخود یہ بیاباں گذرد  
 ہم خدا داند کا خرچہ کہاں گذرد  
 بہر پیمانہ نباید کہ ز پیساں گذرد  
 روزگارم ہمہ در طاعت پرواں گذرد  
 ورنہ از فاقہ بمن شب بھ طوفاں گذرد  
 سطح ایوانش از طارم کیواں گذرد  
 وصف ہر چیز کہ از حیرت امکاں گذرد  
 تو سن فکرت دی از پی جولاں گذرد  
 طالب گنج بیاید کہ بہ ویراں گذرد  
 در رہ ہر وے اول قدم انجاں گذرد  
 اشک در دیدہ پروردہ عیاں گذرد  
 گذرد آنچه بہ بیمار ز بھراں گذرد  
 آنچه از تشتر پولاد بشریاں گذرد  
 آنچه از لطمہ جود تو بھراں گذرد  
 گر بھست تو تو اتد کہ بایراں گذرد  
 آنچه براہرین از آیت قرآن گذرد

گفتم از بہر چہ ای بخت سبک بستی رخت  
 گفت اے خواجہ نہ مجنوم کز بے خردے  
 میزانی جو تو آنکاہ بہ بنگاہ خراب  
 گفتم اے ترک خطا ترک خطا گوئی کہ دوست  
 قرب سالی بود اے مہ کہ ز بیامانی  
 جودی جو خداوند مگر گیر دوست  
 خواجہ گیتی عبد اللہ کز فرط جلال  
 وصف جودش نتوان کرد کہ ممکن نبود  
 آفرینش را آن گنج نیاستند کہ وراو  
 ملک دنیا ز پی طاعت دلدار گیر  
 خاطر انباشتہ از مہر جہاندار چنانک  
 صاحبایکہ ز رشک گفت تو در مہ حال  
 بر جہاں از قبل قہر تو و رحمت تو  
 نوک کلک تو کند بارگ آسائش خشم  
 گذرد بر رخ معمورہ از سیلی سیل  
 فتنہ را شاید اگر ستم دستان خوانیم  
 گذرد بر بید اندیش ز شیدا سخنت



کوه در سایه عزم تو اگر گیرد حبس  
 لغت خوان تو ازش لغت جانی خواهد شد  
 عقل حیرت زده در شخص تو بیند شب و روز  
 کافر را راجحه خلق تو یا بد به مجسم  
 مومن از ناله قهر تو بید به بهشت  
 بسکه لا حول ایمان تو بر خویش دهد  
 یا پیچود زدی که نماید ز بهشت گزار  
 گذرد آنچه بگرخ از فرغ شوکت تو  
 ناگرمیای تو لای تو افتاده بچنگ  
 از لعاب دهنش آب بقا نوشد خضر  
 خاک از اشک حسود تو چنان گل گردد  
 گذرد از نفس قهر تو بر جان عدو  
 خشم گم و خرد از نام عدوی تو چنانکه  
 نگذرد از شمشیر ناقیه بر دیو رحیم  
 زده آتش خشم تو بود در دو جهان  
 سرور ای که خزان با نفس رحمت تو  
 شعر را خود چه ستاییم که سخن دانی تو

یا پیچود اندیشه زنه کنید گرداں گذرد  
 هر که در خاطرش اندیشه کفر اں گذرد  
 کش لب لغت جلالت بچه عنوان گذرد  
 حالی از خاطرش اندیشه روان گذرد  
 حالی از ناله سراسیمه بیزاں گذرد  
 فتنه از ساحت عدل تو هر لسان گذرد  
 گرگ در عهد تو چون از چوپایا گذرد  
 بر تن گوی که از لطمه چو گان گذرد  
 نیست دست که زانده بگریبان گذرد  
 باد مهر تو اگر بر دم لغت اں گذرد  
 که بر و بیگ نظر بر زده داماں گذرد  
 آنچه از باد خزان بر تن عریان گذرد  
 نام زندیق که در بنم سلساں گذرد  
 آنچه از کلک تو بر صاحب دیواں گذرد  
 چون شمر ارے که در اطراف بیتاں گذرد  
 خوشتر از عهد شباب به نیرسان گذرد  
 بیش از آنست که در وصف بخندان گذرد



قصدم از مدح تو این بود که در دفتر من  
ورنه در پیش تو بگذشتن شیدا و مستم  
یک از فریبول تو اگر یا بد تاب  
روح خافانی خرم شود از قسا آنی  
نام نامی تو در نامه و عنوان گذرد  
بمثل زمره بماند که بکرمان گذرد  
بدرخشانی از لعل بدخشاں گذرد  
اگر آوازه این شعر لبشرواں گذرد

## در ستایش پادشاه محمد شاه غازی

ماه رمضان آمد اے ترک ستمبر  
و اسباب طرب را بجز مجلس میز  
و آن مصحف فرسوده که پایتخت مجلس  
باز آرد و بده تا که بخوانم و دوسه سوره  
مے خوردن این ماه روایت که انچه  
در روز حرام است با جماع و لیکن  
بیش از دوسه ساعت توان خورد که تاج  
یا خورد بد انگونه بسیار که زمسته  
تا خلق بگویند که مے خورد و فلان  
من مذہب نیست ولی وجه منم نیست  
ناچار من و مصحف و سجاده و تسبیح  
بر نیز و مرا سجد و سجاده پیاد  
زاں پیش که تا گاه ثقلی رسد از دور  
بردی لبش غید و نیاید وی دیگر  
غفران پدر تو اہم و از مرز عشق مادر  
فرمان خدا دارد و میر لیغ پیمبر  
رعداں تو آن خور و شب یکدوسه ساعت  
بولیش رود از کام و خمارش رود از سر  
تا شام دگر بر نتوان خاست ز بستر  
آرے چه خبر کس را از راز مستتر  
وین کار نباید بجز این مرد توانگر  
وال درو شبان روز می و آن ذکر مقرر



وال خوب دعای ابو حمزه بخواند

اے دوست حدیثی عجبت باز نکامیم

وی و اعظمکی آمدور مسجد جامع

تسبیحک نزدی بکف از تربت خالص

دو آستی خر قه نهاده ز چپ و راست

تحت الحنکی از برد ستار فکنده

داعی بجیس بر زده از شاخ حجامت

چشمیش لبوی پیش چشمی لبوی راست

ز انسان که خرامد بر سن مرد رسن باز

در محضر عام آمد و تجدید و عنو کرد

وز آب به بینی زد و مضطرب او

باری لبشتان شد و در حقیقت نخستین

فارغ نشده خلق ز تسلیم و تشدد

وانگه لب سرد گردن تریش و لب و بی

کایقوم سر خار بیاباں که کند تیز

وال گرز گراں را که سپرد آتش

بر حبیب شقایق که بند تکلمه یا توت

مایه زنجوانیم بهر نیمه شب اندر

از حال یکے واعظا محال فسونگر

چوں برفت همه جامه سفید از پاتامر

هر به بغل عدد دیش وزن خروں تر

زانگونه که خرطوم هند پیل تنادر

چوں حبیب افق از برگردوں مدور

کاں جامی بکود است به بنید سر اسر

تا خود که سلا مش کنده از منعم و مضطر

آهسته خرامیدی و موزوں و موثر

ز انسان که بود قاعده در بند حب جعفر

گرمی بد هم شرح در اند آید فتر

بشست و قرآن خواند و بجنبانندی

بر حبیب چو بوزینه و زشت بکنم

بس عشوه بیاد و و پیش کرد سخن سر

وال بعرفه بزر که کند گرد و ببعمر

وال قامت موزوں ز کجا یا وقت صغیر

بر تارک ز گس که نهد قاپ فر عفر



الفقه تبرید ز غوغای قیامت  
 و آن کز دم و ماراں که چنین اند و چنان  
 و آن گرزده آتش که ز نادر سر عاصی  
 زان مو عظم مردم همه ز بول قیامت  
 خنریدیم و خنریدیم از بهر خدا بود  
 و عظمی که بود بهر خدا با اثر افتد  
 گفتم برم این قصه باریان عدالت  
 و ارای جوان بخت محمد شهبازی  
 دولت چمنی تازه و او سر و سرافراز  
 شاهی که چو بر تخت جلالت بنشیند  
 در چاکری در گه او حشم خاقان  
 قدرش نه تا ز کار کجا جرم بنشیند  
 گزینش بچه ماند کعبه گوهر بارش  
 هر پنه که یک روز در آن پنه ندر تیغ  
 تخلیست سنانش که نادر دگر گزینش  
 در روز و غا خشم ز سینه کمنده  
 بر کام غضنفر چو کنی خلقتش تقریر

فی الجمله تبرید ز منگامه محشر  
 نیش و دمشان تیر ترا ز نا چ و خنجر  
 آن لحظه که در قبر کسیر آید و منکر  
 گریای و من از خنده چو گل با رخ آفر  
 زیرا که بد آن مو عظم مکذوب و مژور  
 و ز صفوت او تازه شود قلب مکدر  
 تازین خبر آگاه شود شاه متطهر  
 سلطان عجم ماه اتم شاه سمنور  
 شوکت فلکی روشن و او ماه منور  
 آرائش کرسی بود و زینت افسر  
 در بندگی حضرت او تازان قیصر  
 جا هوش بکشد گردن افلاک بحسب  
 آن کوه موقر بود این بحر مقعر  
 روین دمد از خاکش نادر صفت محشر  
 از بازوی گروان بود و بارش از سر  
 از بیم جهان بیند پر زخمی و از دور  
 چو بلع ارم گل دمد از کام غضنفر



اول قدمش جای بود تارک آخر  
 دنیا مست یک مرغ و بود دولت او پر  
 بد بد نشود جفت سلیمان بیکیا فسر  
 هر موی زند بر تنش از خشم تو خنجر  
 از هر سکویش نبود حاجت ننگر  
 زریں شودش جنگل و میمن شودش پر  
 ز مرو شودش شاخ ز بر جد شودش بر  
 پشدار که آزرده شود شاه هنرور

اندیشه چو بر کاخ جلالش بنهد گام  
 گیتی است یک جسم بودستی اوج  
 شتابا تو سلیمانی و بدخواه تو بد بد  
 خنجر چو زنی بر تن بدخواه که رزم  
 گزایت حوم تو نگارند یکبشتی  
 هر باز که بر ساعد جو و تو نشیند  
 هر تخیل که در مغسر فصل تو نشاند  
 قافانی تا چند کنی هرزه در آئے

بس کن بدعا کوش بگو تا که جهانست  
 سالار جهان یاد شهنشاه فلک سمر

## وله فی مدیحه ایضا

از کجا گردد پدیدار این همه نقش و نگار  
 چون بر آید این همه گلهای نغمه کار  
 از چه بر نماید گیاهی زاب خاک شوره زار  
 اینهمه صورت بر دے علت و آلت بکار  
 چون بخونی کیس قصا ویراز کجا شد آشکار

راستی را کس نمی داند که در فصل بهار  
 عقلمای حیران شود کز ناک تار یک تیزند  
 کز نقش آفتاب خاکست اینهمه بجان و گل  
 کیست آن صورتگر ما بر که بے تقلید غیر  
 چون نیری کیس تماثیل از کجا آمد پدید



خیری از مهر که شد زینسان بگلشن زرد روی  
 از چپ بے نوگار سبزه است از ریاحین بوستان  
 باد بے عنبر چرشد این چنین عنبر فشان  
 برکت این تسبیح یا قوت از چه گیر و انخواں  
 برق از شوق که میخند و بدین ساں قاه قاه  
 چوں محوساں بلبل از ذوق که دارد زمره  
 ابر غواصی نداند از کجا آرد گهر  
 تا که گوید با در اے مقصدی چندین سو  
 چهره سوری از چه شد بیخاذه زینسان سبز  
 راستی چوں خواجہ باید عارفی نیرواں پرست  
 بدر ایران صدر ایماں حاجی قاسمی که هست  
 قصه کوتاه دوش چوں رشید رخشاں زخ نرفت  
 در و لعل میفر و شش هر چه در صنباسرور  
 چهره او یک خلد حور و روی او یک عمرش نور  
 جادوی در زلف مفتونش گره اندر گره  
 از غول غار شش را حسن طلعت زنگ بوی  
 از چشم کافرش یک دو دماں دل دروند

لاله از عشق که شد زینسان بستان انظار  
 از چپ بے شنگرف سرخ است از شقائق کوسا  
 ابر بے گوهر چراگشت اینچنین گوهر نثار  
 بر سر این تاج زمره و از که دارد و کوکثر  
 ابر از سحر که می گردید بدین ساں زار زار  
 چوں عروساں گلین از بهر که بند و گوشوار  
 با در قاصی نداند از چه رقص در بهار  
 تا که گوید موج را به موج چندین بار  
 زلف سنبلیله از چه شد بیشانه زینسان تار  
 تا شناسد قدر صنع و قدرت پروردگار  
 هم مرید خاص نیرواں هم مراد شهریار  
 ماه من از در و آمد بار خن خورشید وار  
 درد چشم باده نوشش هر چه درستی خمار  
 خط او یک کلمه مورد زلف او یک سله مار  
 ساحری در چشم مکحولش قطار اندر قطار  
 پر نیان سیکرش را لطیف و خوبی بود و تار  
 از دوزخ ساحرش یکنایماں جاں بقیرار



تودہ زلف سپر اسن رخسار او  
 چاہ یوسف تعبیت کرہ است گفتی دزد فن  
 نے غلط کروم خطا گفتم کہ نشنیدم بعمر  
 رشتہ اندر رشتہ زلفش ہجو تار عنکبوت  
 طرہ اش چوں پنجہ باز شکاری صید گیر  
 ہی لبش بوسیدم وہی شارد با نغم شکرین  
 قنر و شکر بد کہ می خوردم ز آل لب زنگار  
 گفت وہ بوسم لب فروں مرن گفتم بچشم  
 ہر چہ گفت از وہ فروں تر شد بشوخی گفتمش  
 گفت می خواہی مرادہ وہ بوسی تا بعد  
 گفت بالشد چوں تو کی عاشق ندیدم حریف  
 زیر لب خندید و گفت ای شاعر کترسم کہ تو  
 گفتم آری داعی شاہستم و مداح میر  
 الغرض با یکدگر گفتم چوں سختی سخن  
 صحبت معشوق و مے تا چند مانا غافلے  
 گفتم ای خادم مگر نوروز سلطانی رسید  
 سبزہ شد پیروزہ پوش و لالہ شد مر جاں فروش

بریجے از مشک است گفتی از بر سیمیں حصار  
 ماہ گردوں عاریت بستہ است گفتی در عذار  
 بیچ چاہی و از گون و بیچ ماہی بے مدار  
 حلقہ اندر حلقہ جعدش ہمچو پشت سوسمار  
 قرہ اش چوں چنگ شیر مرغزاری جاں شکار  
 ہی خطش بوسیدم وہی شد مشام مشکبار  
 مشک و عنبر بد کہ می بردم از آن خط بار بار  
 ہی ہی بوسیدمش لب ہی غلط کروم شمار  
 در شمار وہ غلط کروم تو از سری شمار  
 گفتمش نے خواہمت صبر بوسم تا ہزار  
 گفتم اش چوں تو یک دلبر ندیدم برو بار  
 نرم نرمک از پے ہر بوسہ خواہی کنار  
 از پے بوس و کنار ی چوں زمین گیری کنار  
 خادم آمد گفت اے قاتل از حق شرم دار  
 زینکہ فردا شب شب تحویل ہست و وقت یا  
 گفت بچ بچ را می ناقص میں عقل مستعار  
 سرخ گل آمد بچوش و سرخ گل آمد بیار



کارگاه شستری شد از شقایق بوستان  
 نیز و سوی بوستان بگذر که کوئی حور عین  
 زیر هر شانه ظریفی با ظریفی با ده نوش  
 یک طرف غوغای عود و بر لب و فرما و چنگ  
 صوفی اینجا در سماع و مطرب اینجا در سرود  
 چشمها در چشم ساقی کا صابر جام می  
 شکل زر گس چوں بلور بی ساغری پر ز رسته  
 گم بی پای سروین از وجدی رقصه تندر و  
 مرزبان از آفری پُر از درِ عدن  
 خادماک هر چند بامن در عبادت تندر شد  
 گفتم اے خادم بمل آن خامه و دفتر پیش  
 گفت تا که می خوری ترسم گرت ز آئینه رود  
 باده خواران دیگر را قسمتی بهم لازم است  
 گفتم اے خادم تو می دانی زیبا و کام من  
 می باده کامروز در گیتی منم خلاق نظم  
 مست چوں کردم معانی در دلم حاضر شوند  
 خادمش در چشم رفت وزیر لب آبسته گفت

پر ز ماه و شستری شد از شکوفه شاخسار  
 عنبرین کیس و پیسیده است اندر مرغزار  
 پای هر سروی حریفی با حریفی می نثار  
 یک طرف آوای کباب و صلصال و دراج و سا  
 عاشق اینجا شادمان و لبر آنجا شاد خوار  
 گوشها بر لحن مطرب رویا در رویه یار  
 یا فروزاں بوی از سیم پر ز عیار  
 گدیشاخ سرخ گل از شوق می خند و نهرا  
 مغزها از باد فرو روی پر از مشک تار  
 حق چو با او بود الحق گشتم از وے نثار  
 تا دماغی ترکتم ز اول بده جامی عقار  
 جالب جام می بیارم باز کوئی می بیار  
 نه نصیب تست تنها هر چه می در روزگار  
 هست در بر ندگی نایب مناب ذوالفقار  
 و از مودستی مرا در عین مستی چند بار  
 دزدلم غائب شوند آنگه که کردم هوشیار  
 باش کامشب می خورد و فردا ز ندیمش بدار



رفت عمار بر سر سخانه و ز سر جوش چشم  
زان می گزوی اگر یک جرعه پاشی بر زمین  
الفرح جانی و و چون خوردم قلم برداشتم  
زان شراب آورد و گزشتن پس شد لاله زار  
از سرستی کند بهفت آسمان را سنگسار  
گفتم اندر یک دو ساعت این قصید آباد

## مطلع ثانی

باوه جان بخش است و گشت خاصه از دست نگار  
خاصه بر صحن گلستان خاصه بر طراف باغ  
خاصه با یار مساعد خاصه اندر روز عید  
خاصه با الحان سار و صاصل و دراج و کباب  
خاصه آن ساعت که خوش بر سبزه می غلطیم  
خاصه آن ساعت که یار از پیجوی آید پیش  
خاصه آن ساعت که از بهشتی نگار نازنین  
خاصه آن ساعت که چون ساعتی گردد در  
خاصه اندر ملک ایران خاصه اندر عهد شاه  
بند شاه عجم فرمان روی ملک جم  
آن که چون که در وصف تنفش غامه گیرم و بنا  
دست او در برم منعم چون عطای این روی  
خاصه بهنگام صبحی خاصه در فصل بهار  
خاصه زیر سایه گل خاصه در زیر چنار  
خاصه با امن و فراغت خاصه با مین و یار  
خاصه با آواز چنگ و بر لب و طنبور و تار  
خاصه آن دم که یار از گلزار با و مشکبار  
گاهی افتد بر زمین و گاهی افتد بر یار  
به چو یک خردار گل غلطد میان سبزه زار  
از ره آید باد و مینا پاده ترکی میگسار  
خاصه در شیراز و دوران صاحب اختیار  
ناصر خیل امم بحر کرم کوه و تار  
چون زبان شمع ز انگشتان من خیر و شرار  
قهر او در برم مبرم چون قضای کردگار



بخل از جودش مقیم و دهر از قهرش عقیم  
 افتخار هر که در عالم با خلاق نگوست  
 اعتبار هر که در گیتی بمال و کشور است  
 انتظار سالکان زین پیش بود از بهر جود  
 اقتدار هر که در گیتی بکنج و لشکر است  
 ای که گوئی از هنر پیش گشت هر تازی میر  
 ای که گوئی از عطایش گشت هر خواری غیز  
 یاد او عقل است از آن در هر سری دارد وطن  
 قهر او هر است از آن تن را نبفتد سووند  
 روز قهر او بزم اندر نهند و باده نوش  
 بس که زهره پردلان را آب سازد تیغ او  
 گر نبودی ملح او دانا ز دانش داشت ننگ  
 لطف او از خار گل سازد بطرف بوستان  
 گر نسیم لطف او بر مهفت دریا بگذرد  
 و درود در شوره زار از لطف شیرین سخن  
 آیت قهرش دمیدم و قتی اندر بحر و کوه  
 روزی از تیغش حدیثه بر زبانم میگذاشت

امن در عهدش مقیم و فتنه در عصرش نگار  
 ای عجب اخلاق نیکو را بدوست افتخار  
 ای شگفتی مال و کشور زو گرفته است اعتبار  
 جود او ایدول کشد هر سالکان را انتظار  
 ای شگفتی گنج و لشکر زو پذیرفت اقتدار  
 پس چرا هر میر از شرم رایش گشت کار  
 پس چرا گنج عزیز از جود و ستش گشت خوار  
 مهر او رحمت از آن در هر دلی دارد قرار  
 خشم او مرگست از آن جان را نباشد سازگار  
 گاه مهر او بهمد اندر نگرید شیر خوار  
 روز زمش از زمین زنگار گول خیزد بخار  
 در بودی شخص او گیتی ز هستی داشت عار  
 خرم او از بادیل بندد بر آب جو نبار  
 همچو بحر طبع من شیرین شود آب بحار  
 تا ابد نخل رطب روید ز خاک شوره زار  
 بگرشد لخت و خان و کوه شد مشت غبار  
 از زمین و آسمان بر فراست بانگ زینهار



یک شب اندر کوهسار از غم اوراندمن  
 درچین دیدم دختراں را که از اوصاف او  
 با یکے گفتم شمارا هم مگر از جود او  
 گریبودی جود او را نبود زنگ و بوسه  
 سرور خوانند صاحب اختیار لیک من  
 در صنای ایند و اخلاق نیک حکم شرع  
 حیدر از کلک تجارت که از بس ساحری  
 شکر مصری بچس آورد که از دریای هند  
 گریه نکرده اند آں لے که بخشد از آنک  
 نیز اگر غنبر نشان لبس عجب نبود که هست  
 راستی خواهد مگر آب حیات آرد بدست  
 خلق می گفتند اسکندر چو در ظلمات رفت  
 لیک باورشده را در یک دیدم کلک تو  
 سرور را صد را خداوند اهی دانم که تو  
 بر دعای پادشاه زانو کنم ختم سخن  
 تا بود خورشید شاه اختران در آسمان  
 شوکتش چون نور انجم تا قیامت بمقیور

خواست چون مرغ از بسکساری بپر و کوهسار  
 گرد هم جمعند یکسر باز بانی حق گذار  
 بهره باشد بیاسخ گفت آری بشمار  
 ورنه نبود فضل و مارا نبود برک و بار  
 نیک در شش چیزی منیم ترا بے اختیار  
 در ولای خواجه و اتفاق مال و نظم کار  
 گوهر خشتاں ز مشک سوده سازی آشکار  
 گوهر عمارت بودم آرد گیس از زنگبار  
 از کف را و تو دار و بجزر عمارت در جوار  
 دست تو دریا و عنبر خیزد از دریا کنار  
 کاینچنین پیوسته در ظلمات پدید خضر وار  
 بس گهر آورد و می گفتم ندارم استوار  
 رفت در ظلمات و باز آورد در شاهوار  
 نگذرد در خاطر جز نام شاه نامدار  
 تا تو اید و بر مرا و خویش گردی کامگار  
 شاه شاهان باد شاه شاه مادر روزگار  
 دولتش چون دور گرد و تا بخشاید



راحت امر دزدان هر روز افزون ترزدی عشرت امسالش هر سال نیکوتر زیال

درستالیش شیراز صانع الله عن الاعواز و اعیان ال

و تخلص بکدح معتدل و له منو چرخاں طالب شاه گوید

تبارک الله از فارس آن خجسته دیار  
 بزیر بقعه گردون بروی رفته خاک  
 کس ندیده در آفاق این چنین معمور  
 نسیم او همه دلکش تر از نسیم بهشت  
 زلال هر دمن اوست کوه از یاقوت  
 عذایقش زده پهلوی بهشت باغ بهشت  
 ز لبیک زعفران سار خیزد از بامون  
 فضای دشت پر از صوتهای موسیقی  
 ز رنگریزی ابر بهار در بامون  
 هزار طعن و من را بد که صباغ  
 ز بهر کرانه پری سیکر آن گروه گروه  
 چو جسم و امق در تاب زلفشان نسیم  
 کمی نه بیند چون آن دیار یک دیار  
 ندیده دیده بینا چنان خجسته دیار  
 هیچ عصری از اعصاب عصری از امضا  
 هوای او همه خرم تر از هوای بهار  
 ز نسیم هرچین اوست کافی از رنگار  
 ز گونه گونه خواک ز گونه گونه شمار  
 ز لبیک قنقنه کباب آید از کسار  
 هوای کوه پر از لحنهای موسیقار  
 ز مشک بیزی باد و ربیع در گلزار  
 هزار خنده چمن را بگلستان عطار  
 ز بهر کرانه قمر طلعتاں قطار قطار  
 چو بخت عاشق در خواب چشمشال رخسار



در شک خامه صورت گران شیرازش  
 زهر چه عقل تصور کند در او موجود  
 همه صنایع چیشش بصحن هر دو گال  
 بصد هزار چین نیست یک هزار در او  
 بجا که او نتوان پانها و زانکه بود  
 تبی سفید حصارش که نافریده خدای  
 بگو مسیر تخیلات او بوقت تخر  
 زهر نهال برو منرش آشکار ترنج  
 نهال کوی زر آورده بار از نارنج  
 یک لب شکل چو بر خط استوا خورشید  
 جبال شامخه اش با پیرنجوی کوی  
 بیاب و راغش هر گوشه صراط نشا  
 ز عکس ساقی و ز ناب شراب طلعت گل  
 ز لب قلاع و صیاصی ز لب قلاع و قصور  
 بساحتش نبود شخص را محال گزر  
 صوامعش چو ارم گشته کعبه اشرف  
 منابرش چو فلک مرتقای خیر ملک

روان بانی لوشاست جفت عریض عوار  
 زهر چه و هم تفکر کند در آن بسیار  
 همه طرائف روشش بطرف هر بار  
 بشاخ هر گل در هر چین هزار هزار  
 ز انبیا و رسل اندر و هزار هزار  
 چنان حصارے در زیر این کبود حصار  
 بساں پیراں تخم گشته اند گران بار  
 بساں کوی زرخ بر فراز قامت یار  
 حدیقه کرده روال جوی سیم از انهار  
 یکے بوضع چو در صحن آسماں سیار  
 چو عاشقی که کت را ز دل بیار اظهار  
 چو ماه و مهرش هر سو هزار جام عقار  
 پیاله گشته هر گوشه مطمع الا نوار  
 ز لب مرع و مویشی ز لب صنایع و عقار  
 بعرضه اش نبود مرد را طریق گزار  
 مساجدش چو حرم گشته قبله احرار  
 معابرش چو افق ملتقای لیل و نهار



ز سبک عارف و عامی برآں گفتار محمود  
 میخاننش بپیرنج و زنج اسطرلاب  
 ندیده نبین حکیماننش از کمال و قوت  
 محاسبانش ز آغاز آفرینش خلق  
 ز لحن مرثیه خوانان او گدازد سنگ  
 هزار محفل و در هر یک هزار ادیب  
 نه صرف و نحو و بدیع و معانی و امثال  
 ز جفر و منطق و تجوید و رمل و اسطرلاب  
 یکے نکات طبعی همی کست تسلیم  
 یکے نوشته بر اشکال هندسی بریاں  
 یکے سراید کاینست رائے اقلیدس  
 بویژه حضرت نواب آسمان بواب  
 بهر هنر بود از اهل بهر دست ممتاز  
 تبارک از اسد الله خاں جهان هنر  
 گرش دو دیده ظاهرنگوں بروں آورد  
 بنور مردک چشم معرفت ببیند  
 هزار چشم نهال بین خدای داد و بدو

ز سبک و عامی و زنجی درین شوند و چا  
 زار تقاضا و تقاضا و یکم و انصراف و بشیار  
 خبر دهند ز رنج نهان هر بیمار  
 شمار خلق تو اند تا بدوز شمار  
 چو جسم عاشق بیدل نو دوری و لطف  
 هزار مدرس و در هر یک هزار اسفار  
 بیان و فقه و اصول و ریاضی و اخبار  
 نجوم و هیئت و تفسیر و حکمت و آثار  
 یکے رموز الهی همی کست تکرار  
 یکے نموده ز قانون فلسفی اظهار  
 یکے نگار و کاینست گفت بدین یار  
 محیط دانش و کان سخا و کوه وقار  
 چو از گروه بنی هاشم احمد مختار  
 که هست اهل هنر را بذاش انتظار  
 بنوک کز لاک تقدیر چرخ بد بهجار  
 سواد سر سویدای مورد در شب تا  
 که خیر اند ز بینایش او لوالا بصله



زبیر سخندان که نوک خانہ او  
 قلمش را دوزبانست و صد ہزار زبان  
 بود و گوہر یکتاش در یسار ویمیں  
 یکے یگانہ بت پیر بھیجی آصف جسم  
 ز کلاک لاغراں نیکنوا گشتہ ہمیں  
 ہم از عنایت داماد او عروس سخن  
 بدست اوست کہ جو دخامہ در جنبش  
 محی وصال سخندان گشتہ نقد سخن  
 گذشتہ نشرش از شرہ شعرش از شعری  
 نہ یک مشیر شعرش کسے نشانہ صلو  
 بہفت خط جہاں رفتہ نصبت بہفت خطش  
 کلا مشغ آب روانست طبعش از حیرت  
 اگر کمال بود عیب کاش می افزود  
 زایلخان نکتہ وصف زانکہ بحر محیط  
 زدود مطیع جودش سپہر گشتہ کبود  
 گرش بمیں نبود التفات باکی نیست  
 برادر و پسرش را چگونه وصف کنم

مشیر ملک بود بے زباں و بے گفتار  
 بیک زبانی او یک زباں کنند اقرار  
 چو ہر و ماہ رواں بالعتشی والا بکار  
 یکے گزیدہ شمشیر بھیجی سام سوار  
 زگرہ فریہ این بدسگال گشتہ نزار  
 ہزار طعنہ زند بر عرایس ایکار  
 بدیاں مثابہ کہ ماہی شنا کند بچار  
 بسعی صیر فی طبع او تمام عیار  
 ولی نہ نشر و تارش بود نہ شعر شعار  
 نہ یک بشیر نہ نشرش کسے نمودہ نثار  
 وے زہفت خطش نصبت خط یک مینار  
 نشست بر لب آب رواں چو بوی تیار  
 بعیب او و بعیب من اینرود و ادوار  
 شناورش بشنارہ نمی برد بکنار  
 زگرد تو سن قہرش ہوا گرفت غبار  
 کہ نصبت در بر خورشید ذرہ را مقدار  
 کہ مرگ خواہد از بیم تیغ شان زہار



یکے زمین میں نیش زمانہ خورده میس  
 یک از هزار گویم بصد هزار زبان  
 ز بسکه لولوء ریزد ز طبع لولوء خیز  
 حساب آں نتواں کرد تا بروز حساب  
 ز بے کلاں تر دانا که طوطی تسلیم  
 چه مدح گویم از مسیر بهماں که بود  
 اگر چه دیر به پیوست با امیر جہاں  
 ز شیخ بندرستم بنالہ چوں تندر  
 دو دست دوست دو دریا ورنج حسرتاں  
 ز بے وکیل کہ چوں نفخ صور موتے را  
 ز خاں جہرم اگر با شرم هزار زبان  
 ز فیض صحبت خان نفر نفور نسیم  
 چه مدح گویم از حکمران حومه کہ هست  
 خدا نکه ورا هست عاقبت محمود  
 ز قدح فارس مراقب کرد و گفت مگر  
 بعرق خویش ازین بیش نیستین طعنه مرن  
 کلامت آب روانست و این عجب کما

یکے ز سیر بسیارش ستارہ برودہ بسیار  
 شناسے حضرت بکر کی خطہ لار  
 ز بسکہ گوہر ریزد ز دست گوہر بار  
 شمار آں نتواں یافت تا بروز شمار  
 بگاہ شکرش شکر فشاندا ز منقار  
 بخوان ہمت اور وز گار خواں سالار  
 دے ز خدمت او زود نگسلد چوں تار  
 کہ دارد ہم ز حقارت وقار آں چو حقار  
 بھی ز دیدہ دو دریا رواں کف بکنار  
 دہر ز صحبت سخا جاں مجسم و بیکر یار  
 یک از ہزار کف وصف و اندک از بسیار  
 کہ زنگ غم نزد ایدہ بصیرت افکار  
 یگانہ گوہر از صلب حیدر گزار  
 بعون احمد مختار و سید ابرار  
 بگردا نرہ عیب یک جہاں احرار  
 کہ آخرت عرق شرم ریزد از خسار  
 نشسته ز آب روانت بدل غبار و نقار



ز قفس پارس جو برگزینت بود و تقصیر  
 بویش و انکوش گزیدل مکران جهان  
 جناب معتمدالدوله گزید سحاب کفش  
 ز بحر جوش جوئیست لجه رعمان  
 سپهر و مهر چه در آن نقطه حکم او چنبر  
 ستاره کیست که از امر او کنت اعراض  
 ز بهی ز صاعقه تیغ آسمان رنگت  
 بهمد عهد تو در خواب امن رفته جهان  
 خلافت با تو بود آن گنه که تو به آن  
 بزنگوار اسپهر امرا یکے خانه است  
 بسطح آن نتوان کرد رسم دانه طاق  
 شود چو پای ملخ روی شاخ خراشیده  
 از آن سبب که رصیق قضا و تنگی جان  
 درود و موش ملاقی شوند اگر با هم  
 بجای نگاه ملاقات جهان و بند آخر  
 و گرد و مور در او از و سو کنند عبور  
 از آن سبب که ترا تنگنا ایشان نه بود

ز دزدان دشت برگزینش سزد و تقصیر  
 شد دست خیرت کشمیر و غیرت فرخار  
 بود بهماره در آزار ابر و آزار  
 ز جیب علمش گوئیست گنبد و وار  
 همان و هر که در و بنده قدر او سالار  
 زمانه چیست که بر حکم او کند انکار  
 بسایه رخ و خرم نشان پلنگ در کسا  
 و لیک بخت تو چو پاسبان بود بیدار  
 قبول می نشود با هزار استغفار  
 که تنگ تر بود از چشم مور و دیده مار  
 ز بسکه تنگ نگر دو بهیچ سو پر کار  
 اگر دولتش نمایند اندر آن پرکار  
 همی خوردند ز مهر گوشه بر در و دیوار  
 ز هم گذشتت نیارند از یحیی و لیار  
 کشان نه راه گریز است و نه مجال گزار  
 ز نند قرعه و بر یکدگر شوند سوار  
 نه رنگذار فرار و نه جایگاه قرار



چهارده تن در خانه بدین تنگی  
 بردی بیکر گرفتاده ایکم پیرو جوان  
 وے دو خانه بود در جوار آل خانه  
 وسیع چوں دل و انا کشاده چوں رخ دوست  
 گراں دو خانه یکے را بنقد بستافتم  
 بزرگوار اگر دم شکایتی زین پیش  
 بجز بزیای بستند بر من این بهتان  
 کنون بعد رجای نکرده بسروم  
 قسم بخت و جاه تو گر همی جویم  
 وے زهر که گزندے رسد بخاطر من  
 بود بکام تو یارب مدار هفت سپهر  
 تبارک الله از منکر بکفر قانی  
 خطای شعرش چون صیر عاشقان اندک  
 توانی سختش هست چوں سنای امیر  
 و یا عطای امیر است کز اعاده او  
 همان جود منو چرخاں که انگیزد  
 همیشه خرگه اقبال و شوکتش را باد

که نیک ننگ تراست از دبان ترک تار  
 چنانکه چسب بر رخ پیر و خم زلف نگار  
 که زنده دارد ما را بهمن قرب جوار  
 بحر می چو بهشت و بتازگی چو نگار  
 بنقد می نشوم با هزار غصه و وچار  
 ز ابل فارس که شادان زمیند و بنور  
 کساں کشان نه بود فهم معنی اشعار  
 مرا این قصیده که دارد مدح شان شاعر  
 ز هیچکس بجاں عیب خاصه از اخبار  
 به تیغ ججو بر آرم ز جسم و جانش و مار  
 کند بگرد مدرتا سپهر پر و مار  
 که جان عاصد از اینکار او بود افکار  
 قبول نظمش چوں جود لیل بسیار  
 که طبع را تماماید طویل از تکرار  
 ز جان سائل مسکین بر دل برو تبار  
 بگاه خشم ز آب آتش و ز باد بخار  
 اعل طناب و فلک رقبه زمین مسمار



# در معرعات نظام الدوله حسین خاں

با فال نیک بهر زمین بوس شهریار  
 کمتر غلام شاه خداوند ملک جم  
 سالی و پیش ازین کشتاشقه ملک جم  
 ملکی که بود جمع تر از خال گلر خاں  
 از اہتمام خواہ پیلے دفع شور و شر  
 از خواہ بار جست و سبک بار بست و رفت  
 نے تخطا چہ رانم ہمراہ خویش بُرد  
 زیرا کہ بود قائد او بخت خواہ  
 پس کار ہای طرفہ پشمش نہ نمود کش  
 لیکانچہ کرد از مدد بخت خواہ کرد  
 خود سنگریزہ چیت کہ بے معجز رسول  
 بے عون ایزدی چہ کند و در آسمان  
 اوج چھنیض موج ز بادست در بخور  
 آں را کہ خواہ خواند سر زند خوشین  
 بارے بہ ملک جم در خوف و رجا کشود

آمد ملک جم سوے صاحب اختیار  
 کمتر رہے خواہ خداوند حق گزار  
 وز ہم گسخت ساسلہ نظم آں دیار  
 چون زلفت یار گشت پریشان بقرار  
 فرمانروای ملک جمش کرد و شہر یار  
 بے لشکر و معاون و ہمدست و پیشکار  
 ہر چہ آفریدہ در دو جہاں آفریدگار  
 کز جود او وجود و گیتی شد آشکار  
 یک سال گفت نتوان بر وجہ اختصار  
 کز نامیہ است حرّمی سر و جوہار  
 گوید سخن چو مرد سخن سنخ ہوشیار  
 بے زور حیدری چہ بر آید ز ذوالفقار  
 جوش و خروش سیل زابراست در بہار  
 گر ناظم دو گیتی گرد و عجب مدار  
 تا دوست را شکور کند خصم را آشکار



شورش نشاند و سوزینا کرد و بر کشید  
 انهار کند و بر که و کار یزد و جو سے جر  
 برداشت طرح غلو و تحمیل نان فروش  
 نظم سپه فزود و متال دو ساله داد  
 زرداد و تخم و گاو و تقاوی به بهر زمین  
 از بسکه ساخت چینی از دود غصه کشت  
 کاں کند و کوره بست فلز جیت و باغ ستا  
 سد بست و که شکست و بیاد و سوے شهر  
 بهر طراز آب ز صد میل راه فزود  
 که کوه را شکست چو شمشیر باد شه  
 کوچه که راز گفته در گوش آسمان  
 فارسے که پائے گاؤں میں سودیش به فرق  
 سدے سدید و روره بسته کاندرو  
 صد میل راه کرو تراز و بیگ دگر  
 و اں چاهماے چند که حجم کند و زیر خاک  
 فرسوده بود و سوده و آگنده آن چنانک  
 هر چاه و باره به ما ہی رساند و کند

حصنه که بد بروج فلک را در و مدار  
 بستان فزود و قمریه و پالیز و کشتزار  
 بنشیند باج برت و تکالیف را هدار  
 خود را عزیز کرد و در هم را نمود خوار  
 آورد پیشه و رز و باقیین ز هر کسار  
 چون دیگ کاسه و سر فقور پنه بخار  
 سر و دهنال کشت و درختان میوه دار  
 شمشیر را که هست یکجور و خوشگوار  
 که غار کوه کرد و گم کوه کرد غار  
 که دشت را چو خنک ملک کرد و کوهسار  
 چون سنگریزه در تگ چو بینش قرار  
 بر شلخ کاؤ کرد و یابیش ره سپار  
 و هم از حد برون شدنش نیست اقتدار  
 با همچو اساس عدل شهنشاه تاجدار  
 مانند ابراهیم آب و دوشمش در انتظار  
 گفتی تلخ است هر یک از انهار بگذار  
 هر دو آن گرفت جان برادر که کرد کار



آرے کد ام مزد به است از رخصت نشه  
 از بهر حفر چاه ز بس تیش زده خاک  
 مزدور وار رفت بهر چاه و کار کرد  
 یوسف شنیده ام که به چه گریه می نمود  
 یکبار رفت یوسف مصری اگر بچاه  
 یوسف به چاه رفت و از آن پس غریزند  
 فرقی دیگر که داشت ز یوسف جز این نبود  
 وز حکم خواجه ساخت به شیر از اندرون  
 حصن رفیع ساخت به بالا س آسمان  
 از قصر با هر یک شان رشاک آسمان  
 گوئی کشیده شهرش افلاک در غسل  
 بارے پس از دو سال که از آنجا برفت  
 پیک زره رسید که ز می ملک خاوراں  
 و اں خواجه بزرگ خدا جوی شه پرست  
 با خویش گفت عا طفت خواجه مر مرا  
 از عهد شیر خوار گسیم تربیت نمود  
 سر بازے از سپاه خدیو جہ سال بدم

وز التفات خواجه و تائید کردگار  
 چشم زمیں ز سوز درون کشت اشکبار  
 تا اوج ماه با گنج و سار و جش استوار  
 او بود یوسفی که چه از وسع گریست زار  
 او بهر آرمون عمل شد هزار بار  
 او خود عزیز بود که در شد به چاه سار  
 کو شد به در چه و این یک مداخلتیار  
 چند س بنا که گردان تو انمش شمار  
 حوضه عمیق کند به پهنای روزگار  
 وز باغها که به یک شان داغ چند چار  
 گوئی گرفته را غش جنات در کنار  
 چو نوک کلک خواجه دلش چاک و تن زار  
 جیشے کند کسبل شهنشاه کا مگار  
 بهمت بکار مرده پئے دفع نابکار  
 برد از حنیف ذلت برد از افتخار  
 تار وزے اینچنین که شد مگرد و شیر خوار  
 بے نام و بے نشان و تہید ست و خاکسار



دایروں ز لطف خواجہ بجائے رسیدہ ام  
 بودم تخت خار بجے خشک و عاقبت  
 ایدر کہ گاہ بندگی و روز خدمت است  
 بردن پے بسیج سپاہ ملک پرے  
 این گفت و بر نشست و برے رفت و سر نہا  
 دزد و ہر دو آمدہ بیرون شگفتہ روی  
 کرد از پے بسیج سفر ہستہ ہلے زر  
 با صد و نندہ اسپ و دو صد استرتر گ  
 وز آن دہاں تر گافتہ ماران آمین  
 آورد نزد شہ و دہزار از بر اسے جنگ  
 شہ خلعتیش داد ہمالیوں بدست خویش  
 آن جامہ کہ گفتی جسیریل یافت  
 ہم داد شہ بدست خودش یکدست زر  
 وز خواجہ یافت عاطفے کنرداں بدن  
 و کردگار عقل و عقل شریف نفس  
 وز آب تازہ ماہی و از میسم و ز فقیر  
 وز مصطفیٰ بلال و ز مہر فلک ہلال

کم بردہ صفت بہ صفت بود و بدرہ بار بار  
 ز اقبال او شدم چو گل سرخ کا نگار  
 باید یہ عز خواجہ کمر بستن استوار  
 اسپ و ستور و بختی و اسباب کار زار  
 برخاک پائے خواجہ وزی نشاہ جست بار  
 ز انسان کہ از خلاص زر سرخ خوش عیار  
 بچوں نقد جاں بیائے غلامان شہ نثار  
 با چار صد بیون زمین کو ب راہوار  
 کا دل خوردند مور و سپس فتنہ کنند نار  
 تا مار سناں بر آرند از خصم شہ دمار  
 چوں نوب کلک خواجہ ز راند و ز رنگار  
 از زلف و جسد حوری و غلانش پودنا  
 یعنی چو ز در دست شود بعد از نیت کار  
 وز یاد فرودی گل و از ابر مرغزار  
 وز نفس پاک پیکر و از ہوش ہوشیار  
 وز قرب دوست عاشق و از وصل گل ہزار  
 وز مر تفضیٰ اویس و ز نور قمر شمار



یا حاجی از ورود حرم و رگه طواف  
خواجه است نایب نبی و او یخ خش  
هر که از اسامه حبت تخلف رسول گفت  
آری ضمیر خواجه محک است و از محک  
امروز در عوا لم هستی ز نیک و بد  
ناگفته داند آرزوی طفل در رحم  
از جود بختد آنچه بهر گنج سیم وزر  
پیرست زنده دل که جود است تابخش  
شاه جهان کشای محمد شه آنکه هست  
ای خسرو که تا بروم روز واپس  
خسرم تو با چو خاک نخواهد شدن بلند  
یا چو آب میل صعود آں زمان کند  
یا آں زمان که جسم پیرش از عتاب تو  
پیوسته باد آتش تیغ تو مشتعل

یا ناجی از خلود ارم در صف شمار  
بر چیده است ساعد محبت اسامه وار  
نهری بدو درست ز خلاق نور و نار  
نقدی که خالص است فروں جود اعتبار  
راز نهفته نسبت بر آں خضر نامدار  
نادیده یابد آبخور و خش در قفار  
وز خرم داند آنچه بهر شاخ برگ و بار  
ز د بخت شهر یار ظفر مند و بخت یار  
جالسوز تیغش از ملک الموت یادگار  
ذکر محامدت نه تو اتم یک از هزار  
الا دمی که در رسم اسپت شود غبار  
کا جنای جیش از لطف تیغش شود بخار  
ایں یک رود به نیزه و آں یک رود بهار  
تا حاسد شریر تر اسوزد از شرار

در ستایش شاه ناصرت الدین شاه غازی خلد الله ملک او

فرو گرفته گیتی را بباغ و راع و کوه و در  
نغم ابرودم باد و لطف برق و غوثت در



شمع از نسیم هوا از زمین از گل تل از سینه  
 زابر و جوان و لاله و شاه اسپرم سنی  
 عقیق و کمر و لب و سیر و زه را مانند  
 ز صغیر ایزدی مخدومات و هاکم و حیرا  
 کنون بکوشنیل و شمشاد و باغ و بوستان ارد  
 بصرین باغ و طرف راغ و زیر سر و دپاس جو  
 بویزه با بیتی سنگول و شمع و شمع بچه پروا  
 سمن خوس و سمن بوس و سمن روس و سمن سکا  
 برش و بیافرش زیبا قدش طوبی اندهش حبت  
 بیالاکش بیما خوش بود لکش بخو آنش  
 چو سیم سر و سمن کش هست رو و سیم و لب  
 کفش رنگین و شمشکین خطش مشکین شمشیر  
 دوهار و ست و دو مار و ست و دو گلرگ و دو جاش  
 مرا هست از غم و اندیشه و فکر و خیال او  
 ز عشقش چو انار و نار و مار و ار و مارم  
 ولیکن باز از و شام که سال ماه و روز و شب  
 طراز تاج و تخت و دین و دولت ناصر الدین شه

حواصن بال و شایین چشم و پیر تاج و طوطی بدم  
 هوا اسود زمین ابیض و من از زمین انفس  
 شقیق و شبتاید و بوستان افروز و سیمیر  
 اگر لوگ اگر از رنگ اگر مانع اگر آذر  
 چمن نرین و من تکمیل زین آتش زماں زیور  
 بزین کام و بکو کام و بکو جام و بکش ساغر  
 سخن پرداز و خوش آواز و افسون ساز و دستار  
 پری طبع و پری زاد و پری پیر و پری پیکر  
 نقش روشن خطش روشن روشن روشن شکر  
 یچشم آه و لعل و تاز و بند و بند و بند  
 مهر و روشن نقش تازی گل سوری سحر  
 بخو و سن برو و سن برو و سن برو و سن  
 پیر از خواب و پیر از تاب و پیر از آب و پیر از شکر  
 بقا مشکل و دو پا و گل بود در دل و در سر  
 بری گفته دلی گفته تنه جفته قندی چنبر  
 بطوع و طبع و جان و دل تنای شه کن در بر  
 که جوید نام و راند کام و پاشد سیم و بخشد زر



ملک اصل و ملک نسل و ملک اسم و ملک این  
 عدد بند و ظفر مند و ہنر جوے و ہنر پیشہ  
 قوی حال و قوی یال و قوی بال و قوی بازو  
 شہنشاہی کہ بہت اور الطوع و طبع و جان و دل  
 حقائق خواں و قاتق دامن عمارک جو پارک زن  
 ز فیض فضل و فرط بذل و خلق خوب و خلق خوش  
 برائے وفات و طبع و ضمیرش جاوداں بینی  
 زہے اے برتن و اندام و چشم و جسم بدخواہت  
 حسام فرزدغال و نخت و اقبال ترازیمید  
 درآں روزے کہ گوش و ہوش و جان و دان ہم پادشہ  
 ز سہم و سیر و تیغ و گرز و گویاں گواں گردو  
 خراشد رنگ و پاشد گرد و ریو خاک و سبیل گل  
 بلا گاز و بدن آہن سناں آتش زمین کورہ  
 دلیران از پے جنگ و سیر و وقتہ و غوغا  
 لوتچوں بے روپنگ و پیل و ضرغام از کیخسری  
 بزریت ادہی چالاک و حسیت چابک حیرہ  
 سرین و سہم و ساق و سینہ و کتف و میان او

ملک طبع و ملک خوب و ملک روم و ملک منظر  
 عطا بخش و صبارخش و سما قدر و سخا گستر  
 جہاں جوی و جہانگیر و جہاندار و جہاں داور  
 نقضاتالبع قدر طالع ملک خادم فلک چاکر  
 فلک پایہ گرانمایہ ہاسا یہ ہمالیوں فر  
 دلش صافی گفتش کافی دشت شنائی ریش الور  
 غر و مفتول ہنر کنوں شغف مصعموں شرف مضم  
 عصب زنجیر و گشت شیر و مرگاں تیر و مولشتر  
 سپہر آہن قضا قبضہ شرف حبیبقل ظفر جوہر  
 غوکوس و تگ رخش و سرگز و دوم خنجر  
 قضا ہام قدر تیراں زماں عا جز زمین مضطر  
 بسہم شہب بدم ابرش بتک اوستم میل شفر  
 تیرتیک و سپہر سناں نفس و دم مرک آہنگر  
 رواں در صفت و ہاں برقت سناں برکت سپہر  
 بکف تیغ و سیر خفتاں بتن درع و بسیر خفر  
 شغ آشوب زمین کوب مدہ انجام و قوی پیکر  
 سطر و سخت و باریک و فراخ و فریب و لاغر



دم داند ام دیال و باز و وزین و رکاب او  
 پیش باد و سمش سندان تنش ابرو تکش طوقان  
 بیک آهنگ جنگ و غم و جنبش در کند آری  
 بیک ناور دور زم و حمله و جنبش ز بهم در سے  
 بدشت از سهم تیر و تیغ و گرز و برزت اندازد  
 شفاقاکی از درد و غم و رنج و الم گشته  
 سر و گریه و فضل و جود و بذلت زین سپر آرد  
 نیار و محدود و شک و تصیفت گرش باشد  
 الا تا زاید و نیز دالا تا وید و ریزد  
 حسود و دشمن و بدگوی و بدخواه ترا بادا  
 بسال و ماه و روز و شب بود بدخواه چاهت

نثار و زورق و بلط و ستون و عرشه و لنگر  
 کفش برن و خواتش باران و تن برق و خوش تندر  
 دو صد دیو و دو صد گیو و دو صد نیو و دو صد فیل  
 دو صد پیل و دو صد شیر و دو صد بر و دو صد ارشدر  
 سنان قارن سپر شیرین کمان بهمن کمر لوزی  
 قدش چنگ و تنش تار و دمش نای و دمش مهر  
 نهالش سیخ و پنجش شاخ و شاخش برگ و گشن  
 محیط آینه شجر خامه فلک نامه جهان دفتر  
 نم از آب و لقت از تار و گل از خاک و نم از مهر  
 بسر خاک بچشم آب و لب باد و بدل آذر  
 کجک بر سر خجک در دل حسک بالین خسک ستر

در ستایش شاهزاده رضوان آرامگاه فریدون پیر اطاب شاه

ای زلف نگار ای حبشی زاده شیرنگ  
 ای مادر اهرمن و ای خواهر عفریت  
 ریگان مگرت بوده پدرت لبیه مادر  
 بهادوی سیه کاری و جاسوس شب تار

ای اصل تو از تو به دومی نسل تو از رنگ  
 ای دایه پتیاره و ای مایه شیرنگ  
 کت ماند و بمیراث از آن بوی ازین رنگ  
 در بان رخ یاری و در مان دل تنگ



یک حلقه پریشانی و یک سلسله شیدا  
 یک مملکت آشوبی و یک معرکه غوغا  
 میلاد تو در بر و میعاد تو در روم  
 از تخته ریحانی و از دوده سنبل  
 اسپید زنگی و ولی عهد تاجی  
 تناری ز تو در نافه تاتار و صد تار  
 چون دام همه پیچی و چون خام همه چپ  
 با عود پسر غمی و با مشک برادر  
 جادوی رسن سازی و هندوی رسن باز  
 آویخته باماهی و آویخته با گل  
 هم سرکشی ای زلف سیاهم متواضع  
 صوفی صفتی ساخته از کبر و تواضع  
 بر ماه سراپیده ز دست مگر از عجب  
 جامی تو بنفشه بر پای گشته سیروی  
 خلق دل خلقت بهر حلقه گرفتار  
 آئینه رخسار نگار از تو صفایافت  
 اندام مهم نخل بلند است و تو جوین

یک گله پرستونی و یک بادیه سارنگ  
 یک طائفه ریحانی و یک قافله شیرنگ  
 جولان تو در خلق و میدان تو در گنگ  
 همیشه قطران و لوله از رنگ  
 وارنده جبینی و طرازنده ارتنگ  
 بوی ز تو در سنبل خود روی دو صد تنگ  
 چون دیو همه ربوی و چون زاغ همه رنگ  
 با غالب همه رنگی و با سلسله هم سنگ  
 دیوان را سالاری و دزدان را سر تنگ  
 سوداگر سودانی و همسایه افرنگ  
 با نخوت گلچیری و بالایه اورنگ  
 باطن همه نیرنگی و ظاهر همه بیرنگ  
 خواهی که چو خمر و دیم بود کنی جنگ  
 تا حشر نگوئد ساری از آلاش این رنگ  
 چون طائر پر رنجیت کار خسته ارچنگ  
 یا آنکه سیروی شود آئینه از رنگ  
 بالای بتم تا که متا کست و تو پاشنگ



ز مکی بیه فرہنگ و ادب هیچ نداند  
 صبر دل عاشق ہی سخی از ایوانک  
 بالازده ساق چو زاهد کہ زور سواس  
 یا چوں دو غلام حبشی کز پیئے کشتی  
 از مرد مک دیدہ اگر دودہ تساید  
 ماور دسر عشق تو داریم اگر چہ  
 چوں چنگ نکیسائی و ہر موی تو از تو  
 این طرفہ کہ نالال دل من در تو شب روز  
 میران رخ یاری و در کفء تارت  
 تقویم مہ رونی و آد بخت مہویت  
 ماناکہ دل و جسم منت عاریہ دادند  
 تا بد رخ یارار تو چو خورشید ز روزن  
 تا تا فتنہ شمع ز بر تافتنہ فالتوس  
 یا برگ گل از غالیہ یا نور ز سنایہ  
 یا طیت دینی کہ برو حلقہ زند کفر  
 مانی کفر ابے کہ بود جفت حواصل  
 یا ہندوی عریاں کہ نشیند بدو ز الو

بچوں شد کہ تو ہمارا ادب گشتی و فرہنگ  
 بچوں کفہ میزاں زد و سوخت است از رنگ  
 و اماں ز پس و پیش بگیہ و لبس چنگ  
 سو پا چہ بمالند و برند از دو سو ہنگ  
 نقاش نیارو کہ زند نقش تو بر رنگ  
 آسودہ شود در دہر خلق ز شہ رنگ  
 آویختہ چوں تار بر ششم ز بر چنگ  
 بچوں ز یو ہم چنگ کشد ہر نفس آہنگ  
 صد تبت و تا تار نہ سخت بخو سنگ  
 بچوں خط جد اول برد نامہ جہینک  
 تاب و گرہ و عقدہ و بیج و شکن و تنگ  
 یا از شکن زلف شب تیرہ شبانہنگ  
 یا ساختہ تاج ز یکے سوختہ اوزنگ  
 یا مشتری از پنجرہ یا ماہ ز با چنگ  
 یا گوہر فخرے کہ برو پردہ کشد تنگ  
 یا بچہ ز اسغے کہ بہ شہباز زند چنگ  
 از ہر ریاضت ز بر بستکہ گنگ



یازنگی جیساں کشیند بر مہتاب  
 یا طفل سبق خواں کہ بر سپہ معلم  
 یا عود قمار می ز بر نجم سیمیں  
 یا گرد سپاہ شہ گینی کہ گہ کیں  
 شہزادہ فریدوں ملک باذل عادل  
 دیوان ادب فرد کرم دست بردانش  
 تعوید زماں حرز اماں جوشن ایماں  
 امی کز اثر عدل تو در موسیم گرما  
 آسائش ملک تو رسید است بجائے  
 آماں ببالد جو بر تخت ری رخت  
 چوں قلب ہمہ روحی و چوں روح ہمہ عقل  
 باصوات کا موسی و بادولت کا دوس  
 گر کو دک بخت تو کند سیل ترازو  
 آسیمہ شود چرخ چو خنک تو کند خوے

یک دست بہ پیشانی و یک دست بآرنک  
 گرد گرد تعلیم گہ راست گہ جنگ  
 یا مشک تناری زیر لاله خود رنگ  
 بر چہرہ سحر پردہ کشد تا دوسہ فرسنگ  
 کش بار خدا برد و جہاں کردہ کنایک  
 اکیں خرد جو ہر جاں عنقریب سر ہنگ  
 اکیل سسختا تاج سخن افسر اورنگ  
 از تشپس شہباز کند مروحہ تورنگ  
 کز باس تو در قافلہ افغان کند رنگ  
 آجاں بنالد چو تو بر رخش کشی تنگ  
 یوں عقل ہمہ ہوشی و چوں ہوش ہمہ ہنگ  
 باشوکت جمشیدی و باشمت ہوشنگ  
 نہ گنبد گردوں سر و نش کفہ رنارنگ  
 دیوانہ شود عقل چو کوس تو کشد غنگ

در کاخ تو برابر وے حاجت نبرد ہیں

در قصر تو بر حاجب دریاں نفتر رنگ



# در مدح محمد شاه میرور و لشکر کشیدن بسیمت بهرات گوید

سخن گزافه چدرانی ز خسروان کهن  
 بخوانده ایم بے بار نامهای قدیم  
 از قیصره خواندیم ترکسیان عجم  
 چنین مناقب فرخنده کز خدیو زمان  
 همی خدیو محمد شاه آفتاب ملوک  
 هزار لجه تنگ است در یکے خفتان  
 بگاه کینه نه بیند سحر اب از دریا  
 کند بزد اگر مهرگان اگر کالون  
 بزرگ همت او خرد دیده پاک جهان  
 کدام بیاورد که از تیغ او نگشت قبا  
 کجا نشسته بود او ستاده است پیش  
 زبانگ کوس چنان اندر بهتر از آید  
 یکے دو گوش فرا ده بدین چکامه لغز  
 بسال پنجه و انداز پس هزار دوست  
 بعزم پالش افغان خدای رزی بهرات

یکے ز شوکت شاه جهان سراس سخن  
 بدیده ایم بے کار نامهای کهن  
 نه از دیالمه خواندیم نرملوک یمن  
 چنین موثر ثالیست کز کسیای زمین  
 سپهر عز و معالی جهان فهم و فطن  
 هزار بدیشه هزار است در یکے جوشن  
 بوقت وقوعه ندانند پرند از آهن  
 کشد سپاه اگر فرودین اگر بهمن  
 فراخ دولت او تنگ کرده جای نرن  
 کدام لایمه که از نیز او نگشت کفن  
 کجا سواره بود او پیاده است پیش  
 که هوش یارسیاں از سرود او را من  
 که کارنامه شاه است و بارنامه من  
 چو کرد آهوی خاور بربن بشیروطن  
 سپه کشید و برانگشت عزم را تو سخن



مگو سپاه که یک بیشه شیر جوشن پوش  
 بساط شش همه هنگام خوابی میدان  
 هزار تختی سر مست هر کدام بشکل  
 فراز هر یک زنبوره بر کشیده ز فیر  
 نو و عراوه گرونده توب قلعه کشای  
 و میده از دم هر توب و و دقیر اندود  
 درخش آئینه پید از پشت پیل چنانکه  
 و و گوش تو سن گرداں ز عکس رخ و رش  
 ز کوه و دشت چنان در گذشت موکب شاه  
 همه ز جلدی و تیتی بر شست چوں آهو  
 رسیده تا بدر حصن غوریاں که بخاک  
 دروب او همه چوں پنجه قضا مبرم  
 بزرگ بار خدا گفتی بروی زمین  
 نه بس شکفت که همچوں ستاره در تدویر  
 هزار پیل و پولا و خاسه پستیاره  
 درشت هیکل و عفت خوی دگر ترنگی  
 ز محنت سیرت و زنجیر خاسه نا بهنجار

مگو سپاه که یک پهنه پیل بلیک زن  
 قحاط شش همه هنگام کودکی جوشن  
 بیوز و لغتی که از و چار لنگر است آدن  
 چو اثر دوری که کشاید ز بوقبیس دهن  
 چنانکه بر کتف باد سستی از آهن  
 چنانکه باد سپاه از گلو سیه آهن  
 زاوج گنبد خاکستری عروس ختن  
 چو نوک سینه شیرین ز خون نستین  
 که از کر یوه کسار سیل بنیاں کن  
 همه ز تندری و تیزی بکوه چوں پازن  
 نیافریده چوں قلعه قادر و المین  
 بروج او همه چوں باره بقا متقن  
 بیافریده یک آسمان ز بیکاهن  
 هزار گنبد و دال گنبد شش شخن  
 گزیده بهر حر است در انحصار سکن  
 سطر ساعد و بار یک ساق و زوت بدن  
 و قبح صورت و مویش لباس و رویش تن



کبیر برادر دستور مرزبان هرات  
 بکولوالی آن دژ درون آن دو کا  
 سران شاه لفرمان شاه پره زدند  
 حصار یان پلنگینه خوسه کوه جگر  
 ز چپیری همسانند سیل در کسار  
 جهنده از بر پیکان چو مرغ از مضارب  
 همه شهر بچنگ و همه دلیز بچنگ  
 به پیش بلیک برنده دیده کرده هفت  
 وزین کرانه شهر بر افگشتان لشکر شاه  
 بچشمشان خم شمشیر ابرو س دلدار  
 بدشته تشنه چو طائف بچشمه زمزم  
 پرند هندی ترکان نمودی از پس گرد  
 هوا س معرکه از گرد راه به جوی تیر  
 رسیده از فزع توپ اهل باره چنانکه  
 ز خم توپ در آشوب شهر یا چها  
 نمودی انیس آن باره گرد موکب شاه  
 بکولوال حصار آنچنان هراس شد تنگ

مشمر از در کینش دو دست تا آرن  
 چنان عزیز که عزی درون خیل تمن  
 چو لشکر اهل آن باره راه پیرامن  
 ز هر رزم فرو چیده عزم را دامن  
 ز تیرگی همه مانند دو دور گلخن  
 رنده از دم خنجر چو گوی از من  
 همه معارک جوی و همه یلار کن  
 به پیش تاوک درنده سینه کرده من  
 سبطریال و قوی بال و گرد و شیر شکن  
 بجوش شان غوشی پور نموده ارغن  
 بفتنه فتنه چو خسرو لبش ابر من  
 چو در شبان سیاه از سپهر عقد پر  
 نموده چون کتف خارشیت و پر من  
 گزندگان هوام از بخور سردامن  
 ز بسکه شد در دلیوار باره پر روزن  
 چو جرم چرخ مشک ز پشت پرورین  
 که حسن نای بسود و چاه بر پیرن



حریج گشته سپاه و سیل گشته تباہ  
 چه گفت گفت چه جویشم در فلاکت جان  
 گیاه نیست روان کش بر بند وید باز  
 کنون علاج همین است بر که بر گیرم  
 جو عجز و ذلت ما وید و رنج و علت ما  
 ز گفت او همه را چهره بر شکفت آمد  
 بجز بیکسره برداشتن مصحف و تیغ  
 و ما شدند و اماں خواندند و شاه جهان  
 سه روز ماند و سپه خواند و زروسیم فشاند  
 یکم انیشتہ عسکار پیشه برد خیر  
 ششہ از ری آمد و گرفت غوریان و پیر  
 ہمی بچشم من آید کہ با مداد بگاہ  
 ازین خبر دل افغاناں خدا چنان لرزد  
 بخواست مرکب و از جای حبت و لب مکر  
 خبر رسید بدستور جنگ دیدہ او  
 ز جاے حبت و لب سوی مر زبان ہری  
 اگر ز جنگ گریزی ز ننگ مے مگر یز

روان ز جسم روان گشته و روان ز نوں  
 چه گفت گفت چه کویشم در فلاکت تن  
 نہ شاخ گل کہ بہر سالہ بروہنہ بچمن  
 بدست مصحف و تیغ افگینم بر گردن  
 ز جرم و ذلت ما بگذر و خدایو ز من  
 بافرینش زیبا نہا کشادہ چوں سوسن  
 ز سر فگندہ کلمہ بر کتف نہادہ رسن  
 رسن کشود و ضماں گشتش از خلق حسن  
 سپس بسوی حصار ہرات را اندک کرن  
 بحر زبان ہری گامی ہمیشہ یار محن  
 بشادہ آمد و در جادہ جای داشت پیرن  
 ہوا بر کسند از گرد جامہ ادا کن  
 کہ روز گراما در دست خلق بایزن  
 پی گریز و سب و در بر کشادہ صحن  
 گرہ فگند برابر و ز چشم چوں سوہن  
 کہ ہاں بمان و میندا بحسین برانجمن  
 روی چگونہ بدین مسکنت ازین مسکن



چنان علاج گزیری که نیست راه گریز  
 نه گریه که پیری ز شرق جانب غرب  
 گرفته آنکه توانی ز چنگ شیر گریخت  
 ز چار سوسی تو بر بسته اند راه گریز  
 ز کردهای خود انجام کار چوں توانی  
 بنفذ دوزخ سوزنده قهر سلطان است  
 بدین حصار که مار است مرگ ره نبرد  
 یکجای که پنجم کار کرد سپهر  
 حصار از پس پشت خود قایم کنیم  
 بموی گفت بدو کایت رای مستغرب  
 الا بر بگذر باد می مسل خاشاک  
 بزرق می نتوان بست باد در حین  
 مگر حصار نه بنیان اوز آب گل است  
 بوماکیاں بکرا چید از غضب دستور  
 که گر گریز توانی ز چنگ شه بگریز  
 میان آن دو تن اندر ستیزه بود هنوز  
 طاق مقعره بگذشت از دو صد فرسنگ

نه کلاغ و کیوتر که بر پیری زد کن  
 همان ز غرب و گمراه کنی ابشرق وطن  
 گریختن نتوانی ز شاه شیر او زن  
 توانی بلسان مخزین بناده بر کودن  
 که کردگار بدوزخ ترا دهد سکن  
 بدو گمراهی دیکن عزم و بیج خرم کن  
 نه در ز جامه که در روی فرورد و در زن  
 بود که مستفق آید ستاره رین  
 ز پیش باره بر اینسم باره بدشمن  
 بناله گفت بدو کایت گفت مستجن  
 الا بجلوه که برق می من خرمین  
 یکدیگر می نتوان سود آب در هاون  
 چنان درنگ کند پیش سل بنیان کن  
 چو پشت تیغ بکشا بر وای فلکند شکن  
 و گریز رنج میت دوز و گنج پیرا کن  
 که بانگ بوق بعیوق بر شد از بر زن  
 غبار معرکه بر رفت تا دو صد جو حن



در حصار برج لبست مرزبان هری  
 زور و لعل و زرد و سیم و جوزق و جادرس  
 زبرد و خرد و پندری و قاتم و سیفور  
 همی بداد لبصاع و همی بداد بیاع  
 موالبیان ملک را هر آنچه بدبرات  
 ندانند هر گوشه تا مدافعه را  
 بجهاد بوقفه اگر احوال است اگر اغور  
 جوان و پیر و زن و مرد و کامل و جاهل  
 زبیل و بلیک و شمشیر و خنجر و خنجر  
 بسهم و ناتج و صمصام و شمشیر و مثل  
 به نیش و تاخت و چنگال و چوب سنگ و سفال  
 زهر کرده و زهر پیشه و زهر میسه  
 بهر سیاق و بهر سیرت و بهر تنجبار  
 ز برج و باره و ایوان و خاکریز و فیصل  
 هم از میان گزی که دشتش بنهارد و لیر  
 سوار گشت و سپه راند و لشت و او بدژ  
 شنه آفرین خدا خواند و خوش راند و کشید

کشاد قفل و برون رخت گوهر از مخزن  
 زلف و جیش و جوهر گاه و گندم و ارزان  
 ز طوق و یاره و خلخال و عقد و اورنج  
 همی بداد بکیل و همی بداد بکن  
 گرفت و برد و زندان و بر نهادن  
 برون شوند ز شهر هری چه مرد و چه زن  
 دوز کیسه اگر الکن است اگر از کن  
 کلا و خور و بد و نیک و ابکم و الکن  
 بر مخ و ناوک و گویال و گرز و دگر زن  
 به تیر و نیزه و سرپاش و سیف و صام و سن  
 برند و آره و سوبان و گرز و تیک و سفن  
 زهر سراسر و زهر خانه و زهر بیدن  
 بهر طریق و بهر عادت و بهر دیدن  
 ز لبست و پیش و بر و شیب و البسر و ایمن  
 شهر بر زهره و پولاد پوش و تیغ آژن  
 بیست راه شد آمد بر آن سپاه کش  
 پلار کی که بمرگ فجاست آلبستن



کف آورید بلب از غضب لے نہ عجیب  
 بسا سراسر اک بصارم برید در منقصر  
 فروش توپ و ذراتوب شاه و لشکر خرم  
 ز نوک تاوک بهرام صولتان ملک  
 بے زلفت که از ترک تازه ز لشکر شاه  
 ز مویہ چہرہ ہر یک چور و دامویہ  
 بسا سوار کزن رزمک بگاہ گریز  
 بسا پیادہ کہ در جوئے و جہت پیروز  
 سپاہ خصم ز پیش و سپاہ شاہ ز پی  
 ہم این ز خشم بدان گفت کای ولیکوب  
 ز بس گروہ ہر ز ہورہ ہائے تندرو  
 ہنوز لشکر آفریز را بشوید دل  
 گمانین کہ ز فرسودہ استخوان گواں  
 ازاں سپس کہ زمیدان فروشت غبا  
 ملک پیادہ شد و قبۃ سہرا دق او  
 گیل کردیمند داند خود سپاہ  
 ز صد ہزار ہزارہ یکے نماید بجائے

کہ چون بتوفد و ریافت آورد بہرین  
 بسا دلا کہ بناوک دریدہ در جوشن  
 ہماں حکایت لاجول بود و اہر یمن  
 زمین معرکہ شدگان سرخ بہرامن  
 ز فوج افغان براوج چرخ شد شہون  
 ز نیزہ پیکر ہر یک لشکر پالادون  
 ز بیم جان و غم تن تباخت تا بہ ختن  
 بروں نکرد ز خدال ز چاک پیراہن  
 چنانچہ از عقب صید شیر صید افکن  
 ہماں ز قہر بدیں گفت سکے سوار ہزن  
 ز بس گولہ خمپارہ ہائے تین تن  
 ہنوز مردم آں بوم را بتوفد تن  
 و مد ز خاک ہری تا بروز ہشتر سمن  
 ز آب دیدہ آں جاوداں دود افکن  
 بہشتیں فلک آمد قمرین بنجم پران  
 سوئے ہزارہ گروہ از برای دفع فتن  
 کہے نگشت گرفتار قید و بند و شکن



همه شکسته دل و مستمند و زار و اسیر  
 بی نشد که زمستان رسید و شمع سفید  
 هوا بود دیده شاهین سیاه گشت و نمید  
 مهندسان قوی دست او قلیدین را  
 مرینه چو مدائن زرین و شاه گزین  
 ز کار شاه با فغان خدا رسید خبر  
 کوازه را ندید ستور خورشید از دل ریش  
 نگفتت ز پی جنگ ساز رنگ کن  
 بغاب شیر قدم در من لقیوت و هم  
 ز خشم او دل دستور بر و مید از جا  
 برو سرود که ای تند خشم کند زبان  
 زار پرستش با آن زمان پسند افتد  
 کنون زمان علاج است نه زمان کج  
 مرا بیا و یک چاره آمد است شگرت  
 شنیده ام که سفیری ز انگلیش خدای  
 شگرت دانش و بسیار و اندک حوت  
 کنون بسوی سفیر از پی شفاعت خویش

ندیم حسرت و یار شجون و نیت شمع  
 فرو چکید ز بستان ابر قیر آگن  
 سپید پره حواصل بکوه و دشت و دین  
 بسا خند لفرمان شهر یار ز من  
 گزید جای در و چون شعیب در دین  
 ز کید بر غش از غم چکید اشک حزن  
 فغان کشید و بر و طره گشت کای کون  
 نگفتت ز پی رزم تار عزم من  
 آب بحر شناور کن بدعوای ظن  
 چنان که دود به نیروی آتش از گن  
 عبث بخیره میا شوب و بر ملکوب ذن  
 که خود نموش نشینی بگوشه خودن  
 یک بتاب سر از رسم و راه اهرمن  
 که تازه گرد و از و جان جادوی وزن  
 دو سال رفت که سوی ای آند از لندن  
 در از فکر و کوه بسیار و چرب سخن  
 بعجز و لایه و بیمار و آه و محنت ورن



وسیلہ ہنگار و وسیلہ ہنگار  
 پیام دہ کہ ملک کو گرفت ملک ہری  
 نہ قذہا رہا نہ بجائے نہ کاہل  
 نہ صوبیات بگردوں شود نہ فیہ نصیر  
 ز ملک پہلو نہ بماند بجائے نہ سیلان  
 نہ ہنگو رو نہ صدرس نہ حجرہ تعدیلی  
 نہ را پیور نہ احمد نگر نہ تانبیر  
 ہمہ بنا در ہست دوستاں کند ویراں  
 کند خراب اگر واکہ است اگر کوچے  
 ہزار جاں کند اندر شکار پویشکار  
 چنانکہ آمد و نگذاشت در دیار ہری  
 بہیج باغ نہ سوری بماند و نہ سنبل  
 تو گر نیائی دمارا از بست نہ رہائی  
 وزینکرانہ بشاہ جہاں پیام فرست  
 کہ خسرو ابد مارا جزای نیک فرست  
 نگریذلت مادر گذر ز زلت ما  
 گرم حیات دہی اینک ایں ہرات بگیر

فروغ صدق بجوی و در دروغ مزن  
 عناں رخس نہ گیر و مگر یہ ملک و کن  
 نہ یا میان نہ لہا و نہ غرتہ نہ پیران  
 ز دیر جات بگردوں رود غلو غزن  
 نہ سومات و نہ گجرات و نہ سترنگ و پتن  
 نہ منگلول نہ مدرس نہ تشہ نہ کوکن  
 نہ کا پیور نہ ملتان نہ دارنی نہ ختن  
 چہ بمبئی چہ بنارس چہ بمبلی چہ دین  
 کند بیاب اگر الفی است اگر انجن  
 ز خون رواں کند اندر بہار پور جون  
 نشان ز یوم برو کاخ و کوخ و بارہ دین  
 بہیج راغ نہ فرغ گذاشت نہ فرغن  
 ز کاخ و کوخ ہری بر ہوار و ہوزان  
 بعجز ولایت و لوشاہ و فریب و شکن  
 کت از خدای بہ نیکی رسا و یاد اشن  
 مرا ز رحمت من وار ہاں ز رحمت من  
 درخت رحمت بنشاں و بیج قہر بکن



بشرط آنکه سفیری ز انگلیس خداے  
 زمان حرب سرآمد زبان حرب مگر  
 بے درود براو گفت و بس درود برو  
 ز بسکه موی و افغان اشک آه و آسف  
 برو زبان ملک نرم گشت و خاطر گرم  
 بری برید فرستاد و در رسید سفیر  
 زبان موافق گوی و رواں مخالف بود  
 وزیر روس هم از ری بسان باد شمال  
 سه روز پیشتر از یک انگلیس خدای  
 رواق رتبتش از اوج آسمان اعلا  
 زبان در وی و دل و جان و دیده جان شاه  
 چو مر زبان هری را بهمانه شد سپری  
 ز جنگ مدته آسوده کامراں . لوده  
 سفیر بار و ملک مهرباں و حرص فزوں  
 بهار آمده وی رفت و خاطر آسوده  
 بجای ابریکسار پشت پشته گیاه  
 فضاے باغ معنیر ز افقواں و عرار

شود و نیز دولت مار از جرم یا بس زن  
 و بد و باره بقندیل بخت مال روغن  
 ز دیده را ندوز دل چاک زد به پیرامن  
 ز بسکه ناله و فریاد و ریو و بند و شکن  
 فراخ کرد و بر تنگنای و بند و شکن  
 دو گونه حال و مقال و دور و یه سرطن  
 بیانش حاجب خاطر گمانش سائرطن  
 چماں نجیم اقبال شاه را ند چمن  
 زری رسید چنان کز سپهر سلوی دمن  
 ضمیر رشتن از نور آفتاب اعلن  
 عمل ز قول نکو زد دل از زباں امین  
 سفیر آمد و بگذشت دور حیل و فن  
 کشیده رطل اماں و چشمه طعم و سن  
 حصار سخت و سپه حست و ملک استون  
 ز در و بد و عذاب خمول سخن شمن  
 بجای برون بگلزار لوده لوده سمن  
 هوای راغ معطر ز ضمیران و ترن



دمن چو روضه خضر از برگ سیسمن  
 شکست ساغر پیاں و از خار غرور  
 باره بر دسر اندر دوباره محو کشف  
 ملک ز خشم بتوقید و لب گزید و گزید  
 همش ز خشم و وحیتم آل گشته چو لاله  
 مثال داد که از هر کرانه پره زنتند  
 یلاں زهر سو سنگر بر ند و لقب زنتند  
 چهار برج زنند از چهار سو حصار  
 در وں هر یک گردان کیمین کنند و زنند  
 مگر که باره شود رخته رخته چوں غزال  
 در افکننده بد ژتیر چرخ و کشکنجیر  
 شگرت کنده آن باره را بیند ایند  
 بمرزباں هری تنگ شد جهان فراخ  
 سفیر آه و سو گند خورد و لایه نمود  
 بجمدهای میس لبست عهد های متین  
 که مرزباں هری یابد از شاه اماں  
 شه از سفیر پند یافت آنچه گفت نهفت

چمن چو بهینه عین از شاخ نستردن  
 دلش نسیبند چو بشید همچو باد و بدن  
 بچاره تیره فلکند گزفت چو لاله  
 سناں گذار سپای قسمریه باقارن  
 همش ز قهر و درخ سرخ گشته چو لاله  
 بگرد باره هزار بار افکنان شیر شکن  
 یشر بند هری از چهار جانب و جن  
 هزار بار زنند باره سپهر اتقن  
 شراره بروم آل مارهای مهره فلک  
 مگر که قلعه شود ثقبه ثقبه چو لاله  
 بر آورند عهد و را و مار از میهن  
 بلای و لوش و نی و نال و خار و خاشه و شن  
 چو کام از دور بهمن ربای بر بهمن  
 چنان که شغل شتغیع است و رسم باین  
 بیان ز شکر اعلی زباں ز موم الین  
 سپس بیایه تخت شه آرام از ماں  
 برو گماشت رقبه همه فراست و فن



سفیر رفت و نکر و آنچه گفت و یکدو سه روز  
 ره جدال نمود و در فو ال کشود  
 بروز چهارم برگشت دیده بان ملک  
 ملک ز خشم بران گویا تنزد شد سفیر  
 بلاغ گفت که با چند ابلاغ مبین  
 چو هست رای دورنگی و گرو رنگ مکن  
 سفیر راسته آورد و عرصه کرد و بشاد  
 شرافت مصلحت ملک ماست فتح هری  
 سخت باید بستن میل چشمه آب  
 ایسا تخیف نسالا که گریه پیرانش  
 ملک شتفت و پراشتفت ز آنچه گفت و نفقت  
 سفیر طیره و شمر منده یازگشت برے  
 پیام داد و فرمان روی هند که کار  
 سفینه دوسه لشکر بشهر فارس فرست  
 ملک بماند و سپه خواند و ز رفتانند و نشانند  
 یسے ز رفت که افغان خداز سختی کار  
 گسیل کرد و بزرگان و مویداں در داں

بماند و ز هر بنفیر و نشان بحیر ب سخن  
 که ربطشت بختود و سیم وزر بلکن  
 بشته چگونگی آورد و کار شد روشن  
 که می بر آتش سوزنده برزنی دامن  
 ز سه رسالت مطبوع و رای مستحسن  
 سر و فاق نداری و در نقساق مزن  
 که ای بخصم تو ناخوش تر از جیم بهن  
 که می بزیاید ازین فتح صد هزار شکن  
 که رفته رفته شود چینه میل بنیان کن  
 فزای باغ فرو گیر و از فروغ و غن  
 ز کار او بخروش نمود و چو بوش  
 سه روز ماند و زری رخ را اندر کارن  
 تپاه گشت و لشکر چیره بر سر و شاپرن  
 مگر که شاه عناں باز دارد از دشمن  
 ز جان جیش بجلا ب عیشش جوش سخن  
 فغان کشید و لے چاره گشت دستارن  
 بنزد شاه جهان با سحنین و بویه دهن



کنار هر یکی از آب چشم چوں چشمه  
 شراره سخط یاد شده زبانه کشید  
 چه گفت گفت که هان بونیت گذشت گشت  
 که ناگهان خبر آمد بشد خطه پارس  
 بیخ فارس فرستاده سفینه سپاه  
 سفینه کان همه هر یک ز خود و خجرو تیغ  
 ملک ازین خبرش غم زد و دوز بهر فرود  
 بخویش گفت بغیرم است افتخار ملک  
 آب گل نهد دل که است هوش و خرد  
 همه ستایش مرد از صفات مرد بود  
 کنون که بوم و بر خصم شد خراب و بیاب  
 بجایماند جز این یک بدست خاک خراب  
 هر آنکه رخت پیاریم از هرات بری  
 مه از چهارده بگذشت تا سپاه مرا  
 دم پلارک شان سوده از طعان و ضرب  
 بمویشاں همه بینی غنبار جای غیر  
 بویژه آنکه زمستان دوباره آمد و رفت  
 همه صیال آفاق را بسیار بارو

درون هر یکی از باد سرد چوں بهمن  
 ز خشک ریشی آن خشک مغز تر دامن  
 زماں ز جبر عقابست و قید و بند و شکن  
 که انگلیس خدا کرد ساز شور و فتن  
 همه مصالح پیکار و روی آبستن  
 بزرگ کرده شکم چوں زنان آبستن  
 چو لهو باد و گسار از لوز اسه زبر افکن  
 نه آنچه بوم بوم خراب و کان کهن  
 بوم و بر شند سرگراست فم و فطن  
 برای روشن و عزم و دست و خلق حسن  
 جهاں بدیده او تیره شد چو پیر زن  
 که اندر دسردار آشیان کند کوکن  
 می دو از دل و جان بشیریم رنگ حزن  
 ز فحنت کشته چو کیموت تن ز شوخ و درن  
 بی تگاورشان سوده از شقاق و عن  
 بجسم شان همه یابی هزار جای سمن  
 سمن ز راع و گل از باغ و لاله از گلشن  
 دسند ابرسیه از سپید آمولن



و دیگر آنکه بیستم که انگلیس خدا سے  
 قضای عہد کند یا بجینہ جہد کند  
 اگر بصلح گراید بپادشاه ہمسایان  
 و اگر نبرد نماید بزرگ بار خدا سے  
 عروس فتح و ظفر تا کراکش در بر  
 کنوں بدعوی رومی زریں و فکر پیش  
 بیائے تخت سپاریم رخت تانے  
 سپس حذیو بری رومی دل نہاد و بخواست  
 بمیر کابل و سرو ارقتند ہار نوشت  
 ز بس لای مضمون سطور او دریا  
 بسیم سادہ بر شیبہ غنبر سارا  
 حدیث رفتہ و آئینہ بر شمر و نمود  
 مہین سلالہ سرو ارقتند ہار کہ ہست  
 برد ہمہ خویش از ہرات جانب برے  
 نوید نامہ بہر جا نوشت و ز آمدنش  
 امیر زادہ فریدیوں کہ شکر شاہجاں  
 بر آں سر است کہ بر جاسے زرقشاندر سر

برو کہ چیرہ بود آسمو غیا مہن  
 فرشتہ است مرا و راد لیل یا ہرن  
 عنان رزم بتایم از سکون سمن  
 بر آنجہ حکم کند عین رحمت و سمن  
 شمس جہاد و خطر تا کراکش گردن  
 بری ہمیم جو موسیٰ بوا دے ایمن  
 بروں ز کسختی آساید و دروں زین  
 کماں کشاں کمیں وار راز ہر مکن  
 شگرت نامہ از رنگ و بوی یونون  
 ز بس جواہر مکنون شطور او معدن  
 بلوح نقرہ طرازیدہ نافہ او من  
 رموز پیش و پس راز خویش را معلن  
 بتخت و تخت جوان و با سم و رسم کمن  
 بہر چہ خواست نہ لا گفت و جواب نہ من  
 بسار میدہ روانا کہ آرمید بہ تن  
 بعد ہمد سر و دی نشست لب ز لب  
 بریں نوید و بوجہ آیدش ز شوق بدن



ز شوق در گداز شاهش نمی بجنبد مهر  
 شهابها ملک ملک پرور را ملک  
 ستایش تو بذات تو تو محاسن تست  
 نه وصف اینک کمال بود ترا اکلیل  
 بهوی دلکش خود مفتخر بود عنبر  
 بنور خویش بود آفتاب عالمگیر  
 عیاں شود خطر آدمی ز رنج خطیر  
 ستایش که بملک هری بد اماند  
 ز فتح ملک گوید که شکست رسول  
 آب و تاب گهر را همی نهند و سپاس  
 ثنا کنند در خشنده شمع را بفروغ  
 تو عزم خویش همی خواستی نمود عیاں  
 هری گرفت نمیخواست ز بهر خراج  
 چو هست عزم جهانگیر گو مباشش هری  
 کجا هری چه هری کو هری که ام هری  
 بحیل که عدد کردی مباشش و ثزم  
 حدیث صلح حدیبیه را بهوسفیان

چو جان مرد مسافر ز آرزوی وطن  
 تویی که جنگ تو از یاد برده جنگ پشن  
 نه از فرزونی سامان و شارسان و شتن  
 نه مدحت اینک مغرق بود ترا گردن  
 بطیب طینت خود معتبر بود لاون  
 بزور خویش بود شیر غاب و بیدار فکن  
 که تا سوزد بوی به نغیر و از چندان  
 که ناکه بستانید اولیس را بقرن  
 شمس او همه از حسن سیرت و سنن  
 نه زین قبل که لعلها در دست بیا بعد ان  
 نه اینک هست مرا و را ز تو و سیم لکن  
 بخسرواں جهانگیر و مستران زمین  
 که صد خراج هری باشد کمیس و آشن  
 عرب نه که تفاخر کنی ز ربع دومین  
 نه آخرش همه فرگند کردی و فرگن  
 که کار خنجر بر بنده ناید از سوزن  
 یکے بخوان و سپرد از دل زرنج و سخن



بهماں حکایت صفیں بخواں و حیلہ عمرو  
 نہ برتری ز تہمیر بباش و لاسیاس  
 یکے بخواں و بخت از سرور چوں سوری  
 بدیں قصیدہ عزایکے بسین ملکا  
 بہر گجا کہ شود جلوہ گر بر ندگماں  
 ولے دو عیب نہایت است و گویم از آنکہ  
 نخست آنکہ قوائی بچند جاے درو  
 اگر چه زیں قبیلش شکر لازم است از آنکہ  
 دوم قوافیش از یکدو جاشن لشکفت  
 ازیں دو عیب چومی بگذری بخازن عیب  
 اگر دراز بود باجموعہ و دولت شاہ  
 بدیں چکامہ دلکش رواست قافی  
 مثل بود بجاں تا حدیث و عدد و باب  
 دوام ملک خداوند تا ہزاراں اند

کہ کرد آں ہمہ غنچ و دلال و عشوہ و شن  
 نہ بہتری از محمد بجاں و لاسیاس  
 یکے بیس و بیال از نشاط چوں سورن  
 کہ با قبول تو گیتی نیز زوش بشمن  
 کہ راست تازہ عروسی بود شکل و فتن  
 رواست گفتن عیب عروس نزد ختن  
 مگر راست چو الفام شاہ در حق من  
 ہمی بشکر فرزاید چو بر فرزند من  
 کند جامہ گدایاں بجایے حرز خشن  
 کہ لطف ناطقہ در مدح او بود الکن  
 چہیں درازی دلکش ز کوہتی احسن  
 کہ واں یکا و دمنست ہمی بہ پیرا ہن  
 سحر بود بزماں تا و داد نل و دمن  
 بقاے بخت شہنشاہ تا ہزاراں دن

## در مدح شجاع السلطنہ مغفور حسن علی میرزا

عید است و ساقی در قح صہباز مینار خیمہ  
 در گوہر الماسگون لعل مصفا ریختہ



کرده پئے اکسیر جان در طلق ز رخ رو ال  
 آب از سراب انیگخته آتش آب انیگخته  
 نے موج زن در شرب زان موج فوج غم تبه  
 پیمانہ کاس من معین غلماں عذاراں حوریں  
 مجلس بخوبی چوں ارم زریں بیالہ جام جم  
 دف بر شیبہ دائرہ در جہش صد حیرہ  
 چنگ ست زائے لہشت خم در پئے عقابے ہنم  
 خنیاگراں بر لبہ صفت در چنگ چنگ فہای و ف  
 داراے اسکندر حشم ہوشنگ طہمورت خدم  
 صبح است و بر طرف افق خولست عمارت  
 شگرف بر قطاش میں بیجاوہ بر الماس میں  
 تیغ سحر پرتاب شد بخم از فلک پرتاب شد  
 افراخت فروردیں علم شد لشکر و منہرم  
 یا خون شب راناگماں کرے سوائے شہ عیا  
 یانے شجاع السلطنہ چوں شیر دست از حنہ  
 آنکو ز تیغ جانستہاں و آنکو ز قدر سکیں  
 محشر چو مارے جانگزا آتش فشاں چوں آتھا

در ساغر سحاب ساں گوگرد ہمارا ریختہ  
 ز آتش حباب انیگخته در جہش دریا ریختہ  
 اندر ہلال یک شبہ عفتہ تریار ریختہ  
 در بزم چوں خلد بریں طرب شمار ریختہ  
 ز بخیرا بر پائے غم از موج صہبار ریختہ  
 با ہم بطرح مشورہ طرح مواسار ریختہ  
 ہر دم زبانگ زریو یکم بنیاد و غوغا ریختہ  
 طرح نشاط از ہر طرف در بزم دارا ریختہ  
 کز ابرکت گاہ کرم لولوے لالار ریختہ  
 یا اطلس چینی فلک بر فرش دیبارہ ریختہ  
 گرد زمر و طاس میں یا قوت ہمارا ریختہ  
 زان زہرہ شب آب شد و زہرہ صفا ریختہ  
 صبح از شفق آتش ز دم بردف طار ریختہ  
 از نشتر خور آسماں بردف سودا ریختہ  
 خون دلیراں یکیتہ در دشت ہیجا ریختہ  
 ہم خون سلطان ارسلان ہم آب بعرار ریختہ  
 بر سیکر خصم و غازاں زہر افغی ریختہ



تیغش سے طعنہ طوسی ہندی فطرتے  
 آتش دل و لولاورگ وانکہ بہیت چو کجک  
 اقبال دولت شائقش تا بیدارقت عاشق  
 جرم کو اکب نیست ہاں چوں گوہر از ہر سویاں  
 طبعش نہاے بار و رجو دش شکوہ و لطف بر  
 ہم پایش از دانشوری برفق مہر و مشتری  
 محش لقتل دشمنان باز ہر آلودہ کسناں  
 در قصر دریا شد صدق بر خجالت خود معترف  
 تیغش ہلال آساستے از لمعہ چون بیضاتے  
 در عہدش اصنام ستم افتاد بر خاک عدم  
 اے حرز جاہنا نام تو دور طرب ایام تو  
 از سدہ اتنازاں زمین پر صدقہ عشقین  
 تیغوت بخوں آہستے وز خون کنارش گلشنے  
 کلکت کشیدہ است از رقم بر نقش انگلیوں قلم  
 ز آں ہندی دریائشیں پیر فلک عزلت گزین  
 مارے بود خوش خال و تھارے زہر نگے لفظ  
 مشک آورند از ملک چین اور فتہ در مغربین

رومی زنگی ہیئت آتش ز اعضا رنجتہ  
 وز فرق پیلاں یکبیک خون پیل بالا رنجتہ  
 پیوستہ اشک افکش برو سے عذرا رنجتہ  
 رشتے ز دست درفتاں بر طلق خضرار رنجتہ  
 پیوستہ در شاخش ثمر در باغ دیار رنجتہ  
 ہم آب ابر آذری از طبع والار رنجتہ  
 لیکن بکام دوستاں زان زہر حلوار رنجتہ  
 باشد لالی ز ابرکت شوقا و غربا رنجتہ  
 بر جیش تن اعضا سے زان شکل جوار رنجتہ  
 چو نانکہ از طاق حرم شدلات عزای رنجتہ  
 دست فلک در جام تو شہد مصفا رنجتہ  
 برفراہات جاں آفرین فرموقار رنجتہ  
 صدر و دخول از ہر تمنے روز محابا رنجتہ  
 در قالب موٹے زوم روح معلی رنجتہ  
 سر برودہ اندر آستیں گوہر ز شہلا رنجتہ  
 در کام خصم بے غلط زہر آشکارا رنجتہ  
 مشک از بختاں آورده ہیں در چین طغرار رنجتہ



که رفته در پند وستان آلوده از غنچه هاں  
 روزی که از گرد سپه جلیباب بند مهر و مه  
 با موی شود آموں خوں صحرانشود همچون بوی  
 اندر زمین دست فلک بر آتش افشانند تک  
 پولاد سنجان دروغا بر باره پولاد و خا  
 هنگام رزم از هر کراں گردوز تیغ خون افشان  
 هر صایم هندی نسب پوشد بتن جینی سلب  
 چوں تو بروں آئی ز صف کف بر لب خنجر یکف  
 از خون خصم بوالهوس جاری کند رودارس  
 هر کس پی اخذ لقا کالافشانند دروغا  
 اے خنگ گردوں مرکبت نصرت روان بخت  
 مانا بمرگ ناگهان تیغ بود جهاں درمیاں  
 با اہممت ای داد گرد ریای اعظم در نظر  
 پیر از فروردین برے کردی چو جشن عید طے  
 ہم پاره در آتشکده آراستی جتن سده  
 در شش طراز اسال ہم داوی طراز جتن حم  
 ساغر زمی اندوخته کند رنجند رسوخست

طوطی صفت در کام جان شکر ز آوار یخته  
 گردوز هر سو خاک ره در چشم بتیار یخته  
 دز هر جنت جیون خوں بر خاک و خارا یخته  
 یسماب در گوش ملک بینی زہر اریخته  
 ہر یک زمندی از دبا چوں سل بالار یخته  
 خوں از تن قربانیاں چوں عید اقصی اریخته  
 تارے شود ذات لب برگشت جاننا یخته  
 بر چہرہ چوں ماہست کلف از گرد غیر اریخته  
 تیغست کہ اندر یک نفس صد خوں بہ تنہا یخته  
 از ابلہی خصم و قاجاں جاے کالار یخته  
 بر طور جاننا کو کبت نور خست اریخته  
 کز بد کنش بگرفتہ جہاں خوںش مخا جبار یخته  
 آبسیت اندر رگدرا ز مشک سقا یخته  
 نی ملک خور اندی برے طرح تماشا یخته  
 از قمر ناز موصدہ بر جان اعدا یخته  
 در کام جاننا از کرم نقل مست اریخته  
 در مجمرہ افروختہ عود مظرار یخته



مانی بعشرت پچنیں تا سال دیگر طرح دیں  
 اسے شاہ قانی منم خاقانی ثانی منم  
 اکنون منم در شاعری قائم مقام عنصری  
 تا هست ازین اشعار تردد صفی گیتی اثر  
 فرخنده یاد اقبال تو پاینده ماه و سال تو  
 کا رخ ریاست منزلت بزم کیا ست محفلت

از نصرت جاں آفریں اندر بخارار نختہ  
 نے آب خاقانی منم زین نظم غرار نختہ  
 از نظم الفاظوری میرنگ معنی رختہ  
 ہر دم از و گنج و گہر در سمع دانا رختہ  
 نور ہدیٰ بر حال تو ز اسماء حسنیٰ رختہ  
 فیض کرامت بر دولت ایزد تعالیٰ رختہ

## در مدح حسن علی میرزا اشجاع السلطنہ فرماید

عید است جام زرقشاں از مے گر انبار آمدہ  
 ز اہد کہ کرد انکار مے حیرت بدش از کار مے  
 عید است و یار دستاں بر دست جام رخاں  
 گل سبقر از روی او سنبیل اسیر موی او  
 برگ مہبوح از مے بود جاز افق از مے بود  
 می جاں بود پیمانہ تن دست بیانش پیرہن  
 آن لہجہ سیاب میں آں آتشیں گرداب میں  
 عید مبارک پے نگر خشدہ جام مے نگر  
 چنگ است زائے ناتوان گماش پید از آنخواں

ہر زاہدے دامن کشاں در دیر خمار آمدہ  
 از ہر چہ جز گفتایم اینک در انکار آمدہ  
 باقد حیل سرور و اں بر طرف گلزار آمدہ  
 اندر خیم کیسوی او دہا گرفتار آمدہ  
 تفریح روح از مے بود ہر گہ کہ افکار آمدہ  
 ز انگشت تملیش بر بدن رگہای بسیار آمدہ  
 آتش میان آب میں ہر دم شرابار آمدہ  
 نالاں لوای نے نگر کز ہجر دلدار آمدہ  
 از ناتوانی ہر زماں در نالہ زار آمدہ



نانی که بستد هوش نی گفتا چه اندر گوش نی  
 برید بخت بر لبانگر خون لب اند و لبانگر  
 بیجاده کافی است می یا قوت مانی است  
 از مطلع طبعم دگر زو مطلع تابنده سر

کز سینه پر جوش نه آه شرر بار آمده  
 می تا به ستم خط نگر در جام شهوار آمده  
 لعل بدخشان است می کاینه کردار آمده  
 خورشید گونی جلوه گر بر چرخ دوار آمده

## مطلع ثانی

خرم دو عید و لکشا اینک پیدار آمده  
 خشنه ز لوز و ز عجم کار استه جمشید - حم  
 یعنی شجاع السلطنه آنکوز قلب و سمینه  
 اسکندر دارا خدم دارا اسکندر چشم  
 از لطف و قهرش این زماں شد آشکارا در جهان  
 لرزاں تن کاوس از دوتساں روان طوس از د  
 آرش نوکار از تیر او گر شاسپ از شمشیر او  
 هر که که شمشیر آخته روی زمین پیداخته  
 گرداں ستوه از رزم او گردوں نخل از رزم او  
 تا گیرش اندر جهان مانند مرکز در میاں  
 گردوں کباب مہر او مست شراب مہر او

فرخ دو جشن جانفزا اینک نمودار آمده  
 خشنه که باکوس و علم شاه جهاندار آمده  
 ہم رزم صد تن بیکتنه در دشت پیکار آمده  
 سالار افریدیوں علم سلم سپیدار آمده  
 زان مرکز آب رواں زیر مرکز نار آمده  
 در رزم که کاموس از و حوں نقش دیوار آمده  
 در حیطه آتخیر او هفت و شش و چار آمده  
 گردوں سپر انداخته عاجرز پیکار آمده  
 ثابت به پیش عزم او بهر هفت سیار آمده  
 ز آغاز شکل آسماں به شکل پرکار آمده  
 فیض سحاب مہر او بر کشت احرار آمده



مغل سحر کیش گردوں رواں در کیش  
 تابنده نور کیش مرآت انوار آمده  
 ای کاخ کیواں جاسے تونہ سوده سیر پای تو  
 تابنده روز از رای تو همچون شب تار آمده  
 ز انصاف تو جان زمان هستند در خواب ماں  
 جز بخت تو کاندہ جہاں پوستہ بیدار آمده  
 اجرام انجم نیست این تابندہ ہر ساعت چنین  
 رخی است بر چرخ بریں کز ابر آزار آمده  
 ہر قطرہ کاندہ ہوا باریدہ از ابر عطا  
 از شرم جودت قمر ابر چرخ دوار آمده  
 بلای گردوں لبت تو ہستی جود از ہست تو  
 شامکین ز فیض دست تو صدایچو زخار آمده  
 شاہایہ قانی نگر خاقانی ثنائی نگر  
 نما پر زندان کوہ سرخو رشید خاور ہر سحر  
 تابندہ باد اخترت بر سر زخو رشید افست

## در توحید باری تعالی عز اسمہ فرماید

نہائی از نظری بے نظیر از بس عیالستی  
 عیاں شد سر این معنی کہ میگفتم نہالستی  
 گمے گویم عیالستی گمے گویم نہالستی  
 نہ نیستی نہ آلتی ہم نیستی ہم آلتی  
 ہر دو آن کت از عین عیاں بیند نہالستی  
 بہ پیش آن کت از چشم نہاں جوید عیالستی  
 یقین ہر چند بچویر گماں ہر چند پیوید  
 نہ محصور یقینستی نہ مغلوب گماںستی  
 بیانی نے را کہ کس واقع نباشد بکوتہ پروازی  
 زیبا نے را کہ کس دانا نباشد تہ جہالستی  
 بیان معنی والفاظ و صورت نیستی لیکن  
 زمعنی صورت والفاظ و معنی را بیالستی



بخت حق نگر گرفت بنید مرد و انشور  
 اگر کس عکس خورشید فلک در آبدان بنید  
 کجا مرے کسی صد چند غیر جرم خشنالشی  
 و اگر گوید نه خورشید است کا ندر آبدان دیدم  
 یکے گفتا قدیم از اصل با حادث نہ پیوید  
 بجغم تراست میگوئی و راه راست پیوئی  
 نہ جنبید سر و اشاخ از نسیم و ریشہ باہر جا  
 ازیں تمثال روشن شد کہ شخص آفرینش را  
 بمعنی هست پایندہ بصورت هست زائندہ  
 از اں پایندگی ہم سایہ با عقل گرا نمایہ  
 رواں بوعلی سینا ازیں اشراق سینائی  
 کس ازوے تربیت پوید کہ قافا آنی چنین گوید  
 بہ خاصانت یہ پیوند کلام لغزین چونان

تو در ہر قطرہ پنہاں چو بحر پیکر انستی  
 نیار و گفت خورشید فلک در آبدان انستی  
 درون آبدان بودن خلاف امتحانستی  
 ز انکار عیاں مردود عقل نہکت دانستی  
 سپس پیوند ما با ذات بہمتنا چنانستی  
 ولیکن آنچه میجوئی عیاں از ایں بیانستی  
 بجنبہ اصل اں از باد اگر فرغش تو انستی  
 ثباتے با حدوث اندر طبیعت تو انانستی  
 بوجہ از مکاں پیروں بہ وجہ در مکاںستی  
 ازیں ز ایندگی ہم سایہ با یوناں زمانستی  
 بزیر خاک تباری پای کویاں کف زنا انستی  
 سر آید مر حبا با لہ کہ تحقیق آہنخا انستی  
 کہ رہ گم کردہ را رہ ہر جرس زی کاروانستی

در مدح خاتم انبیا محمد مصطفیٰ و امام عصر عجل اللہ فرجہ و تسالیش

محمد شاہ غازی و جناب حاجی میرزا آقاسی گوید

بود ایں نکتہ در حکمت سراے غیب برہانی  
 کہ در جاناں رسی آنکہ کہ از جاں غیب برہانی



خروشید است و دانش کید و تی قید هدی کن  
 کمال نفس اگر جوی بیفکن عجب دانائی  
 معذب تا نداری تن مذهب می نگردد جان  
 لسان خواه از روحانیاں هم کلام بیرون  
 ترک خم کوس و درک اطاعت حق کن  
 اگر شوخ جو هستی و گریستنی نواستی  
 بآب بے نیازی چهره جان آں زماں شوئی  
 ازین مغموره تن جاس و مغموره جان کن  
 طریق خواه گیر از همی داری که درویش  
 برود در مکتب بحریدرس عشق از بر کن  
 اثر از مهر و کیس خواص و آن در کار نفع و ضرر  
 چه گوئی راوی قمی چه گفت از شارع اُمی  
 لغت در معرفت لغواست گور و هر چه خواهی گو  
 از آن مرد خدا از دیده عامی بود پنهان  
 بدست آرا تو اتنی دل بدستار از چه مائل  
 گرازدستار سنگین مهر جان رنگین شدی بود  
 اگر در مجلس خواجیه صدق و درویش بینی

که رخ جان ز جوی شید و کید و قید بهمانی  
 حیات روح اگر خواهی رها کن خوی حیوانی  
 که تبارکش نه پیرانی بنالید سر و پستانی  
 که مخمر نیست و استن ز قید خم و جسمانی  
 که قرب روح ریحاں به ز شرب روح ریحانی  
 ترا طاعت بکار آید نه تسویلات شیطانی  
 که بچوئل خواهی گریستی از دامن برافشانی  
 که در مقصوده غزلت عروسا ندر روحانی  
 بخود ز حمت نهد تا خلق را باشد تن آسانی  
 که دست آویزد و نالست حکمت های لقمانی  
 نه در تثلیث بر جیسی نه در ترسیم کیوانی  
 در آیت پیش گیر آخر روایت را چه سخوانی  
 چه مقصود سخن دانی چه عبرتی چه سریانی  
 که عارف داغ ببول دارد و زاهد به پشیمانی  
 که دستارت نبخشد سوداگر از اهل دستانی  
 زیارتگاه جانها گنبد قابوس بحر جانی  
 لبیب هفت دوزخ را با سیه سر و پشیمانی



برو بادست اندر خلوت جان از دل سکن  
 سواد عشق چون مینی بهل بود ای محفل ز سر  
 اگر غم فنا داری بسوز از دل که عاشق را  
 غم که کوی جاوداں ماند به از عیش که طیش آمد  
 بیاسلیم را تعلیم کبر از بهمت خواب  
 تو آن خفته با چشمه بیضا چه میتابی  
 بهل تا دفر و دانش بخون دل فرو شویم  
 چو سوسن پیش ازین از ذکر سرتاپا زبال بودم  
 چه پوشم جامه در تن که که درم گم دوزم  
 من از غم و لے عوران محنت را دهم جامه  
 برشته آه چوں غم را ز دل پیرون کشم گویی  
 تنم چوں حلقه در شد دو تو از غم نمویی  
 حیات روح دامن دل من انداختی دیدم  
 اگر پیرایه هستی نبودی ذات پیغمبر  
 محمد خواجه عالم چراغ دود آوم  
 کمال نوز هستی از جمال او بود ورنه  
 ز به ما هی که الوارش بود اسرار لاهوتی

که از بیرون بنخست سود سالوسات لامانی  
 که در خورشید تابستان تن با دست بارانی  
 بخوان فقر بریانی بکار آید نه بورانی  
 که عاشق را در آن یک غم دو صد و صد و صدانی  
 کزین تدبیر ناقص یخیه بالقتدر نتوانی  
 تو آخر قطره بالجه دریا چه میمانی  
 که من امروز دانستم که دانا نیست نادانی  
 کنون از فکر چوں زنگس همه چشم ز حیرانی  
 من آخر آفتابم خوشترم در وقت عیرانی  
 که روم نسنه دارد بخور شید زمستانی  
 که بشین را بدول آروز چه گرد سحستانی  
 که وقتے خواجہ از رحمت نماید حلقه جنبانی  
 بمیرم کاش این هستی هستی با دار زانی  
 بیک ارزاں نیز زیدی جهان باقی وفائی  
 که سر آفرینش را وجودش کرده برهانی  
 حقایق را بدی همچو شقایق طغ نفضاتی  
 غمی شاهی که ریانش بود آیات قرآنی



یا مراد برآمد نافه از خارا و مرزمت این  
 بتائید و لائے او عزیز مصر شد یوسف  
 بود دارا الشفای لطف او را این دو خات  
 شبی اندر سراسر امم هانی بود در طاعت  
 که اے مهرست هستی ای همین بیایه فطرت  
 بنی شد بر براق و رفت و با جبریل تا سدره  
 بنی گفت ای همین بیک خدا از ره پامندی  
 بیاسخ گفتش ای مہتر مرا بگذار و خود بگذر  
 مرا جاسدره است اما تو گر صدره حمی برتر  
 فرود آئی از براق عقل کو و امانده با بھوں من  
 پیغمبر گشت برف و رفت سوار و شد با وادی  
 بجائی رفت کا بنجا جائی گنجبد ز سبحانی  
 نهادندش بر انخوان غیبی نزل لاری سی  
 پس آنکه ساز خوردن کرد ناگه از پس پرده  
 پیغمبر شکر زیواں کرد و گفت ای دست دست تو  
 کشودی دستی از غیب نمودی دستگاه خود  
 بشخصم دستگیری کن که تا این دست بشناسم

که درخیل وے از صالح نیاید جز شربانی  
 و گرنہ پوست کردی بر تنش تا حشر زندانی  
 کہ در وے غم پرستاری نماید در و درمانی  
 که ناگه جبرئیل آمد فرو و از عرش ربانی  
 بسوی عرش لورانی گرای از فرش ظلمانی  
 ز پریدن فرو ماند آن ہمالیوں بیک ربانی  
 چنین کاہستہ میرانی بیک خستہ میمانی  
 کہ گرمین باد م از جنبش تو برقی در سبک رانی  
 ہنوزت رخس ہمت در تگست از گرم جولانی  
 بر آبرف و عشق و براں ماہر کجبارانی  
 شنید اسرار ما و می و دید آثار سبحانی  
 بدیں جان و تن اما تن تنی نمود و جان جانی  
 پیغمبر کرد از جاں نزل آل خواں را شناخوانی  
 برآمد ز آستیں دستے چو قمر ماہ نورانی  
 مرا این دست برد از دست و در ماندم ز حیرانی  
 بلے در دستگا ہت دستیار انت در پنهانی  
 کہ اندر دست خود افتم گرم زیندست زبانی



بود ستوری زیزدان جست و در آن دست شد خیره  
 همه نوری همه زوری بکانت هر چه می بینم  
 هنوز آن حلقه در بود در جنبش که باز آمد  
 نه خود را برده عمره بلکه بخود رفت و باز آمد  
 ز به پیغمبری که ز محکم احکام تشرع او  
 دله نارفته از دنیا خلل افتاد و رویش  
 بدنیساں سالها بگذشت کاین دین بود آشفته  
 پیغمبر خواست در دنیا کند مبعوث شاهی را  
 گزید از جمله شاهان ستمی خود محمد را  
 سر شاهان محمد ش که تا بیدات حکم او  
 شهنشاهی که نام نامیش بر نامه هستی  
 اگر پیرا سینه دوزد و مضا اندر خود بختش  
 بغوا صی چه حاجت نام جود او بدربار  
 بدخشاں از چه باید رفت کلکش بر بنایان  
 نه تنها آدمی را دستش از بختش کند دعوت  
 دوشه او که پنجه شیر را ماند که از همیشه  
 ز بس وجد و فرح دارد و سر پا عید را ماند

بگفت ای پنجه شهباز دست آموز بزدانی  
 بدان خیر کشاد دست پدر الهی همی ماتی  
 مرا آن سر حلقه هستی بفرش از عرش رحمانی  
 که در مقصوده وحدت نگنجد اول و ثانی  
 بکاخ آسماں ماند که نه در و دیوارانی  
 که قومی سخت دل کردند عزم سست پیمانی  
 که اندر مرز گیسواں می بند یک مرد ایامانی  
 که از عدلش لطایف تازه گیرد دین و یاقی  
 که در دین تازه فرماید رسوم معدلت رانی  
 بروں بر دوازده صیقلی تسویلات لطفانی  
 بماند از شرف چوں بای بسم الله عنوانی  
 فضله عالم هستی کند آن را اگر بیانی  
 که تا هر قطره آلبش شود لولوی عثمانی  
 که تا هر دانه نارش شود لعل بدخشان  
 که تیغش دیو و دراهم کند در ستم مسمانی  
 ز ندر جان ناپاکان دین تو بین ماکانی  
 بعیدی این چنین باید دل و جان کرد قربانی



اگر گردون کشاده روی بودی چنین بد خو  
 فراز مسند شاهی چو بنشیند خرد گوید  
 معاذ الله اگر با آسمان روزی بچشم آید  
 بلا تخم است تنها کشت و روز کینه تالستان  
 ندیدم تا ندیدم خنجر الماس فعل او  
 ز خون خصم دریا چو گردد لعل پیکانش  
 سرگیسو گرفته حور در کف بو که بنماید  
 بپاید کودک بختش بهمدامن تا مهدی  
 آما می کزو جود او جهاں بر پا بود ورنه  
 همامی کز ولای او اگر حری بخود بندد  
 تبارک یا ولی الله آخر دیده یک سونه  
 چو بودی از لطر غائب نبودی شاه راناب  
 بلے چوں حاجی آقاسی ایمنه در میاں باید  
 لوتمانا نیروی او جبرئیل و شاه یزید  
 نبود یگر چنین گردن نیارست اینه معجز  
 هزاراں در هزاراں لوتب سازد از دها پیکر  
 بسیج لوترخانه مشربری کرد در سیا با آنها

گما ندارم که شاهش حکم فرمودی بدر بانی  
 جهانی بر یک مسند تبارک صنع یزدانی  
 نماید عین ابرویش بحسم چرخ سوهانی  
 روانها خوشه شده دهاقان و غیره اس دیقانی  
 که از زمره چکمر جاں و ز آهین لعل رمانی  
 بخرد جوهری او را بجای لعل پیکانی  
 بجای شمشیر طاؤس از خوانش گس رانی  
 نماید از حجاب غیب مهر چهره نوزانی  
 صورها باز گشتی جانب نفس مبولانی  
 بمحشر وارد ابلیس از آل آلوده دامانی  
 که تا از چهره میمنت کند گیتی گلستانی  
 رسولش حکم داد اول تو امضا داویش ثانی  
 که تا نشه را رساند از تو تو قبیعات پنهانی  
 که نشه را از سوی تو ترسلات فرقانی  
 که از درکش بود قاصر عقول قاصی ودانی  
 که هر یک جانشین دوزخند از آتش افشانی  
 بنمود دریا با آنها نسیم از تنگ میدانی



دبیران سپہ دفر فرو شو بہت دیکبارہ  
 مرا از کار شاہنشاہی باللہ شگفت آید  
 بنظم جیش دامن ملک و طی کفر و لشکر دین  
 تنی سر باز از اسان کہ سلمانیں مداین شد  
 بفضل خویش صاحب اختیار ملک جم سازد  
 بر آنہم بے سپہ آمد ملک فارس در وقتے  
 ہمہ اندر خدا طاعتے ہمہ با یاد شہ پیاغے  
 زیاد از بسکہ شد ظلم زیدی اندر آن کشور  
 بہخت شاہ و عون خواجہ اندر پارس حکم او  
 بد انسان فارس امین شد کہ بھویان ہم زیم او  
 بجزو یک سخای او کہ سال و ماہ می جو شد  
 ز یک تن در ہمہ کشور خروشتے بر بنی خیزد  
 چنان شد راست کار ملک ازو کاندر دبستان ہم  
 کماں گرتیر میسازد ز بیم آنکہ مبدانند  
 زین بر کنند ہر ز گس کہ بدانند گلستانہا  
 ز بس پہلوی مظلومان قوی کرد است عدل او  
 بسایت راجہاں کرد از درختاں تازہ و خرم

کز آنسوی شمار افتادہ جیش از فراوانی  
 کہ ہر کاری کند گوئی کہ الہامی است ربانی  
 ہزار سال معجزات آرد فزوں از فہم انسانی  
 کند از روی معجز و الی ملک سلیمانی  
 ز بہر رحم و یوالتش سپار و حکم دیوانی  
 کہ بودند اندر آن کشور گروہے خان دہانی  
 ہمہ فاجر ہمہ باغی ہمہ فاسق ہمہ زانی  
 بسا مسلم کہ بردار فنا جاں داد چوں ہانی  
 رواں شد بے سپہ چوں در مداین حکم سلیمانی  
 بہم بستند گلیسواز پے دفع پریشانی  
 خم می ہم ز جوش افتاد در دکان لصرانی  
 بجز در صبح و شام از نای و کون حبش سلطانی  
 نگر و داز پے تعلیم خم طفل دبستانی  
 بکیش شاہ ہرگز کار را فرض است قربانی  
 بجرم آنکہ ز گس بہتی دارد بفتانی  
 سزد گر صعوہ شاہیستی نماید برہ سرحانی  
 کہ آب اندر وہاں آرد و حسرت جوہر فوانی



حصاری کز دل اعدای خسرو بود ویران تر  
 ده و دو آسیانگ آبرازی دار ملک جم  
 ز سنگ سخت بے ضرب عصا و دعوی مجز  
 بے فرسنگی شیراز رودی هست بهتا و ر  
 کراں رودی که متوانی ز پنهانی شکر فغان  
 شکم بر خاک میمالد چو مال گرز در جنبه  
 بود چوں حکم او جاری مرا زود از یک چشمه  
 یک ششش بیرمید اندیک ششش پیر میخواند  
 میان خط شیراز و آن رود رواں در ره  
 سرش شیرے دو بیرون بسته است از خیمه بستی  
 بیاید کوه را سفتن کزین سور و دیابره  
 وزین سو ترکی دره است هولانگیز کا ندرے  
 چنان ژرفست کز قعرش به بی گاد و طای را  
 بیاید دره را انباشت با سدی کراں زین  
 زد و راں کیو مرث اولیں شه تا محمد شه  
 تنے آن دره را انباشت نتوانست انشاهاں  
 چه خوشنگ کراں فرسنگ و چه طهورث داتا

بیک منہ چور و میں در نمود از سخت بنیانی  
 ز قصر الدشت جاری کرد چوں اشعار قانی  
 ده و دو چشمه آب آورد چوں موسی علمانی  
 که عمقش و هم اگر سجد فرو ماند ز حیرانی  
 سمنه عقل و خنگ و هم و خش فکر بهمانی  
 بوقت باد میالد چور عسرا بر آبانی  
 که نامش مختلف گویند انا یاں ز نادانی  
 که ششش چه بوده یا ششش پیر آنجا کرده صبا نی  
 بود کو ہی بغایت سخت چوں اشعار قانی  
 پیش آنسو ترک ز آنجا که دنیا میشود فانی  
 که اینسوره ندارد و رود اگر که انسنبا نی  
 ز بس ژرفی توانی هفت دربارا گنجانی  
 اگر بادور ہیں نخے نظر دروے بگردانی  
 تواند می بر آید آب تا گرد و بیابانی  
 که ختم بادشاهاں جهانست از جهانبا نی  
 کسے نارست آن که اشکست از انسی و جانی  
 چه بیشتر سپرا و ننگ چه ضحاک علوانی



چه افرد و چه اینج چه مینو چه و چه لودز  
 چه گشتاسپ که بد خاتم ملوک پیش وادی را  
 چه کاؤس و چه خیسرو چه گشتاسپ چه لهراسپ  
 چه دارا پنج دارا و چه اسکندر که از رومی  
 برای نسبت یکایک بر تهرایان خدایان را  
 بپوشه جم که بحد گنج داد و رنج . مرد اما  
 و دیگر شاه عباس آل شاهی که شکست و فرشت  
 بسالار مین بار که الله و مدی خاں  
 بکرد این حکم را و آل رفت و نتوانست باز آمد  
 کریم آل پادشاه زندبا آن قوه و قدرت  
 بسالی اندمالی چند از موج بحار افرو  
 و لے آخر به بخت شهر یار و باطن خواجه  
 کبیر سربازی از خسرو حسین همی گشت  
 نخستین روز گفتندش مکن این کار و دیگر  
 نه یزدان که تا کوه گراں از پیش برداری  
 نه برتی تا شکافی صخره صفت از یکدیگر  
 و گراں کار کردی باز ماں با و منی افتد

چه زاب دوزراع آن شهر و فرخنده فرمانی  
 چه فرخ کیقباد آن رستم عدل داد و ابائی  
 چه روشن رای بهمن چه هالو و دخترش خانی  
 سپاه آورد و غالب شد بر ایران و بر ایرانی  
 چه آشکانی چه سامانی چه سلجوقی چه سامانی  
 سراسر تراژا و بیوده شد چون تراژنطیانی  
 شوی آگه کتاب عالم آرا را چو بر خوانی  
 که بد هم در سرفشانی سمرم در زرافشانی  
 سه ساله رنج او تا در دباری جز پشیمانی  
 که در هر کار بودش خاصه در تعمیر ویرانی  
 بکار افکند و آخر خلق گفتندش که نتوانی  
 که هستی نزد او و مجلس بر دوازتنگ سامانی  
 کم از شش مینمود این کار مشکل را باسانی  
 که نتوانی اگر صد گنج سیم قدر برافشانی  
 گرفتنت به نیر و گردن شیراں به پیاپی  
 نه زلزالی که آری کوه خارا را به جنبانی  
 همی گویم یا به نینسی یا بحر میدانی



بگفت از فرخنت شهریار و باطن خواجہ  
 من این کوه گراں از پیش برادرم بدانی  
 بگفت این را و از ایوان بهاموون گفت من حیران  
 مندهای اقلیدس مهارت خواست از هر سو  
 نخستین خود چون تخت شاه و باطن خواجہ  
 تو گوئی رب سہل گفت و از دل گفت کان دعوت  
 ز نوک آہنیش تیشہ شد آن کہ آہنیش ریشہ  
 تو گفتی کوه آہستہ بود کہ ہر گراں دروے  
 عیان کوه را بشکافت نمچوں درہ از ہم  
 تو گوئی نام تیغ شہ گوش کوه گفت ار نہ  
 وزین سو درہ راستی گراں بستہ نمچوں کہ  
 مراں سدراسہ دہ کہ ہست بالا و از آتش  
 تو گوئی درہ کہ کرد کہ را درہ یا کہ را  
 چو شش رفت و جاری گشت دریائی خروشدہ  
 مراں را نہر سلطانی لقب بہادومی رسید  
 چو آن نہر از رہ شش پیر آمد بہ کہ تاریخش  
 و یا چوں بروی شہری از وی شد فروں گویم

نہ از زور تن و عزم دل و نیروی نفسانی  
 کہ خاقان را ز پشت پیل کرد و زابلستانی  
 کہ از ایوان بہاموون چوں خرامد سروستانی  
 کہ یارند از نمودن طول و عرض ملک امکاتی  
 بر آن کہ تیشہ زد و آن کوه حرنی گفت بہنانی  
 ہماں دم مستجاب افتاد در درگاہ سبحانی  
 و ز آن دہشت پراندیشہ دل شیر نستانی  
 چنین ساں رفتہ نقابی نقیش کردہ زہدانی  
 دہاں بکشتاد گفتی کوه شہ را در شاخوانی  
 ز ہم نشکافتی تا حشر یا آن سخت ارکان  
 کہ گوئی سدا سکندر بود در سخت بنیانی  
 بہ نسبت کردہ از مقدار بالائش سہ چندان  
 ز جایر کند و در آن درہ بہداد از ہنرانی  
 کہ از طغیان ہر مویش شدی نہ چرخ طوفانی  
 کنیز نام نکو مویش زند بر چرخ پیشانی  
 بگویم کہ ز رہ شش پیر آمد بہ نہر سلطانی  
 بیفزود آب بروی شہری آب نہر سلطانی



بسد باغ شمشیر و دست خسر ساخت دریائی  
 تو گوی طبع خسرو باینست آن شرف دیارا  
 دما دم از حباب آن آب برکت کاسه دارد  
 بشب عکس مه و پروین عیاں گردد ز آب و  
 همان از تشبیه دریاچه نهر چند و از هر سو  
 خیابانی بنا فرمود گردد اگر دریاچه  
 و لے مشکل بر وید زان خیابان سر و کز جلالت  
 الف ساں از میان جان کمر بست و در یکدم  
 بیکدم خاک را بر آسمان کرد از چه از خیمه  
 بزرگان مقدم رنج خدمت را کمر بسته  
 بر از ضحاک ماراں شد زین کنز نیش هر نره  
 ز بانگ توب گشت چرخ و دوش رفت تا جائے  
 همیشه بانگ رعد از چرخ آید بر زمین و اینک  
 ز بهر آنکه آب آورد و آبے روے کار آورد  
 بحر اغان کرد شیراز و بسا تین را بیاں آید  
 بجمنش زاهنرا ز باد هر شو شمس شمس  
 بهر دروازه طرحی تازه افکند است گزشتش

که گزینی سراب فیض و بحر حتمش خوانی  
 و گزیند کیست جز بزدال که دریا را شود بانی  
 که نزد مهت خسرو نماید کاسه گردانی  
 چو از دیر سکویا شعله قندیل رهیبانی  
 سوی شهر و قری جاری چنان کا حکام دیوانی  
 که میر قصد درختانش ز سیرابی و ریانی  
 بتالپیش قد و لکشتش سر و خیابانی  
 همان شهر را کرد از تقسیم شاه مهمانی  
 یک انسان دیں همه قدرت تعالی شانسانی  
 مقدم آری از خدمت توان شد نزلتن آسانی  
 نمود از تکلف هر سر باز خسر و نیش ثعبانی  
 که شورشید کافوری سلب را جامه قطراتی  
 غور عدا از زمین بر آسمان شد انیت حیرانی  
 ز بهر آب جسته کرد به از جشن آبانی  
 که گفتی صبح نورانی و مید از شام ظلمانی  
 چو از باد سحر برگ شقایقهای نعلانی  
 فرو ما خم چو با قل همه تقریر سحابانی



بهر یک طرح ملستان سمر افکنده کز گروان  
 بهر پستان سمر افتری که گیتی با همه وسعت  
 مرتب باب هر قصرش چو صنعتهای جمیدی  
 تو پنداری دو صفت خواب نشسته بند باد  
 بود چنان عجبی است و اینک زانهم او  
 سهریست قطره با شیر زیاں اکنون بدال ماند  
 از لیس او شش و سوسه است اکنون دار ملک جم  
 بهر رانش بود باغ بهر باغش دو صد گلبن  
 بهر رانش دو صد باره است و در هر غنچه طره  
 سحر گرینه بدین کشور قدم را رخ فرماید  
 سمر اسر ملک بستان شد ملک را تا که میگوید  
 شش را آید سوی شیر زهر خشت دیار او  
 بغیر از نهر سلطانی که دور از شاه پیوندد  
 شهابا دست چون دریا سوی این نهر گای زن  
 بهر جا هست نهری سوی بحر آید عجب نبود  
 که آید حکم فرمای عجم زری دار ملک جم  
 شهنشاه اگر از سر چشمه جودت مدیایم

ز فرط شوق کیوان آمدست اینک بدیهقانی  
 نیار و کردن اندر قصر سربستان شهبستانی  
 مذهب خاک هر باغش چو حکمتهای لقمانی  
 که با هم طعن هم چپه زنده ولادت همشانی  
 بروں از شمر جنات شیراز از فراوانی  
 که مشتی زریه زری کرمان بر انداز بهر کرمانی  
 که بر خاکش سجود آورد جم سال ماه کنعانی  
 بهر گل بلبله همچون نیکسادر خوش الحانی  
 بهر کوشش دو صد جو لیت و در هر خانه صد خاق  
 که شده جالست و کشور تن نیاید تن به بجانی  
 بهر نخته درین بستان که داد و عیش بستانی  
 بر آرد و بایزید آساز شادی بانگ سبحانی  
 ندیدم نهر کالونی نماید آب نهرانی  
 که تالاب بیغزاید چو سیل از ابر نیسانی  
 که بحری سوی نهر آید ز تقدیرات یزدانی  
 گل شیراز گردد غنچه کحل سپاهانی  
 بدریا نهر میرین کند هر قطره قطرات



در این مدحت قبول پادشاه افتد عجب نبود  
 چو خود بودی محمد مر احسان لقب دادی  
 اگر در عهدش بودی و قدر شاعران دیدی  
 توانی شد چو العامت مکر پس همان بستر

که بر خوان کمال من کند هر لقبه لقمه  
 عجب نکر محمد را خوش آید مدح حسانی  
 ز اندری طعنه بر شاعران شیر الدین اوانی  
 که عمرت نیز با بچوں گفته من باد طولانی

## فی المدح

کشودی زلف قیر آگین جهاں را قبول کردی  
 قمر آردی از گردوں بشاخ نارون بستی  
 یکجے گردنہ کو ہے رالقب بھی میریں دہوی  
 بدایں فتراک گیسو نرم زمک پای دل بستی  
 دو پرچیں کردی از سنبل بگردیک گلستان گل  
 نمودی چہرہ ماہ آسمان را از آستان راندی  
 دو جلیباب از شب مشکین فلندی بر سر پودیں  
 ز غم چوں شام تاریکیت روز روشنم تا لوت  
 ز چین گیسوی مشکین فلندی رخ نام در دین  
 ز بس نامهربانی با من اسے آرام جہاں کردی  
 نگار ادب را یاد لارا ما و من دارا

نمودی چہرہ آئیں زمین را آسمان کردی  
 گہر زدیدی از نعمان ہنل در نارواں کردی  
 یکجے بار یکے وی را صفت لاغرمیاں کردی  
 وزاں شمشیر ابرو اندک اندک قصد جہاں کردی  
 وزاں پرچیں پرچیم نرند و ناتواں کردی  
 کشودی غنچہ گنج شایگان را رانگاں کردی  
 و یاد بارہ ماچیں دو برج از قبول کردی  
 شب تاریک را بر روز روشن سائبان کردی  
 جزاک اللہ خیر اگر ز زہ کارستان کردی  
 فلک را با ہمہ نامهربانی ہمہ راں کردی  
 فحل زمین نامہر بادی کہ مارا بے نشان کردی



پری بگریزد از آهین تو اس ماه پری چهره  
 من تربیت از مکر پیرامینت در مکر نیسان  
 قلندی بر سر از لیس دو یو پابل مشکین  
 در اول از غوا تم را نمودی ز عفران و آخر  
 سبب شد رویت از خط و بس خط از آن زلف کان  
 چو دهنقانی که در زعفرانم از غوا لگشتی  
 تکفتم زلف تو دوست از کیدش بهاشن مین  
 کس از هندی و شود امین که بسیار و بد و گوهر  
 سیاهی خانه کن را اختیار انجن دادی  
 نه این زلفت همان هندو کدل دزدیدی از هر سو  
 نه این زلفت همان رنر که میرد راه مردوزن  
 نه این زلفت همان نگینی کش از روم هست و لتنگی  
 نه این زلفت همان کافر که بدین و دل لکسر  
 نه این زلفت همان شیطان که خصم دایا ایمان  
 نه این زلفت همان زراغی که در ویرانه بهرباغی  
 گره کردی چو شست پیلو همان زلف مشکین را  
 الا ای زلف ختم ختم حیرانی این چنین در هم

چو ایک پاره آهین را منان در پریاں کردی  
 بتقدی کوہی ہی ہست اگر موئے نیاں کردی  
 بنازم زور قے را کرد و لنگریا و باں کردی  
 ز خون دیدہ و دل زعفرانم از غواں کردی  
 کہ صدرہ در سبب کاری مراد را امتحان کردی  
 چو صیاعنی کہ گاہ از از غوا تم زعفران کردی  
 از و غافل شدی تا یک طبع گوہر نیایاں کردی  
 بتابس سادہ کورا امین خود کماں کردی  
 غرابے را بہترین را سہنمای کارواں کردی  
 کجا دیدی امانت زو کہ اورا پاسبان کردی؟  
 چه موجب شد کہ اورا خازن گنج رواں کردی؟  
 چه شد کہ آوردی و در مرز روش مرزباں کردی؟  
 چه شد کہ اندر حریم کعبہ اورا حکمراں کردی؟  
 چه شد کہ آدم صفت زبیاں بخوشتر اہماں کردی؟  
 چه شد کہ انراغ را بر باغ غافل باغیاں کردی؟  
 ای صبر نیک و فن افتادہ را پہلو اں کردی  
 چه شد کہ امروز با ما ہم نہخت سر گراں کردی



گئے برہمہ زدی پہلو گئے بر گل گرفتاری  
 زلس چین و گره داری بتن مانا زره داری  
 نہ ماری از چہ برج لائی پاسباں گشتی  
 نہ طاؤسی چرا بر ساحت جنت قدم مسودی  
 تو خود یکشت موافقوں نہ ای زلف حیرانم  
 ہمانا نافہ چینی نہ فستی زیر ہر چینی  
 زموی این چنین بوی مرا باللہ شکفت آید  
 کجا استغفر اللہ مشک یاں بوی این نکست  
 نہ ہرگز عاشق اللہ ضمیراں این طریب طینت  
 علی اللہ عارض حور جہاں این زینت  
 نیاید از دم روح القدس این طیب طوبی انک  
 سیہ زلفا تو بر خود گوچہ کردی تا شدی مشکین  
 ولیکن بروہ ام بوی کہ این بوا زچہ شد پیدا  
 معاذ اللہ بہشت جاوداں این بواں اہ است  
 نہانی رشتہ دای نسیم صبح را وز او

کہ از چہ بر نمودی گو کہ اریں صوب جہاں کردی  
 خدنگ کیں بزہ داری از آن قیو کلں کردی  
 نہ زانغ از چہ بر شاخ صنوبر آشیاں کردی؟  
 نہ شیطانی چرا بر روضہ رضواں مکان کردی؟  
 کہ چون از بوی جہاں پرور جہاں را بوستان کردی  
 ویا آہوئے تاتاری بہر تار سنہاں کردی  
 سیہ زلفا مگر جب و غل پر مشک باں کردی  
 سیہ زلفا مگر ہم آستیں پر ضمیراں کردی  
 سیہ زلفا یقین جاود بہشت جاوداں کردی  
 سیہ زلفا مگر روح القدس را میہاں کردی  
 کہ از نایک بوی جہاں پرور جہاں شادمان کردی  
 کہ سن اینہا کہ بسر و دم نہ این کہ منی آن کردی  
 چرا سر بستہ گویم کیں چنین یا آنچہاں کردی  
 سیہ زلفا مگر الفت تو با حور جہاں کردی  
 غبارے عاریت از در گہ فخر زماں کردی



24328

20.1.59



ALLAMA IQBAL LIBRA



24328



**The Jammu & Kashmir  
University Library,  
Srinagar.**

1. Overdue charge of one *anna* per-day will be charged for each volume kept after the due date.
2. Borrowers will be held responsible for any damage done to the book in their possession.

















**ALLAMA  
IQBAL LIBRARY**  
**UNIVERSITY OF KASHMIR**  
HELP TO KEEP THIS BOOK  
FRESH AND CLEAN.